بفیض تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی کا دینی، علمی، اصلاحی و ادبی مجلّہ

سالنامہ

یادگارِ رضا ممبئی

۱۴۴۶ھ / ۲۵-۲۰۲۴ء

شمارہ : 31

مؤسس

الحاج محمد سعید نوری مدظلہ العالی

مدیر: غلام مصطفیٰ رضوی

ناشر: رضا اکیڈمی

۵۲ / ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک ممبئی ۴۰۰۰۰۹

31

سالنامہ

یادگارِ رضا

مؤسس: الحاج محمد سعید نوری مدظلہ العالی

مدیر: غلام مصطفیٰ رضوی

فروغ اہلسنّت کیلئے امام اہلسنّت کا دس نکاتی پروگرام

(۱) عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں

(۲) طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں

(۳) مدرّسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں

(۴) طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

(۵) اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں

(۶) حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں

(۷) تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مُفت تقسیم کئے جائیں۔

(۸) شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعدار کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

(۹) جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کرکے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

(۱۰) آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ ”آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا“ اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)
مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی

رضا اکیڈمی

۵۲ / ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک ممبئی ۴۰۰۰۰۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بہ فیض حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مؤسس: الحاج محمد سعید نوری مدظلہ العالی

رضا اکیڈمی ممبئی کا دینی و علمی مجلّہ

سال نامہ

یادگارِ رضا

شمارہ: 31

1446ھ/25۔2024ء

مدیر: غلام مصطفیٰ رضوی

[اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر/نوری مشن مالیگاؤں]

ناشر: رضا اکیڈمی

۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۴۰۰۰۰۹

Ph.: (022) 66342156 www.razaacademy.com
e-mail : mumbai.razaacademy@gmail.com

آئینہ در آئینہ

۱	مشرکین سے اتحاد کے مُضر اثرات (اداریہ)	مدیر	۳
	نظریات		
۲	کیا امام احمد رضا یُونانی نظریات سے متأثر تھے؟	ابوعبید محمد شہزاد نقشبندی	۸
	نگارشات		
۳	اعلیٰ حضرت کا سفر جبل پور	برہان ملت مفتی محمد برہان الحق جبل پوری	۱۳
۴	امام احمد رضا خان، اعلیٰ حضرت کیوں؟	مفتی محمد ہاشم خان مدنی	۲۴
5	ذکر خواجہ بقلم رضا رضی اللہ عنہما	کمال مصطفیٰ ازہری	۲۹
	تحقیقات		
۶	نادرِ زمن ہستی امام احمد رضا بریلوی	اقبال احمد اختر القادری	۳۱
۷	ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حسام الحرمین	غلام مصطفیٰ رضوی	۴۳
	منظومات		
۸	تضمین بر قصیدۂ معراجیہ	میرزا امجد رازیؔ	۴۹
9	علم و عرفان کا گلزار ہیں اعلیٰ حضرت	ابوالحقائق مفتی راشد علی رضوی برہاںؔ	۶۶
۱۰	در مدحِ شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت	میرزا امجد رازی	۶۷
۱۱	یادِ حضور صدر الشریعہ	فریدیؔ صدیقی مصباحی بارہ بنکوی	۶۹
	نوریات		
۱۲	مفتی اعظم ایک ہمہ جہت شخصیت	مولانا بہاء المصطفیٰ قادری	۷۰
۱۳	تاج الشریعہ: مرشد کامل	مفتی محمود اختر القادری	۷۶
	تجزیات		
۱۴	سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قبل از ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	پروفیسر دلاور خان نوری	۷۹
۱۵	''رَدُّ الرَّفَضَةِ'' کا خلاصہ	طارق محمود رضوی	۹۶
	تشریحات		
۱۶	شرح اشعارِ رضاؔ بزبانِ اشرف الفقہاء	ڈاکٹر محمد ہاتف رضا	۹۹
۱۷	حمد و نعت! (کلام رضاؔ کی عام فہم تشریح)	شکیل احمد سبحانی	۱۱۶
	منزل بہ منزل		
۱۸	رضا اکیڈمی کی خدمات 24۔2023ء	ادارہ	۱۲۹
۱۹	تصانیف رضا کے تراجم	مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری	۱۴۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

مشرکین سے اتحاد کے مُضر اثرات

''سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے''

مشرکین سے اتحاد و وِداد کی تائید وحمایت کا جو طوفان بیسویں صدی کے اوائل میں برپا ہوا؛ اس کا ماضی تا حال تجزیہ کریں کہ اس اتحاد کا کتنا اور کیسا فائدہ مسلمانوں کا ہوا! فسادات کی بدترین تاریخ گواہ ہے کہ کسی بھی مقام پر مشرکین نے مسلمانوں کے لہو سے ہولی کھیلنے سے گریز نہ کیا بلکہ عالم یہ ہے کہ:

[۱] بابری مسجد کو بڑی دھاندلی سے دن کے اُجالے میں شہید کر دیا گیا۔ پھر اس کے بعد مسلم کش فسادات برپا ہوئے۔ مسلمانوں کا جانی ومالی نقصان بیان سے باہر ہے۔ کورٹ میں بابری مسجد کا مقدمہ چلا۔ محض آستھا کی بنیاد پر اکثریتی طبقے کو مسجد سونپ کر جمہوریت کو پامال کیا گیا اور مندر بنا دیا گیا۔

[۲] بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں توہین و بے ادبی کی جسارتیں کی گئیں، گستاخوں کی پشت پناہی کی گئی۔

[۳] مسلم بچیوں کو مُرتد بنانے کی مہم شروع کی گئی، پھر ان بچیوں سے زیادتی بلکہ بعض مقامات پر قتل تک کا سانحہ پیش آیا۔ فتنۂ ارتداد کے مقابل بچیوں کی دینی تعلیم وتربیت اور اسلامی ماحول سازی ناگزیر ہے۔

[۴] مسلم اوقاف، مدارس، مساجد، درگاہ، خانقاہ پر مشرکین کی نظر بد لگی ہوئی ہے۔ قانون سازی کی کوشش کی جارہی ہے کہ کسی طرح اوقاف کی املاک کا استحصال آسان ہو۔

[۵] طلاق وشرعی قوانین کو نشانہ بنایا گیا۔ شریعت کے مغائر قانون سازی کی گئی۔

[۶] کھانے پینے کی آزادی چھیننے کی کوشش کی گئی۔ ذبیحہ سے متعلق قانون بنا دیے گئے۔ پھر محض الزام کے تحت مسلمانوں کو بے دردی سے ہجومی تشدد کا نشانہ بنایا گیا، یہ سلسلہ ہر روز بڑھ رہا ہے۔

مشرک اقتدار کا یہ حال ہے کہ ہر فیلڈ میں مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں پیش پیش ہے۔ اسلامی مراسم وشعائر کے ترک کرنے پر زور دیا جارہا ہے۔ تعلیمی میدان میں مسلمانوں کو کم تر دیکھنے کی انھیں آرزو ہے، لیکن مشرکین سے اتحاد کے حامی نگاہیں موند کر اور نقصانات سے بے خبر، غیر دانش مندانہ

راگ اب بھی الاپ رہے ہیں۔ گجرات وآسام اور دیگر مسلم کش فسادات انھیں سبق دینے کو شاید کافی نہیں! پھر وہ سیکڑوں فسادات بھی تاریخ کا حصہ بن چکے جو آزادی کے بعد وقوع پذیر ہوئے۔

۱۹۲۱ء میں جب کہ سیاسی اعتبار سے بہت سی تحریکات اُفق ہند پر سرگرمِ عمل تھیں۔ مشرکین سے اتحاد کا ماحول شباب پر تھا۔ پنڈت شردھانند نے مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کرنے کے لیے شدھی تحریک کی بنیاد رکھی، جس کی زد میں بہت سے پچھڑے اور پس ماندہ علاقے آگئے۔ مسلمانوں کی بڑی تعداد اپنے مذہب سے انحراف کر کے مرتد ہوگئی۔ اس کے انسداد و مقابلہ کے لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری (۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء-۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کے تلامذہ و خلفا و احباب کا ایک وفد ''جماعت رضائے مصطفیٰ'' کی صورت میں سرگرمِ عمل ہوا۔ جماعت رضائے مصطفیٰ نے جو عزیمت و استقامت کا مظاہرہ کیا۔ فتنۂ شدھی کا پامردی کے ساتھ مقابلہ کیا وہ تاریخ ہند کا تابندہ باب ہے۔ مولانا یٰسین اختر مصباحی لکھتے ہیں:

''حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی کی قائم کردہ تحریک ''جماعت رضائے مصطفیٰ'' (تشکیل ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء) نے شدھی تحریک کے مقابلے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی، صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، محدث اعظم ہند مولانا سید محمد اشرفی کچھوچھوی، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا قادری بریلوی، شیر بیشۂ اہلِ سُنّت مولانا حشمت علی لکھنوی وغیرہم کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ تحریک شدھی سنگٹھن کے زہریلے جراثیم اور خطرناک مفاسد کے ازالہ کے سلسلے میں ملکانہ یعنی آگرہ ومتھرا وبھرت پور واَلور وغیرہ میں جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شریف کی مساعی جمیلہ کو اس وقت (۱۹۲۳ء) کی دو عظیم المرتبت شخصیتوں اور مقبولِ عوام وخواص بزرگوں (۱) امیر ملت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (وصال ۱۳۷۰ھ) اور (۲) شیخ المشائخ سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی (وصال ۱۳۵۵ھ) کی مکمل تائید وحمایت اور سرپرستی حاصل تھی۔ جن کے وفود اور مبلغین نے جماعت رضائے مصطفیٰ کے ساتھ تعاون کر کے ملکانہ راج پوتوں کے علاقوں میں قریہ قریہ گھوم کر اور اپنی جان جوکھم میں ڈال کر ہزاروں مسلمانوں کو ارتداد سے محفوظ رکھا اور ہزاروں وہ مسلمان جو ارتداد کا شکار ہو چکے تھے انھیں دوبارہ کلمہ پڑھا کر مشرف بہ اسلام کیا۔ یہ تفصیلات ۱۹۲۳ء و ۱۹۲۴ء کے رسائل ومجلّات میں تاریخی ریکارڈ کے طور پر درج ہو چکی ہیں۔ اس سلسلے میں ایک مستقل کتاب

"تاریخ جماعت رضاے مصطفی" مؤلفہ مولانا شہاب الدین رضوی مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی جو کئی سو صفحات پر مشتمل ہے؛ اس کا مطالعہ کر کے اس وقت کے حالات و کیفیات اور جماعت کی خدمات وغیرہ ہر طرح کی معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔" (مجلہ یادگار رضا، رضا اکیڈمی ممبئی، ۱۳۔ ۲۰۱۲ء، ص ۱۳۴)

گائے کا ذبیحہ اسلامی شعار سے ہے۔ ہندو مسلم اتحاد کی آڑ میں اسے بند کروانے کے لیے باقاعدہ عملی جدوجہد کی گئی، (بلکہ حال میں بھی اس سے متعلق قانون سازی ہوئی) مشرکین کی خوشی کے لیے یہ آواز مسلم لیڈران نے بلند کی۔ خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا پروفیسر سید سلیمان شرف بہاری لکھتے ہیں:

"مسٹر مانٹیگو کے سامنے دہلی میں جس وقت کہ اعیانِ ہند کے وفود پیش ہو رہے تھے، جب آل انڈیا مسلم لیگ کی پیشی کی نوبت آئی تو اس جماعت کا جو ایڈریس تھا اس میں یہ گزارش بھی پُر زور الفاظ میں کی گئی تھی کہ ہندوستان سے گائے کا ذبح کرنا موقوف کیا جائے۔ جدید آقا (مشرکین) کے دربار میں جو نذرِ عبودیت و عقیدت کے ہاتھوں پیش کش ہونے والے تھے ان میں سب سے زیادہ پسندیدہ یہی نذر تھی۔"

(موالات و معاملات کا حکم شرعی، مولانا پروفیسر سید سلیمان اشرف، رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۱۰ء، ص ۱۰)

"یہاں تک کہ رولٹ بل کا وقت آیا اور ستیا گرہ کی ایجاد ہوئی اُس وقت عجیب عجیب طرح سے مسلمانوں نے دین کی توہین کی تا کہ اہلِ ہنود کو یہ یقین ہو جائے کہ تمہاری اطاعت کے سامنے مذہب کی اطاعت یوں قربان کی جا سکتی ہے۔" (نفس مرجع ص ۲۳)

قارئین! یہی کچھ بابری مسجد کے مسئلہ میں ہوا۔ پہلے ماحول سازی کی گئی۔ جمعیۃ علما و پرسنل لا بورڈ سے جڑے کارندوں نے کورٹ کے فیصلے کو تسلیم کرنے کا ماحول بنایا۔ علماے دیوبند ابن الوقت بن گئے۔ وہابی تنظیمیں بک گئیں۔ کئی ادارے بک گئے۔ پھر جو فیصلہ بابری مسجد سے متعلق لایا گیا وہ مشرکین کی خوش نودی والا تھا۔ یہ المیہ ہے۔

عہدِ رضا میں ہندوؤں کی ساری تگ و دو 'سوراج' کے لیے تھی۔ وہ ہندو راشٹر بنانے کے لیے کوشاں تھے۔ گاندھی کی پالیسی سے اس امر کو تقویت ملتی ہے، اتحادِ مشرکین کے نتائج مسلمانوں کے حق میں ضرر رساں ظاہر ہوئے۔ کئی جہت سے نقصان ہوا۔ دینی، تعلیمی، ثقافتی، اعتقادی و معاشی نقصانات جھیلنے پڑے۔ پروفیسر سید سلیمان اشرف لکھتے ہیں:

"ہر وہ ایجاد اور ہر وہ تحریک جو کسی قوم کی ہو جب اسے دوسری قوم اختیار کرے تو یہ اس ایجاد و تحریک کی انتہائی کامیابی ہے، پس یہ ساری تحریکیں ہندوؤں نے اپنے ملک کے لیے کی تھیں جنھیں مسلمانوں نے اختیار کر کے ان کی کامیابی پر مہر لگا دی۔" (نفس مرجع ص ۲۴)

پیش کردہ ان تجزیوں کی تصدیق و توثیق آزادی کے بعد کے احوال سے بہ خوبی ہو جاتی ہے۔ فرقہ پرست ہندوؤں کی ریشہ دوانیوں کی داستان بڑی طویل اور لرزہ خیز ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے ان سے اتحاد کی مخالفت یوں ہی نہیں کی تھی، بلکہ اس کی بنیاد ٹھوس اور شرعی وجوہات پر قائم ہیں، جن سے تاریخ کا واقف کار انکار نہیں کر سکتا۔ یہاں ان لوگوں سے سوال ہے جو مشرکین سے اتحاد کے پُر زور داعی ہیں کہ کیا کبھی مسلم مسائل میں مشرکین نے مسلمانوں کے حق میں آواز بلند کی یا کچھ ساتھ دیا؟ ہاں! یہ ضرور ہوا کہ لیڈران کا ذاتی و مالی فائدہ ہوا اور قوم کا بھاری بھر کم نقصان۔

جسٹس راجندر سچر نے مسلمانوں کی مفلوک الحالی پر جو رپورٹ تیار کی اس میں مسلمانوں کو تعلیم میں دلتوں سے کم زور بتایا اور علم کے میدان میں مسلمانوں کا گھٹتا ہوا تناسب قابلِ تشویش حد تک ظاہر کیا۔ ایک صدی قبل ہی ان نتائج کے حصول کے لیے ہندو لیڈروں نے کمر کس لی تھی۔ آزادی کی تگ و دو کے درمیان ہی مسلمانوں کی ذلت و نکبت اور کسمپرسی و پس ماندگی کا خاکہ بنا لیا گیا تھا اور آزاد جیسے لیڈر خود مشرکین کے خاکوں میں ان کی چالوں سے آنکھیں موند کر رنگ بھر رہے تھے۔ اُس دور کے عظیم دانشور پروفیسر سید سلیمان اشرف نے جو مشاہدہ لکھا اس کے نتائج ہم دیکھ رہے ہیں، موصوف لکھتے ہیں:

"اسی کے ساتھ مسٹر گاندھی کی کمالِ ہنرمندی کا اظہار اس حکیمانہ طرزِ عمل سے ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو برٹش گورنمنٹ کے مقابلہ میں صرف انھیں مقاصد و اغراض کے تکملہ اور تحصیل کے لیے لا کھڑا کر دیا جس سے ہندوستان کی آزادی برسوں کی راہ گھنٹوں میں طے کر لے، یہ ملک جس قدر آزادی سے قریب ہوتا جائے اسی قدر خود مسلمانوں ہی کے جدوجہد سے ہندوؤں کی حکومت یوماً فیوماً قوی ہوتی جائے اور مسلمانوں کی ہستی ہندوستان میں مٹتے مٹتے ۔شودر۔ کے مرتبہ پر پہنچ جائے۔"

(نفس مرجع ص ۲۹)

آج مسلمانوں کا تعلیمی و تہذیبی زوال جو مشاہدہ ہو رہا ہے وہ ایک صدی قبل بوئے گئے ان پودوں کے نتائج ہیں جنھیں مشرکین نے سینچا تھا اور جن کی پرورش نام نہاد مسلم لیڈران نے کی تھی۔ اسی

زمانے میں اعلیٰ حضرت اور ان کے خلفا و تلامذہ نے انگریزی سازش سے اور مشرکین کی ریشہ دوانیوں سے باخبر کر دیا تھا؛ نوائے سحر سے گلشن کو باغ و بہار بنانے کی کوشش کی تھی۔ سوتوں کو جگایا تھا۔ نیند سے بیدار کیا تھا۔ پیغام عمل دیا تھا۔ شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کی تھی۔ غیر شرعی کاموں پر قدغن لگایا تھا۔ مشرکین کے ساتھ اتحاد و انضمام سے بچنے کی تاکید کی تھی۔ اپنے دین و مذہب سے وابستگی کی فکر دی تھی۔ دُشمنوں کی سازشوں سے بروقت باخبر کیا تھا۔

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہ باں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت واضح کر کے دل و دماغ میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقش جمایا تھا۔ غور سے سُنیے بریلی شریف سے کیسی آواز آرہی ہے۔ اعلیٰ حضرت کیا فرما رہے ہیں ۔

سُونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گھٹری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے
یہ جو تجھ کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا
ہائے مسافر دَم میں نہ آنا مت کیسی متوالی ہے

☆☆☆

کیا امام احمد رضا رحمہ اللہ یُونانی نظریات سے متأثر تھے؟

ابو عبید محمد شہزاد نقشبندی

کیا امام احمد رضا رحمہ اللہ نے سکونِ زمین کا نظریہ یونانیوں سے متاثر ہو کر اختیار کیا؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ وہ ہستی ہیں، جو بلا مبالغہ علومِ دینیہ کے علاوہ دُنیاوی سائنسی علوم میں بھی کمال کی مہارت رکھتے تھے، اندیشۂ طوالت کے پیشِ نظر سرِ دست ہم یہاں صرف ایک مثال پر اکتفا کرتے ہیں، پھر اپنے مقصد کی طرف چلتے ہیں، اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے سمتِ قبلہ کے بارے میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے: کشف العلة عن سمت القبلة، جس کا اُردو نام ”قبلہ نُما“ ہے، جو کہ آپ کو PDF Format میں یہاں سے مل سکتی ہے:

https://archive.org/details/qibla-numa

ہوسکتا ہے کوئی سمتِ قبلہ کے الفاظ سے یہ سمجھے کہ یہ کتاب فقہی مسائل پر لکھی گئی ہوگی، جب کہ ایسا بالکل نہیں، بلکہ یہ کتابِ مستطاب سائنس کی شاخ علم ہندسہ Geometry، پھر اس کی بھی ایک شاخ Spherical trignometry پر لکھی گئی ہے، اس کتاب میں جہاں دیگر اس فن کی بیش بہا تحقیقات Researches اپنے جلوے لُٹا رہی ہیں، وہیں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی اس فن میں کمال دسترس کا منہ بولتا ثبوت اس طور پر بھی موجود ہے کہ آپ نے اپنی طرف سے ایسے ایسے نئے فارمولے ایجاد فرمائے کہ ماہرینِ فن کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں، اس کتاب کا دوسرا باب خاص اِسی مقصد کے لیے باندھا گیا ہے، اِس باب میں آپ نے سمتِ قبلہ معلوم کرنے کے 10/قواعد ایجاد فرمائے ہیں، یہ کتاب چوں کہ عربی اصطلاحات پر مشتمل ہے اور جیسے ہی اس کتاب کا نام موجودہ دَور کے پروفیسرز اور اسٹوڈنٹس حضرات سنتے ہیں، تو اس کتاب کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بعدِ حصول پڑھنے اور سمجھنے کی سعی کرتے ہیں، جب مطالعہ کرتے ہیں تو اُنہیں کافی مایوسی ہوتی ہے، کیوں کہ یہ حضرات عربی اصطلاحات سے ناواقف ہوتے ہیں، ظاہر ہے یہ اُن کی اپنی کمزوری ہے کہ وہ عربی اصطلاحات سے ناواقف ہیں، فقیر نے بعض نادانوں کی تحریرات پڑھی ہیں، جن میں کچھ اس طرح کے تاثرات تھے کہ: معاذ اللہ! اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ چوں کہ اِن فنون کو نہیں جانتے تھے، اِس لیے اپنی

علمیت کی دھاک بٹھانے کے لیے اُنھوں نے مشکل زبان استعمال کی ہے،(یہ تاثرات فوزِ مبین کے بارے میں تھے) حالاں کہ یہ اُن کی اپنی کج فہمی اور کوتاہ علمی ہے، اِسی چیز کے پیشِ نظر ہم کشف العلۃ سے ایک Formula جدید انگلش اور Scientific calculator کی زبان میں یہاں نقل کرتے ہیں، جس سے یہ اندازہ ہوگا کہ امام احمد رضا خان رحمہ اللہ اِن فنون میں کیسی مہارتِ تامہ رکھتے تھے، اِن تمام Formulas کو ہم نے اپنی کتاب ''علمِ توقیت'' میں ابتداءً عربی اصطلاحات میں بعینہٖ نقل کیا ہے، پھر اُنہیں جدید طرز پر ڈھالا ہے اور انٹرنیٹ پر موجود جدید Formulas سے Compare بھی کیا ہے، بحمدہٖ تعالیٰ نتائج بالکل دُرست برآمد ہوئے، یہاں ہم اپنی کتاب کے ص:197/ سے عبارت نقل کر رہے ہیں، ملاحظہ ہو:

قاعدہ نمبر 10: قاعدۂ مذکورہ کا بیان وشرائط:

(اعلیٰ حضرت کی اس عبارت کا پیچھے سے تعلق ہے، کچھ چیزیں پیچھے بیان ہوچکی ہیں، مگر جدید طرز پر لکھنے میں ہم نے اُنہیں Repeat کیا ہے تاکہ مکمل Formula پڑھنے کو مل جائے):

اگر فصل طول شرقی خواہ غربی کم اور عرض جنوبی ہے یا فصل بیش اور عرض شمالی اور بہر حال عرض البلد مساوی تمام عرض موقع نہیں بلکہ کم یا زائد ہے تو ان آٹھوں صورتوں میں عرض البلد وعرض موقع کو جمع کردیں۔اب

محفوظ۔جیب مجموع العرضین =ظل انحراف از نقطۂ شمال بہ نقطۂ اعتدال

کیلکولیٹر میں مذکورہ بالا فارمولے کو حل کرنے کا طریقہ:

مثال: شہر سفالہ کا مکہ معظّمہ سے فصل طول '5°25 ،عرض جنوبی '20°10

=Tan-1[(Tan21°25')-1xCos05°25']=68°30'

=90-68°30'=21°30'

عرض موقع العمود+عرض بلد= مجموع العرضین

=20°10'+21°30'=41°40'

=Tan-1[(Sin68°30'xTan5°25')÷

Sin41°40]=7°34'

پس انحراف از نقطۂ مشرق بہ شمال '82°26۔

اُمیدِ واثق ہے کہ اہلِ فن اِس ایک مثال سے یہ سمجھ جائیں گے کہ امام علم وفن، اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ اِن فنون میں کیسا کمال رکھتے تھے، اس تمہید کے بعد اب یہ سمجھیے کہ آپ رحمہ اللہ حق شناس تھے اور تحقیق سے جو چیز ظاہر ہوتی تھی، آپ اُسی کے قائل تھے، چاہے اُس نظریے کا تعلق جدید سائنس سے ہو، یا اُس کا تعلق قدیم فلسفہ سے، کیا قدیم فلسفہ سے آپ واقعی متاثر تھے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ آپ نے اِن کے نظریات کے رد پر پوری ایک کتاب تحریر فرمائی جس کا نام ہے: ''الکلمة الملهمة فی الحکمة المحکمة لوهاء الفلسفة المشئمة''، اِس کتاب کو آپ اس لنک سے پی ڈی ایف فارمیٹ میں حاصل کرسکتے ہیں:

https://archive.org/details/ibnemeeran777_gmail_20150430_1903

اِس کتاب کے آغاز میں آپ رحمہ اللہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں، جن سے ہر صاحبِ عقل وشعور یہ بات بہ خوبی جان سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ یونانیوں کے نظریات سے کس قدر نالاں تھے:

''بعونہٖ تعالیٰ فقیر نے رَدِّ فلسفہ جدیدہ میں ایک مبسوط کتاب مسمّٰی بنام تاریخی ''فوزِ مبین دررَدِّ حرکتِ زمین'' (زمین ساکن ہے) لکھی، جس میں ایک سو پانچ ۱۰۵/ دلائل سے حرکتِ زمین باطل کی، اور جاذبیت ونافریت وغیرہما مزعومات فلسفہ جدیدہ پر وہ روشن رَد کیے جن کے مطالعہ سے ہر ذی انصاف پر بحمدہٖ تعالیٰ آفتاب سے زیادہ روشن ہوجائے کہ فلسفۂ جدیدہ کو اَصلاً عقل سے مَس نہیں، اُس کی فصل سوم میں ایک تذییل لکھی جس میں وہ دس دلائل ذکر کیے کہ فلسفۂ قدیمہ (یونانی فلسفہ) نے رَدِّ حرکت زمین پر دیے۔ہم نے اُن کا اِبطال کیا کہ یہ دلائل باطل وزائل ہیں۔

اُن میں سے تعلیلِ پنجم یہ تھی، فلک میں میل مستدیر ہے تو زمین میں نہ ہوگا کہ طبیعت متضاد ہے،

ہفتم یہ کہ زمین میں مبدءِ میلِ مستقیم ہے تو مبدءِ میلِ مستدیر محال۔

ہشتم یہ تھی کہ زمین کا دورہ طبعاً وارادۃً نہ ہونا ظاہر اور قسر کو دوام نہیں۔

نہم یہ کہ حرکت زمین ماننے والوں کے نزدیک یہ حرکت نامتناہی ہے تو قوتِ جسمانی سے اس کا صدور محال۔

دہم یہ کہ طبیعیات میں ثابت ہے کہ حرکتِ وضعیہ نہ ہوگی مگر اِرادیہ، اور زمین ذاتِ ارادہ نہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ:27/383،رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے یونانی فلاسفہ کے جن نظریات کا رد کیا ہے، اُن میں سے چند

نظریات ہم یہاں ذکر کرتے ہیں:

1۔ پانچ نظریات تو وہ ہیں، جو خود فوزِ مبین میں مذکور ہوئے ہیں، جن کا ابھی مذکورہ بالا سطور میں ذکر ہوا، اس کے ساتھ ساتھ دلچسپ بات یہ ہے کہ خود فوزِ مبین میں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے اُن دلائل کا رد کیا ہے کہ جو زمین کے ساکن ہونے پر یونانیوں نے قائم کیے تھے، یہ صرف اس لیے تھا کہ وہ دلائل ہی ایسے کمزور تھے، اگر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے اُن کے نظریات سے متاثر ہو کر سکونِ زمین کا نظریہ قائم کیا ہوتا تو اُن کے کمزور دلائل کا رد کیوں کرتے، یہ اس بات پر دلیل ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں جو حق تھا آپ نے صرف اُسی کا ساتھ دیا۔

2۔ فلاسفہ عقولِ عشرہ کے قائل تھے۔

3۔ فلاسفہ فلک کو محددِ جہات قرار دیتے تھے۔

4۔ فلاسفہ خلا کو محال قرار دیتے تھے۔

5۔ فلاسفہ جسم کے لیے حیز، شکل اور مقدار کو طبعی قرار دیتے تھے۔

6۔ فلاسفہ افلاک کو متحرک مانتے تھے۔

7۔ فلاسفہ افلاک کی حرکت کو ارادیہ مانتے تھے۔

8۔ فلاسفہ افلاک میں خرق والتیام محال مانتے تھے۔

9۔ فلاسفہ جزء لایتجزیٰ یعنی ایٹم کے وجود کے قائل نہیں تھے۔

10۔ فلاسفہ زمانے کو قدیم مانتے تھے۔

یہ صرف بطورِ مثال اُن کے چند نظریات بیان کیے ہیں، جن کا اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے ردِ بلیغ کیا اور بلا مبالغہ آج تک ایسا رد کسی نے بھی نہیں کیا۔ اتنا رد کرنے کے باوجود کوئی کیسے کہہ سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے زمین کے ساکن ہونے کا نظریہ یونانیوں سے متاثر ہو کر اختیار کیا ہے۔

اب آیئے، ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے جو نظریہ قائم کیا ہے، یہ بعینہٖ یونانیوں والا نظریہ نہیں ہے بلکہ یہ نظریہ یونانیوں کے نظریے سے کئی اعتبار سے مختلف ہے، یہاں ہم حرکت وسکونِ زمین کے حوالے سے معروف تین نظریات کو بیان کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ کس قائل کا کیا نظریہ ہے اور اسی سے ہمارا مقصود روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا!

زمین کے متحرک وساکن ہونے کے بارے میں معروف تین نظریات:

زمین ساکن ہے، یا متحرک، اِس حوالے سے تین نظریات ہیں:

1۔ **جدید سائنس کا نظریہ:** جنہیں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فلسفۂ جدیدہ کہتے ہیں، اِن حضرات کا نظریہ یہ ہے کہ زمین اپنے چاند سمیت سورج کے گرد گردش کناں ہے، اور یہ لوگ آسمان کے وجود کے قائل نہیں ہیں۔

2۔ **یونانیوں کا نظریہ:** یہ حضرات زمین کو ساکن مانتے تھے اور آسمانوں کے وجود کے قائل تھے، البتہ آسمانوں کے بارے میں یہ نظریہ رکھتے تھے کہ آسمان نو ہیں، جن کے نام بالترتیب یہ ہیں: فلکِ قمر، فلک عطارد، فلک زہرہ، فلک شمس، فلک مریخ، فلک مشتری، فلک زحل، سات یہ افلاک ہیں، جن میں قمر، عطارد، زہرہ، شمس، مریخ، مشتری، زحل ہیں، جنہیں سیاراتِ سبعہ کہا جاتا ہے، انہیں انگلش میں Planets کہتے ہیں، اِن کے اُوپر ایک فلک ہے؛ جس میں بقیہ تمام کواکب ہیں، اِن کواکب کو ثوابت کہتے ہیں، جنہیں انگلش میں Fix stars کہتے ہیں، اس آٹھویں فلک کو فلک البروج کہتے ہیں، اس سے اُوپر ایک فلک ہے جس کا نام فلک اطلس یا فلک الافلاک ہے، فلاسفہ کا نظریہ یہ ہے کہ فلک الافلاک مشرق سے مغرب کی طرف حرکت کرتا ہے اور یہ اپنا ایک چکر تقریباً 24 گھنٹوں میں مکمل کرتا ہے، اِسی فلک کی متابعت میں بقیہ افلاک یعنی فلکِ قمر، فلک عطارد وغیرہ حرکت کرتے ہیں اور اُن افلاک میں موجود سیارات ساکن ہوتے ہیں، یہ جو ہمیں سیارات وکواکب حرکت کرتے اور طلوع وغروب کرتے نظر آتے ہیں، یہ افلاک کی حرکتِ تبعیہ کی وجہ سے ہے۔

3۔ **امام احمد رضا رحمہ اللہ کا نظریہ:** آپ رحمہ اللہ بھی زمین کو ساکن مانتے ہیں اور آسمانوں کے وجود کے بھی قائل ہیں لیکن آپ آسمانوں کو ساکن مانتے ہیں اور اُن میں موجود سیارات کو اور کواکب کو بامرِ خداوندی متحرک مانتے ہیں، یعنی ہمیں جو سیارات وکواکب مشرق سے مغرب کو حرکت کرتے نظر آتے ہیں، یہ اللہ کے حکم سے خود متحرک ہیں، نہ کہ آسمانوں کی حرکت سے۔

چنانچہ امام احمد رضا خان رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''ہمارے نزدیک کواکب کی حرکت نہ طبعیہ ہے نہ تبعیہ، بلکہ خود کواکب بامرِ الٰہی وتحریکِ ملائکہ آسمانوں میں دریا میں مچھلی کی طرح تیرتے ہیں۔'' کچھ سطور کے بعد مزید فرماتے ہیں: ''ہمارے نزدیک نہ زمین متحرک نہ آسمان۔'' (فتاویٰ رضویہ: 114/30، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اِس فرق سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نہ ہی یونانیوں سے متاثر تھے اور نہ ہی یورپیوں سے بلکہ آپ حق کے حامی وداعی تھے!

☆☆☆

اعلیٰ حضرت کا سفر جبل پور

برہان ملت مفتی محمد برہان الحق رضوی جبل پوری

اعلیٰ حضرت کی حیاتِ مبارکہ کا ہر لمحہ علم و تحقیق اور تدقیق میں گزرا۔ آپ کی تصانیف کی بڑی شان ہے۔ اہلِ علم ہمہ جہت پہلوؤں پر سفرِ تحقیق طے کر رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کی تابندہ حیات کا ایک باب اسفار ہے۔ اعلیٰ حضرت نے گرچہ کم ہی سفر کیے، لیکن جو سفر ہوئے وہ تاریخی نوعیت کے حامل ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے اسفار پر کئی مقالات لکھے جا چکے ہیں۔ مشہور محقق ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی نے اسفارِ اعلیٰ حضرت پر باقاعدہ کتاب تالیف کی ہے۔ یوں ہی ''اعلیٰ حضرت اور علماے جبل پور'' میں سفرِ جبل پور کو درج فرمایا ہے۔ سفرِ جبل پور کے شاہد خلیفۂ اعلیٰ حضرت برہان ملت مفتی محمد برہان الحق قادری رضوی جبل پوری (م ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء) ہیں۔ جس کی روداد آپ نے خود ''اکرام امام احمد رضا'' میں قلم بند کی۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے ترتیب نو کے ساتھ ''اکرام امام احمد رضا'' کو شائع کیا۔ اسی سے ماخوذ سفر نامہ یادگارِ رضا کی بزم مطالعہ میں آویزاں کیا گیا ہے- (مدیر)

۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء میں اعلیٰ حضرت کو جبل پور بلانے کا جوش و وَلولہ پیدا ہوا، ہم نشین احباب سے مشورہ کیا، سب نے نہایت پرخلوص جذبے کے ساتھ میری تائید کی۔ پورے تعاون کا وعدہ کیا، ہم سب مل کر والد ماجد (خلیفۂ اعلیٰ حضرت عیدالاسلام علامہ عبدالسلام رضوی جبل پوری) کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور اعلیٰ حضرت کو جبل پور بلانے اور دعوت دینے کی درخواست کی، والد ماجد نے فرمایا کہ: اعلیٰ حضرت کو بلانا معمولی بات نہیں، ہم ان کے شایانِ شان عزت اور خدمت کر سکیں گے؟ اگر ذرا بھی کوتاہی ہوئی، ہم دُنیاے سنیت کو کیا جواب دیں گے؟ سب نے عرض کیا: ''حضور! جیسا فرمائیں گے، ہم دل و جان سے ویسا ہی انتظام کریں گے۔''

والد ماجد نے انتظامات کے متعلق جو فرمایا، سب نے منظور کر لیا، فرمایا: ''اعلیٰ حضرت کسی دینی، مذہبی اہم ضرورت کے سوا کہیں تشریف نہیں لے جاتے''، چوں کہ اس خادم سرکار رضا کو برہان نوازی پر ناز تھا، میں نے اس یقین کے ساتھ کہ میری کوشش ان شاء اللہ ضرور کامیاب ہوگی اور میں حضور کو لے آؤں گا۔ عرض کیا: آپ عریضۂ دعوت تحریر فرما دیں، ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیں، برہان! حضور کو

لینے حاضر ہو رہا ہے، حضور جب قصد فرمائیں گے، برہان سفر کا انتظام کرے گا۔ والد ماجد نے نہایت عقیدت کے ساتھ عریضۂ دعوت لکھ دیا۔ انتظامیہ کمیٹی چچا حافظ عبدالشکور صاحب کی صدارت میں قائم کر لی گئی۔ دعوت نامہ لکھے جانے کے چار دن بعد بریلی شریف کے لیے روانہ ہو گیا۔

صبح نماز فجر کے بعد بریلی پہنچا، معلوم ہوا اعلیٰ حضرت، حضرت محدث سورتی علیہ الرحمۃ کے عرس میں پیلی بھیت تشریف لے گئے ہیں، میں نے بریلی پہنچنے کی کوئی اطلاع نہیں دی تھی، نہ ہی والد ماجد نے دعوت نامہ میں میرے پہنچنے کا کوئی دن لکھا تھا۔

میں نے آستانے کے دارالافتاء میں اپنا سامان رکھا، گھر میں سے سیدہ محترمہ والدہ نے ناشتہ بھیجا، میں ناشتہ کر کے ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ ۱۱ ربجے پیلی بھیت سے تار پہنچا:

''برہان میاں کو پیلی بھیت بھجو'' (احمد رضا)

میں ظہر کے بعد پیلی بھیت کے لیے روانہ ہو گیا، پیلی بھیت پہنچا تو اسٹیشن پر مولانا عبدالاحد صاحب میرا انتظار کر رہے تھے، مصافحہ معانقہ کے بعد میں نے پوچھا: میں نے کوئی اطلاع نہیں دی تھی، آپ کیسے اسٹیشن آ گئے؟ کہا: اعلیٰ حضرت نے فرمایا: برہان میاں کو اسٹیشن لینے جاؤ۔

اعلیٰ حضرت کا قیام مولوی فضل حق ٹمبر کنٹریکٹر کی کوٹھی میں تھا، رات میں مولانا عبدالاحد نے مجھے حضرت کی خدمت میں نہ جانے دیا، محدث (سورتی) صاحب علیہ الرحمۃ کے عرس کے جلسہ میں شریک ہوا، صبح مولانا (عبدالاحد) کے ساتھ ناشتہ کے لیے بیٹھا تھا، لقمہ ہاتھ میں تھا کہ ایک صاحب یہ کہتے ہوئے آئے کہ: اعلیٰ حضرت ناشتہ میں برہان کا انتظار فرما رہے ہیں۔ میں نے لقمہ رکھ دیا اور تانگہ پر کوٹھی پہنچا، دیکھا ناشتہ چُنا ہوا ہے اور (اعلیٰ) حضرت منتظر بیٹھے ہیں۔ خادم کو معانقہ سے مشرف فرمایا، میں نے قدم بوسی کی، حضرت نے والد ماجد اور سب کی خیریت دریافت فرمائی۔ ناشتہ شروع فرمایا، میں بھی شریک ہوا، اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

مولانا عبدالسلام صاحب نے اپنے گرامی نامہ میں جبل پور آنے کے لیے میرا پہنچہ اس طرح پکڑ لیا ہے کہ عذر کی گنجائش نہیں اور میرے ضعف کی یہ حالت ہے کہ چند قدم چلنا دُشوار ہے۔

میں نے مسکراتے ہوئے عرض کیا: حضور کی دُعا و عافیت سے ان شاء اللہ حضور کو سفر میں بالکل تکلیف و پریشانی نہ ہوگی۔ صاحبِ خانہ مولوی فضل حق نے کہا، برہان میاں! گاڑی دو جگہ بدلنی ہوگی۔

پلیٹ فارم کی طوالت، سیڑھیاں چڑھ کر پل کا عبور۔ حضرت سے کیسے ہوگا؟ میں نے کہا، بریلی سے جبل پور تک سیکنڈ کلاس ریز رو ہوگا۔ کہا یہ بہت مشکل ہے اور ہوا بھی تو بڑا خرچہ پڑے گا، میں نے کہا۔

مشکلے نیست کی آساں نہ شود

مرد باید کہ ہراساں نہ شود

اللہ تعالیٰ میری مشکل کو آسان فرمادے گا۔ حضرت نے ان شاء اللہ! فرمایا۔ ناشتہ دعاے برکت پر ختم ہوا، پیلی بھیت سے بریلی شریف واپس آئے۔

بریلی سے جبل پور کا دارومدار ریل کے سیکنڈ کلاس کے ریز رویشن پر تھا، میں ضمیر الدین صاحب وکیل کے ساتھ اسٹیشن ماسٹر سے ملا اور جبل پور تک سیکنڈ کلاس ریز رو کرنے کے لیے کہا۔ اسٹیشن ماسٹر نے جواب دیا، یہ او، آر، آر ہے اور الہ آباد ای، آئی، آر؛ جبل پور تک ریز رویشن کے لیے کمپنی کے سنٹرل دفتر کو لکھنا ہوگا، آپ کل آؤ، ہم کچھ مدد کریں گے۔ ہم واپس آ گئے۔

میں دوسرے دن گیا، اسٹیشن ماسٹر مجھے دیکھتے ہی بولا:

You are very lcuky man.

تم بڑی قسمت والے ہو۔ سنیچر کو (۱۹ر جمادی الآخریٰ ۱۳۳۷ھ/ مطابق ۲۲ر مارچ ۱۹۱۹ء) کو دہرہ دون میل میں الہ آباد تک فرسٹ کلاس ریز رو ہے، اس کے ساتھ ایک سیکنڈ کلاس کمپارٹمنٹ ہے، وہ ہم تمہارے لیے ریز رو کرتے ہیں۔ پرتاب گڑھ میں بدلنا نہیں پڑے گا، الہ آباد میں جبل پور کے لیے سیکنڈ کلاس ریز رو آپ کو ملے گا، میں نے تھینکس کہہ کے اپنا نام رجسٹرڈ کرادیا، یہ بدھ کا دن تھا، اعلیٰ حضرت سے آکر عرض کیا اور سفر کی تیاریاں ہونے لگیں۔ میں نے الہ آباد، عزیزم سیٹھ محمد پیر محمد کو خط لکھا کہ الہ آباد میں پلیٹ فارم پر ایک کرسی تیار رکھیں۔ اعلیٰ حضرت کو کرسی کے ذریعہ پلیٹ فارم عبور کرنا ہوگا اور جبل پور یک شنبہ صبح پسنجر سے پہنچنے اور استقبال کے انتظام کے لیے لکھ دیا۔

دہرہ دون میل، صبح ساڑھے چار بجے روانہ ہوتا تھا، سنیچر کو دن بھر انتظامات ہوتے رہے، رات بھی تمام اسی طرح پوری ہوئی، ساڑھے تین بجے مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب (مفتی اعظم ہند)، مولانا حسنین رضا خاں صاحب، سید ایوب علی صاحب، سید قناعت علی صاحب اور مولوی محمد شفیع صاحب اسباب لے کر اسٹیشن کے لیے روانہ ہوگئے، صبح چار بجے اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا حامد رضا خاں

صاحب (حجۃ الاسلام)، حاجی کفایت اللہ صاحب اور خادم برہان گاڑی پر اسٹیشن کے لیے روانہ ہوئے، میں نے عرض کیا، حضور عین نماز کے وقت گاڑی روانہ ہوگی، نمازِ فجر کہاں ادا کی جائے گی؟ اعلیٰ حضرت نے مسکرا کر فرمایا: ان شاء اللہ! پلیٹ فارم پر۔

اسٹیشن پہنچنے پر معلوم ہوا کہ گاڑی چالیس منٹ لیٹ ہے۔ پلیٹ فارم پر جانماز، چادریں، رومال بچھائے گئے اور بعونہٖ تعالیٰ کثیر جماعت نے اعلیٰ حضرت کے پیچھے نمازِ فجر ادا کی، تقبل اللہ! یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت تھی کہ اطمینان کے ساتھ نماز سے فارغ ہوئے۔ گاڑی آئی، میں آفس کی طرف چلا کہ ایک ریلوے افسر نے مجھے ساتھ لیا اور سیکنڈ کلاس کا تالا کھول کر مجھے آفس میں آنے کو کہا۔ میں ساتھیوں کو ٹرین میں اسباب رکھنے کے لیے کہہ کر آفس پہنچا، پانچ ٹکٹ سیکنڈ کلاس اور پانچ ہی سرونٹ کلاس ٹکٹ لے کر آیا۔ گاڑی میں اعلیٰ حضرت کا بستر لگا کر مختصر ناشتہ، چائے کے بعد لٹا دیا، گاڑی روانہ ہوئی، مولانا عبدالاحد صاحب پیلی بھیت سے لکھنؤ آئے اور وہاں سے ہمارے ساتھ ہو گئے۔

پرتاب گڑھ میں ہمارا کمپارٹمنٹ، الہ آباد کی گاڑی میں لگا دیا گیا، الہ آباد میں گاڑی ٹھہرتے ہی اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر نے میرا نام پوچھا اور کہا کہ: آپ کا سیکنڈ کلاس کمپارٹمنٹ جو ریز رو ہے، پلیٹ فارم نمبر ۳ر پر ہے۔ سیٹھ محمد بھائی نے آرام کرسی کا انتظام کر لیا تھا، اعلیٰ حضرت کو سیکنڈ کلاس میں پہنچایا گیا اور سرونٹ میں سامان رکھا، وضو کا انتظام کیا، سب نے حضرت کے ساتھ ظہر قصر بہ جماعت ادا کی۔ حضرت مولانا حامد میاں شہر میں کسی سے ملنے تشریف لے گئے۔ عصر کے بعد سیٹھ محمد بھائی ایک پارسی کی کار لے آئے۔ اعلیٰ حضرت، مولانا مصطفیٰ میاں، حاجی کفایت اللہ، یہ خادم اور محمد بھائی تفریح کے لیے نکلے۔ الہ آباد کے خاص خاص مقامات، گنگا جمنا کے ملنے کا تربینی گھاٹ وغیرہا دیکھتے ہوئے واپسی میں ایک بنگلہ کے سامنے گاڑی روک کر پارسی نے التجا کرتے ہوئے کہا: ہمارے گھر کے بائی لوگ درشن کرنا مانگتے ہیں۔ میں نے حضرت کی طرف دیکھا، حضرت نے مسکرا کر سر ہلایا، میں نے پارسی کو اشارہ کیا، وہ بنگلہ میں گاڑی لایا، معلوم ہوا کہ محمد بھائی نے اعلیٰ حضرت کی بزرگی کا پارسی سے ذکر کردیا تھا، اس کے گھر کی تمام عورتوں بچوں نے ہاتھ جوڑ کر گاڑی گھیر لی اور صاحب جی، صاحب جی کہتے رہے۔ حضرت نے دونوں ہاتھ ہلا کر فرمایا۔ تم سب اچھے رہو، اللہ تعالیٰ ہدایت کی نعمت عطا فرمائے۔

الہ آباد اسٹیشن پر مغرب با جماعت ادا کی گئی۔ میں نے محمد بھائی سے ٹیکسی کا کرایہ دریافت کیا، محمد

بھائی نے کہا، وہ کہتا ہے، مجھے بابا جی کے پیر چھو لینے دو یہی کرایہ ہے۔ میں نے حضرت سے عرض کیا، حضرت مسکرا کر خاموش رہے، میں نے پارسی کو اشارہ کیا، اس نے حضرت کی قدم بوسی کی، حضرت نے ہدایت کی دُعا کی، سر اُٹھا کر، ہاتھ جوڑ کر وہ رُخصت ہوا۔

کھانے اور عشا سے فارغ ہو کر حضرت کا بستر لگایا، سب آرام سے بیٹھ گئے تھے، گاڑی رات ۹/ بجے روانہ ہوئی۔ پسنجر جبل پور صبح ۶/ بجے پہنچتا ہے، ابھی ٹرین ۴/ بجے کٹنی پہنچی، پلیٹ فارم نعرۂ تکبیر کی بہت زوردار آواز سے گونج اُٹھا۔ آواز سن کر دروازہ کھولا، دیکھا والد ماجد ایک جم غفیر کے ساتھ استقبال کے لیے جبل پور سے تشریف لائے ہیں۔ اعلیٰ حضرت سے سب قدم بوس ہوئے، اعلیٰ حضرت کے وضو کے لیے انتظام کیا گیا، فرمایا: ''نماز فجر کہاں ہوگی؟'' عرض کیا: سلیمنا باد میں، لیکن صرف ۳/منٹ گاڑی ٹھہرتی ہے، حضور وضو فرمائیں، خادم حاضر ہوتا ہے۔ میں انجن کی طرف بڑھا، دیکھا ڈرائیور مسلمان ہیں اور وہ بھی اعلیٰ حضرت کی قدم بوسی کر کے جا رہے ہیں، مجھ سے مصافحہ کیا، میں نے کہا: سلیمنا باد میں نماز فجر ادا کرنا ہے، پوچھا، کتنا وقت لگے گا؟ میں نے کہا ۱۲/ یا ۱۵/منٹ۔ کہا، میں لیٹ کر دوں گا، گارڈ بھی مل گیا، اس نے بھی اطمینان دلایا۔ گاڑی بڑے وقت پر سلیمنا باد پہنچی، پلیٹ فارم پر جانماز، چادریں، رومال بچھا کر تقریباً ۳۰۰/ کی جماعت ہوئی، پوری ٹرین کے مسافر دیکھ رہے تھے۔ اعلیٰ حضرت اطمینان کے ساتھ وظیفہ سے فارغ ہو کر گاڑی میں تشریف لائے۔ اسٹیشن ماسٹر صاحب طباق میں چائے لے آئے، یہ ساگر کے قاضی خاندان سے ہیں، اعلیٰ حضرت نے چائے نوش کرتے ہوئے فرمایا:

مولانا عبدالسلام کا اثر ماشاء اللہ ریل پر بھی ہے۔

غالباً ۲۰/منٹ ہو گئے، الحمد للہ! ڈرائیور نے ٹائم میک اپ کیا اور گاڑی ٹھیک وقت پر جبل پور اسٹیشن پہنچی، نعرۂ تکبیر سے اسٹیشن گونج اُٹھا، پلیٹ فارم پر تل رکھنے کی گنجائش نہ تھی۔ گاڑی رُکتے ہی میں نے گاڑی کے دروازہ پر کھڑے ہو کر مجمع کو مخاطب کر کے کہا۔

''حضرات! اعلیٰ حضرت دام ظلہم الاقدس کی زیارت تمام حاضرین کو مبارک، آپ تمام انتہائی محبت و خلوص کے ساتھ سرکار رضؔا کی قدم بوسی اور مصافحہ کے لیے بے چین ہوں گے، میری گزارش ہے، آپ مصافحہ سے حضرت کو تکلیف نہ دیں، صرف زیارت کرلیں اور راستہ بنالیں کہ حضرت آرام اور آسانی سے باہر تشریف لے جا سکیں، قیام گاہ پر ہر ایک کو مصافحہ و قدم بوسی کی آزادی ہوگی۔''

مجمع نے نعرۂ تکبیر سے استقبال کیا اور میری گزارش پر عمل کیا گیا، درمیان میں راستہ دے دیا، اعلیٰ حضرت آہستہ آہستہ دستِ مبارک پیشانی پر رکھ کر اشارہ سے سلام کرتے ہوئے باہر تشریف لائے، گوکل داس کی دو گھوڑوں والی بگھی جو پھولوں سے سجائی گئی تھی، اس پر سوار ہوئے، جلوس کے ساتھ ایک گھنٹے میں ہمارے مکان پہنچے، ملا محمد خاں اور نور خاں نے بغل میں نرم تکیوں کا سہارا دے کر اوپر پہنچایا اور یہ طریقہ ہر وقت سیڑھیاں اُترنے چڑھنے کے لیے جاری رہا۔

قیام جبل پور کے زمانے میں جو معمولات رہے اور جو واقعات و حالات پیش آئے اب وہ بیان کیے جاتے ہیں۔

جبل پور کے قیام کے دوران اعلیٰ حضرت کے یہ معمولات رہے:

۱۔ نماز کے لیے پانچوں وقت مسجد پیدل تشریف لے جاتے۔
۲۔ ناشتہ کے بعد زائرین اور ملنے والوں کو مشرف فرماتے۔
۳۔ دوپہر کو قیلولہ فرماتے۔
۴۔ نمازِ ظہر کے بعد پھر لوگ حاضر ہوتے۔
۵۔ عصر کے بعد کبھی تفریح کے لیے جانا ہوتا۔
۶۔ بعد مغرب کچھ وقت اوراد و وظائف و اشغال میں گزرتا اور کبھی دعوت میں جانا ہوتا۔
۷۔ بعد عشا گیارہ بجے رات تک عقیدت مند حاضرین کے درمیان ذکر و نصیحت کی محفل ہوتی۔

میری دو بچیاں تھیں، زکیہ طلعت عمر پانچ سال اور صبیحہ نورانی عمر تین سال۔ صبح ناشتہ کے بعد اعلیٰ حضرت کتاب مطالعہ فرماتے ہوتے یا فتویٰ لکھاتے ہوتے؛ دونوں بچیاں سامنے آکر بیٹھ جاتیں۔ ایک دن والد ماجد آئے تو زکیہ نے نورانی سے حضرت کی طرف اشارہ کر کے کہا: یہ بڑے دادا ہیں، اور والد کو کہا، یہ چھوٹے دادا ہیں، حضرت نے سن لیا۔ اور بہت لطف اندوز ہوئے اور والد ماجد سے فرمایا، یہ ایسا کہہ رہی ہیں، والد بھی ہنسے۔

ایک دن مجھ سے فرمایا: میری دو بچیوں کے لیے کان کے سبزے (ایرنگ) چاہئیں، میں نے صدر بازار میں ایڈل جی کے یہاں سے نہایت خوب صورت یاقوت اور نقلی ہیرے کے دو جوڑے ایرنگ لا کر حضرت کو دکھائے، حضرت نے بہت پسند فرمایا اور کہا، ذرا پہنا کر دیکھو، کیسے لگتے ہیں زکیہ،

صبیحہ دونوں سامنے بیٹھی تھیں، پاس بلا کر دونوں کے کانوں میں دست مبارک سے پہنا کر دیکھا اور کچھ دُعا فرمائی۔ حضرت نے مجھ سے قیمت دریافت کی، میں نے عرض کیا، حضور قیمت دے دی ہے۔ پھر بچیوں کے کانوں سے بُندے اُتارنے لگا۔ فرمایا، رہنے دیجیے، اپنی انہیں دو بچیوں کے لیے منگائے تھے اور فوراً مجھے قیمت عطا فرمائی۔

افسوس دونوں بچیاں داغ مفارقت دے گئیں، بُندے یادگار محفوظ ہیں۔

ایک دن بعد نمازِ عصر تفریح کے لیے بگھی پر، گن کیرج فیکٹری کی طرف نکلے، فوجی گوروں کی پارٹی فیکٹری سے اپنے اپنے کوارٹروں کی طرف جارہی تھی، انہیں دیکھ کر حضرت نے فرمایا:

کم بخت بالکل بندر ہیں۔

مولانا حسنین میاں نے فرمایا:

صرف دُم کی کسر ہے۔

میری زبان سے بے ساختہ نکل گیا:

وہ کثرتِ استعمال سے حذف ہوگئی۔

اس فقرے پر حضرت اور سب ہنسے اور حضرت کے قہقہہ کی آواز سنی گئی، فرمایا:

حذف کی علت خوب رہی۔

(امام احمد رضا پر انگریزوں کی خیر خواہی کا الزام لگایا جاتا ہے، خیر خواہ اپنے دوستوں کا اس طرح مذاق نہیں اُڑایا کرتے۔ متعدد شواہد سے اس الزام کی تکذیب و تردید ہوتی ہے۔)

جبل پور سے پندرہ میل پر نربدا ندی کا نہایت زوردار اور دل کش آبشار ہے۔ تقریباً سو فٹ گہرائی میں پتھروں سے ٹکراتا ہوا نربدا کا پانی گرتا ہے۔ اس ٹکراؤ سے دھوئیں کی طرح پھوہار بہت دور تک فضا میں اُڑتی اور پھیلتی ہے اور سورج کی شعاعوں سے قوس وقزح کی طرح رنگ برنگ منظر دور سے بہت ہی خوب صورت نظر آتا ہے۔ اسے دھواں دھار کہا جاتا ہے۔ پانی پتھروں سے ٹکراتا ہوا گہرائی میں سنگِ مرمر کی چٹان پر گرتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دودھ اُبل رہا ہے، اسے دودھ متھن بولتے ہیں۔

''پنچپٹی گھاٹ'' سے کشتی پر چلتے ہیں تو ستر فٹ چوڑی اور کالی گہری نربدا کی سطح پر دونوں جانب ڈیڑھ سو فٹ اونچی سنگِ مرمر کی چٹانوں اور پہاڑوں کے گھماؤ پھراؤ کے ساتھ ملاح کشتی کو کھیتے ہیں۔ ڈھائی تین میل تک درۂ دانیال کا نقشہ نظر آتا ہے جہاں سے آگے کشتی نہیں جاسکتی۔ اس مقام کو

''بندر کودنی'' کہتے ہیں۔ یہاں ایک طرف ریت کا مسطح میدان ہے۔

دھواں دھار، جاتے ہوئے راستہ میں داہنی جانب اونچے پہاڑ پر ایک مندر ہے جس کی ایک سو چالیس سیڑھیاں ہیں، اس مندر کو ''چونسٹھ جوگنی'' کہا جاتا ہے۔ اونچی دیوار کے احاطے میں چونسٹھ خانے ہیں، ہر خانے میں ایک قد آدم سنگ مرمر کا ننگا مادر زاد زنانہ بت ہے، ہر بت اس طرح کٹا ہوا ہے جیسے تلوار سے کاٹا گیا ہو۔ کسی کا سر، کسی کے ہاتھ کسی کی کمر، کسی کی چھاتیاں اور دیگر کٹے ہوئے اعضا اس بت کے سامنے پڑے ہیں۔

''بھیڑا گھاٹ'' میں نربدا کے کنارے اونچی سطح پر دو ڈاک بنگلے ہیں، دونوں کے خانساماں اور نگراں مسلمان ہیں، جو سیاحوں اور سیر کرنے والوں کے ٹھہرنے اور کھانے کا انتظام کرتے ہیں۔ دو عام سرائے بھی ہیں جن کا انتظام ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے، عام طور پر ہندو ''تیرتھ اشنان'' کے لیے سرائے میں ٹھہرتے ہیں۔

کچھ لوگ رات ہی کو انتظام کے لیے ''بھیڑا گھاٹ'' چلے گئے۔ نمازِ فجر کے بعد اعلیٰ حضرت کو لے جایا گیا، اوپر والے ڈاک بنگلے میں انتظام تھا۔ پہنچتے ہی ناشتہ کے بعد ایک پالکی پر اعلیٰ حضرت اور سب لوگ پیدل چلے۔ چونسٹھ جوگنی پر سیڑھیوں سے پہنچے۔ حضرت کی نظر جیسے ہی بتوں پر پڑی **اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الھا واحدا لا نعبد الا ایاہ واشھد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** پڑھا۔

مندر کے دوسرے دروازے پر سلطان عالمگیر علیہ الرحمۃ کے لیے دُعا کی۔ اس دروازے سے باہر نکلے تو دھواں دھار کی پھوہار میں رنگ برنگ قوس وقزح کا نقشہ بہت خوشنما نظر آیا، حضرت نے دریافت فرمایا: یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: حضور وہیں چل رہے ہیں۔ دھواں دھار پہنچے، اور دھوئیں کی طرح فضا میں سبز، سرخ، نیلے عکس اور اوپر سے نیچے گرتے ہوئے پانی کو دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے اور **ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحٰنک فقنا عذاب النار** تلاوت فرمائی۔ ایک چھوٹی دھار کے کنارے پتھروں پر حضرت کی پالکی رکھ دی گئی، جہاں سے بہت بڑی تیز دھار بھی صاف نظر آرہی تھی۔ آبشار بھی صاف نظر آرہا تھا۔ کچھ لوگ دور ہٹ کر نہانے لگے۔ ایک گھنٹے بعد ڈاک بنگلے واپس آگئے، کھانا تناول فرما کر کچھ آرام کیا، پھر ظہر ادا فرمائی۔

میرے ہم عمر دوست عبدالکریم پہلوان تھے، جو سینہ پر پندرہ بیس من کا پتھر رکھ کر اس پر ایک

چھوٹے پتھر کو چورا چورا کراتے۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت کو یہ کرتب دکھانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ظہر کے بعد بنگلہ کے باہر ایک گھنٹے درخت کے سائے میں اعلیٰ حضرت کرسی پر تشریف فرما ہوئے، پانچ گز کے فاصلہ پر، سامنے ریت کو پھیلا کر برابر کر کے عبدالکریم اس ریت پر لیٹ گئے، تو آٹھ دس آدمیوں نے پندرہ بیس من وزنی چونا پیسنے کے وزنی پتھر کو سنبھال کر پہلوان کے سینہ پر رکھ دیا۔ اس پر دوسرے پتھر کو چار آدمیوں نے پتھروں سے کچل کر چور چور کر دیا۔ اعلیٰ حضرت اس منظر اور کرتب پر بہت خوش ہوئے۔ پہلوان سینہ سے وزنی پتھر ہٹا کر حضرت سے قدم بوس ہوئے، حضرت نے فرمایا: بڑا خطرناک تماشا ہے اور جیب سے دس روپے کا نوٹ اور سیلا انعام عطا فرمایا۔ پہلوان کا حوصلہ بڑھا۔ وہ پھر ریت پر لیٹ گئے۔ ایک چھکڑا گاڑی پر بارہ آدمیوں کو سوار کر کے چار آدمیوں نے گاڑی کو کھینچا، پہلوان کے سینہ پر سے ایک چکا نکالا۔ حضرت نے پہلوان کی مشق کی تعریف فرمائی اور فرمایا: بڑا خطرناک کھیل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے۔

عصر کے بعد پنچپٹی گھاٹ سے دو کشتیوں پر نربدا کی سیر کے لیے بیٹھے۔ اعلیٰ حضرت نے کشتی پر قدم رکھ کر فرمایا: **بسم اللہ مجرھا و مرسھا**، میں نے آمین کہا۔ کشتیاں سنگ مرمر کی اونچی چٹانوں کے درمیان روانہ ہوئیں، گھماؤ پھراؤ کے ساتھ مناظر قدرت کے درمیان ۲۹/ جمادی الاخریٰ کو رجب المرجب کا چاند نظر آیا، اعلیٰ حضرت نے چاند دیکھ کر فرمایا:

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ھلال خیر ورشد۔ ربی وربک اللہ، اور دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔ ہم سب نے آمین کہہ کر ہاتھ اُٹھا لیے۔

بندر کودنی کے خشک ریت کے میدان میں مصلّٰی اور رومال وغیرہ بچھا لیے گئے۔ میں نے اذان دینے کے ارادے سے کان میں انگلیاں لگائیں کہ اذان کی آواز سنائی دی، دیکھا کہ اعلیٰ حضرت اذان دے رہے تھے۔ حضرت ہی نے اقامت فرمائی اور نمازِ مغرب پڑھائی، فارغ ہونے پر ہم سب قدم بوس ہوئے تو اپنے دستِ مبارک میں خادم کا ہاتھ لے کر فرمایا۔

حدیث شریف میں ہے، اذان کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے، وہاں کا ہر ذرہ شاہد اور گواہ ہوجتا ہے، اس لیے میں نے اذان دی کہ یہاں کا بہتا ہوا دریا، پہاڑ، درخت، سبزہ اور ریت سب مجھ فقیر کے لیے شاہد ہوجائیں۔ میں نے عرض کیا: حضور! یہ ہماری اور یہاں کی ہر شے کی خوش نصیبی ہے کہ حضور کی زبان مبارک سے اذان مبارک کی سعادت افروز آواز سن کر شہادت کی برکت اور حضور کے ساتھ ثواب کے

مستحق ہوئے، الحمدللہ! اور یہاں کا ہر ذرہ ہمارے لیے بھی شاہد ہوجائے، حضرت نے فرمایا:

ماشاءاللہ! بارک اللہ!

ہم سب کشتیوں پر واپس ڈاک بنگلے آئے، اعلیٰ حضرت نے اس سیر پر بہت مسرت ظاہر فرمائی، بھیڑا گھاٹ سے ہم سب ۹/ بجے رات مکان پہنچے۔

قیام جبل پور کے دوران اعلیٰ حضرت کی تقویٰ شعاری کے جو واقعات سامنے آئے وہ ہم سب کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔ چند واقعات یہاں پیش کیے جاتے ہیں:

۱۔ ایک دعوت میں دسترخوان چنا جا رہا تھا کہ ٹائم پیس کا الارم نہایت سریلی پیانو کی آواز میں بجنے لگا، اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

اسے بند کرو کہ سریلی راگ کا سننا جائز نہیں!

۲۔ ایک دعوت میں کھانے کے بعد ایک صاحب نے ہاتھ دھونے کے بعد دسترخوان سے ہاتھ پونچھا، اعلیٰ حضرت کی نظر مبارک پڑ گئی، فرمایا:

دسترخوان صرف کھانے کے لیے ہے، اس سے ہاتھ پونچھنا خلافِ سنت ہے۔

۳۔ سیٹھ دادا بھائی حاجی کریم نور محمد کے یہاں سب کے سامنے فیرنی طشتریوں میں تھی، اعلیٰ حضرت کے سامنے بڑی چینی کی رکابی میں تھی، فیرنی خوش ذائقہ تھی، اعلیٰ حضرت نے بہت پسند فرمائی، چند چمچے نوش فرما کر دادا بھائی سے فرمایا:

دادا بھائی! میں اس رکابی سے فیرنی حضرت عیدالاسلام کو دے سکتا ہوں؟

ہم سب حیرت سے حضرت کو دیکھنے لگے، دادا بھائی نے عرض کیا، حضور کی مرضی، جسے چاہیں عطا فرمائیں، میں نے عرض کیا، اس کے لیے دادا بھائی کی اجازت کی کیا ضرورت تھی؟ فرمایا:

میرے سامنے دسترخوان پر جو کچھ رکھا گیا، وہ امانت ہے، صرف میں کھا سکتا ہوں، جو باقی ہے وہ صاحبِ خانہ کا ہے، صاحبِ خانہ کی اجازت سے کسی کو دے سکتا ہوں، اس لیے میں نے دادا بھائی سے حضرت مولانا کو دینے کے لیے اجازت چاہی کہ خیانت کا شائبہ نہ رہے۔

۴۔ سوداگر حاجی اکبر خاں کے یہاں دعوت میں قورمہ روٹی کے ساتھ اچھا معلوم ہوا، حضرت نے حاجی اکبر خاں سے فرمایا: خان صاحب! یہ قورمہ پی سکتا ہوں؟

اکبر خاں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا، حضور اجازت کی کیا حاجت ہے اور حاضر کر دوں گا، فرمایا:

شوربہ ترکاری، روٹی چاول کے ساتھ کھانے کے لیے دسترخوان پر رکھی جاتی ہے، پینے کے لیے نہیں، پینا، صاحبِ خانہ کا مقصد نہیں ہوتا اس لیے اجازت کی ضرورت ہے۔

۵۔صدر بازار میں ٹیلر ماسٹر حاجی محمد حیدر کے ہاں دعوت میں ٹھنڈا پانی نہ تھا، حاجی صاحب نے اپنے فرزند سے کہا: یٰسین! دیکھ، مسجد کے گھڑے میں پانی ٹھنڈا ہوگا، جگ میں لے آؤ، حضرت نے فرمایا: مسجد میں پانی صرف مصلیانِ مسجد کے لیے رکھا جاتا ہے، غیر مصلّی کو اپنے یہاں منگا کر یا راستہ چلتے پینا جائز نہیں، مسجد کا پانی نہ منگایا جائے۔

یہ ہیں وہ واقعات جو ہر عالم و عامی کے لیے نمونہ ہیں، مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ شعار اور دیانت دار بنائے، آمین۔

اعلیٰ حضرت نے بریلی میں مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ مجھے جبل پور میں دس دن سے زیادہ نہ روکا جائے گا۔ میں نے عرض کیا تھا: ان شاء اللہ! حضور کی مرضی کے خلاف نہ ہوگا۔ اب دس دن پندرہ دن مزید قیام ہو چکا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے والد ماجد سے فرمایا: مولانا! میں نے برہان میاں سے دس دن کا وعدہ لیا تھا۔ میں نے عرض کیا: حضور نے بے شک دس دن ہی میں واپسی کے لیے فرمایا تھا۔ سرکار! وعدے کے دس دن پورے ہو چکے، اب تو وعدہ پر پندرہ زیادہ ہو گئے، وعدہ کا وقت ختم ہو چکا، اتنا کہہ کر میں قدموں پر جھکا، حضرت نے اُٹھ کر ہنستے ہوئے سینہ سے لگایا۔ والد ماجد نے فرمایا: حضور جبل پور خوش نصیب ہے کہ یہاں حضور کی صحت بہت اچھی ہے۔ بریلی شریف میں حضور کرسی پر مسجد تشریف لے جاتے تھے، یہاں اللہ کے فضل سے پانچوں وقت کی نماز کے لیے مسجد پیدل تشریف لے جاتے ہیں۔ سترہ سیڑھیاں نماز کے علاوہ دعوتوں اور تفریح کے لیے بھی اُترنے چڑھنے میں صرف سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کبھی کبھی نماز میں رکوع و سجود میں عصا کا سہارا لینا پڑتا تھا، یہاں نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ نظر بد سے محفوظ رکھے، چہرۂ انور پر صحت کا نمایاں اثر ہے۔ اگر حضور چند روز اور قیام فرمائیں تو غلاموں پر کرم ہوگا، بہر حال حضور کی مرضی مقدم ہے۔

اعلیٰ حضرت نے مسکرا کر فرمایا: جبل پور کا پانی بہت زوردار ہے، اس سے زیادہ زوردار آپ حضرات کی محبتیں ہیں۔

الحمدللہ! خوش نصیب جبل پور میں ایک مہینہ چار دن حضور نے قیام فرمایا اور جبل پور کو دار السرور ہونے کا شرف بخشا، الحمدللہ!

☆☆☆

امام احمد رضا خان، اعلیٰ حضرت کیوں؟

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی
شیخ الحدیث و مفتی دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

امام احمد رضا کو اعلیٰ حضرت کیسے کہا جانے لگا؟ یہ بات روزِ روشن کی طرح عَیاں (Clear) ہے کہ نام اس لیے رکھے جاتے ہیں کہ ان کے ذریعے ایک شخصیت کا دوسری سے اِمتیاز ہوتا ہے، اگر آدمی اپنے سارے بچوں کے نام ایک ہی نام پر رکھ لے اور ان میں امتیاز کے لیے کوئی دوسرا لفظ استعمال ہی نہ کرے تو اس سے سامِعین و مُخاطَبین کو جو دُشواری و پریشانی ہوگی اس کا ہر ایک اندازہ کرسکتا ہے، جب کہ لوگوں کو دیے جانے والے اچھے القابات عموماً ان کی ظاہری و باطنی خوبیوں اور خداداد صلاحیتوں کو دیکھ کر دیے جاتے ہیں، لہٰذا جو شخص علم و عمل کا جامع، دین اسلام کے لیے اپنا سب کچھ قُربان کرنے کا جذبہ رکھنے والا، خوفِ خدا اور عشقِ مصطفیٰ جس کے راہ نُما ہوں تو پھر اس کو دیے جانے والے اَلقابات بھی ایسے ہوں جو اسے اپنے مُعاصِرین سے ممتاز کرسکیں، امام اہلِ سنت مُجدّدِ دین وملّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ بھی کچھ اسی طرح ہی ہے، آپ کا گھرانہ علم دوست تھا اور آپ کے زمانے میں بھی کئی علمی شخصیات موجود تھیں لیکن ان تمام کے درمیان اللہ پاک نے آپ کو جو مَقام و مرتبہ عطا کیا تھا، جب اس کا ظُہور آپ کے خاندان کے افراد اور دیگر علمی شخصیات پر ہوا تو انھوں نے اِمتیازی تَعارُف کے لیے آپ کو اپنی بول چال میں اعلیٰ حضرت کہنا شروع کردیا، مَعارِف و کمالات اور فضائل و مَکارِم میں اپنے مُعاصِرین کے درمیان بَرتَری کے لحاظ سے یہ لفظ اپنے مَمدوح کی شخصیت پر اس طرح مُنطبِق ہوگیا کہ آج صرف پاک و ہند کے عوام وخواص ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے عاشقانِ رسول کی زبانوں پر چڑھ گیا اور اب قبولِ عام کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ کیا موافق کیا مخالف! کسی حلقے میں بھی اعلیٰ حضرت کہے بغیر شخصیت کی تعبیر (Introduction) ہی مکمل نہیں ہوتی۔

(سوانح اعلیٰ حضرت، ص5، بتغیرِ قلیل)

جس طرح ہر پھول کو گلاب نہیں کہا جاتا اسی طرح اعلیٰ حضرت کے دور میں اور بعد بھی

حضرت تو بہت گزرے اور ہیں بھی، لیکن ہر ایک کو اعلیٰ حضرت نہیں کہا جاتا۔

وسوسہ: اگر شیطان یہ وسوسہ دلائے کہ تم نے تو اعلیٰ حضرت کو اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے بھی بڑھا دیا کیوں کہ حضور علیہ السّلام کو تو صرف حضرت کہا جاتا ہے جب کہ امام احمد رضا کو تم اعلیٰ حضرت کہتے ہو؟

علاجِ وسوسہ: اس کے جواب سے پہلے ایک اُصول ذہن میں رکھئے کہ تقابُل (Comparison) جب بھی ہوتا ہے تو وہ مُعاصِرین سے ہوتا ہے نہ کہ اپنے پہلے والوں سے، جیسے حنفیوں کے عظیم پیشوا، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے لیے "امامِ اعظم" کا لفظ بطورِ لقب استعمال ہوتا ہے، یہ ان کے ہم زمانہ دیگر ائمۂ اسلام کو دیکھتے ہوئے بولا جاتا ہے، اگر ان کا تقابُل بھی ان سے پہلے والوں سے کیا جاتا تو ان کے لیے بھی امامِ اعظم بولنے پر وہی اعتراض ہوتا جو امامِ اہلِ سنّت کو اعلیٰ حضرت بولنے پر ہے، حالاں کہ بڑے بڑے علمائے اسلام نے اس لقب (یعنی امام اعظم) کو حنفیوں کے عظیم پیشوا ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے لیے استعمال کیا ہے اور آج تک کسی اہلِ علم نے اس پر اعتراض بھی نہیں کیا، اسی طرح شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے لیے اعلیٰ حضرت کا لقب آپ کے ہم زمانہ لوگوں کے مُقابِل بولا جاتا ہے، لہٰذا شیطان کا اسے کھینچ تان کر زمانۂ نبوی تک پہنچا دینا اور پھر لوگوں کو وسوسے ڈالنا اپنے اندر پائی جانے والی گندگیوں میں سے ایک گندگی کو ظاہر کرنے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔ ذیل میں اب کچھ وہ باتیں بیان کی جارہی ہیں جو کہ ہر عاشقِ رسول کو اس بات پر اُبھارتی ہیں کہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اپنے مُعاصِرین اور بعد والوں کے لیے اعلیٰ حضرت ہی ہیں۔

اہلِ سنّت کے امام اور فتنوں کی روک تھام: اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ مسلمانانِ برِعظیم کے دورِ اِبتِلاء کی اہم ترین شخصیت اور صاحبِ بَصیرت راہ نُما تھے، انھوں نے جس وقت آنکھ کھولی اس وقت سارا ہند تاجِ برطانیہ کے زیرِ نگیں تھا، اس وقت مَقامی سطح پر مسلمانوں کو اور بھی کئی طرح کی مشکلات کا سامنا تھا، ان مشکلات میں سب سے زیادہ تکلیف دِہ اَمر یہ تھا کہ مسلمانوں کی زَبُوں حالی کو دیکھ کر کفار و مشرکین اور مُبتَدِعین کے کئی گروہ مسلمانوں کے بنیادی عقائد و نظریات سے لے کر فروعات و معمولات تک میں کئی طرح کے شکوک و شبہات پیدا کر رہے تھے اور قرآن و سنّت کے مخالف عقائد و نظریات کو فروغ دینے کی کوشش کر رہے تھے، قَرنِ اوّل سے لے کر اس دور تک جو نظریات اور معمولات بزرگانِ دین نے قرآن و سنت کی روشنی میں درست پا کر اپنائے اور ان کے مُحِبّین

و مُتَوَسّلین ان پر ہر دور میں عمل پیرا رہے؛ ان کو نہ صرف خلافِ شرع بلکہ کفر و شرک قرار دے کر اجتماعی طور پر پوری اُمّت پر کفر و شرک کے فتوے لگانے کی کوششیں کی جارہی تھیں، اسی طرح مُلحِدین و مُرتدین کا فتنہ بھی زوروں پر تھا اور وہ بھی مسلمانوں کے دین و ایمان پر طرح طرح سے حملے کر رہے تھے؛ ایسے میں اعلیٰ حضرت تَنِ تنہا ان فتنوں کا مُقابلہ کرنے کے لیے میدانِ عمل میں اُترے اور قرآن و سنّت کا جھنڈا اُٹھا کر ہر فتنے کا مَردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے حق کو واضح کیا اور باطل کو باطِل ثابِت کر کے مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کے بارے میں حتَّی المقدور اور کامیاب کوششیں کر کے نہ صرف برِعظیم بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں میں گھر کر لیا، اور اب رہتی دنیا تک جب جب لوگ ان فتنوں کی کسی بھی نئی یا پرانی شکل کو دیکھیں گے اور اس کے مُقابِل اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قلمی جہاد کو دیکھیں گے اور اس کی برکت سے اپنے دین و ایمان کو محفوظ رکھنے میں کامیاب رہیں گے تو اپنی نِیم شَبِی میں اور آہِ سَحَر گہی میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو بھی شکریہ کے ساتھ یاد رکھیں گے۔

برِعظیم کی علمی روایت کے ایک نِہایت دَرَخشَندَہ ستارے اور عظیم مُحدّث و حافظ بخاری مولانا وَصِی احمد محدث سُورتی رحمۃ اللہ علیہ کے چند جملے مسلمانانِ برِعظیم کی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے نِیاز مَندی واحسان مندی کے جذبات کی نمائندگی کرتے ہیں، شاگرد و خلیفۂ اعلیٰ حضرت بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار (مُحدّث اعظم ہند) سیّد محمد مُحدّث کچھوچھوی نے حضرت مُحدّث سُورتی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ کو شَرفِ بَیعت مولانا شاہ فضلُ الرّحمٰن گنج مرادآبادی سے حاصل ہے؛ مگر کیا وجہ ہے آپ کو جو محبت اعلیٰ حضرت سے ہے وہ کسی دوسرے سے نہیں، اس پر مولانا وَصی احمد سُورتی نے ارشاد فرمایا: سب سے بڑی دولت وہ علم نہیں ہے جو میں نے مولوی اسحاق مُحَشّیِ بخاری سے پائی اور وہ بیعت نہیں ہے جو گنج مرادآباد میں نصیب ہوئی بلکہ وہ ایمان ہے جو مَدارِ نجات ہے جسے میں نے صرف اعلیٰ حضرت سے پایا۔(1)

دیکھا جائے تو اعلیٰ حضرت کو اعلیٰ حضرت قرار دیے جانے کے لیے یہی ایک بات کافی ہے، کیوں کہ اعلیٰ حضرت کا معنیٰ ہے اپنے وقت کی سب سے بڑی شخصیت اور ہم دیکھتے ہیں کہ سُطورِ بالا میں جن فتنوں کا ذکر ہوا ہے ان کی بیخ کُنی اور عوام و خواص مسلمین کے سامنے اِحقاقِ حق و اِبطالِ باطل کے فرض کو اعلیٰ حضرت سے بڑھ کر کسی نے ادا نہیں کیا، اعلیٰ حضرت نہ صرف خود اس کارِ خیر میں پوری تَن دہی

سے مصروف تھے؛ بلکہ اپنے خُلفا وتَلامذہ کو بھی اس طرف مُتوجّہ کر رکھا تھا اور باطل قوتوں کے مُقابِل حق پَرستوں کی ایک فوج تھی جو اعلیٰ حضرت کی علمی راہ نُمائی میں حق کی خاطر اپنی زَبان اور قلم کی صلاحیتیں بروئے کار لا رہی تھی۔

علوم وفنون کے جامع اور یادگارِ سَلف: اس کے ساتھ ساتھ ہم دیکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کی ذاتِ مُبارَکہ اور بھی اوصاف وکمالات کی جامِع تھی جن کی بنا پر اعلیٰ حضرت کو اعلیٰ حضرت یعنی اپنے زمانے کی سب سے بڑی شخصیت کہا گیا اور بَجا طور پر کہا گیا۔ مثلاً اگر یہ دیکھیں کہ اعلیٰ حضرت جن عُلُوم و فُنُون پر دَستَرَس رکھتے تھے ان کے زمانے میں کوئی دوسرا شخص ایسا نظر نہیں آتا جو اِنفرادی طور پر اتنے زیادہ علوم وفُنون پر دَسترس رکھتا ہو، قدیم فلسفیانہ علوم وِفُنون کی بنیاد سے لے کر ان علوم کی جدید صورتوں کی شاخوں تک اعلیٰ حضرت اس طرح کی واقفیت اور تبَحُّر کے حامِل تھے کہ انہیں دیکھ کر ان علوم وفنون کے بانِیان واَکابِرین کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔

مَنقولات یعنی قرآن وسنّت اور ان سے اَخذ کردہ علوم کے بارے میں بھی اعلیٰ حضرت کی وُسعتِ مطالعہ، مُجتہِدانہ بصیرت اور اِحاطۂ معلومات کی صلاحیت دیکھنے والوں کو اَنگشت بدَنداں کر دیتی تھی اور آج بھی ان کی کُتُب وفتاویٰ کا قاری ان اوصاف پر حَیرت زَدہ ہو کر یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اگر ان کو اعلیٰ حضرت نہ کہا جاتا تو ان کی عظمت وشان کے اعتِراف میں بڑی کمی رَہ جاتی۔

امام احمد رضا بطور اعلیٰ حضرت اہلِ علم کی نظر میں: سُطورِ بالا میں امامِ اہلِ سنّت کی جن چند ایک خُصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے ان کا؛ اور ان کے علاوہ دیگر خصوصیات کا اعتِراف ہر دور کے اہلِ علم نے کیا ہے اور سیّدی اعلیٰ حضرت کی خدمت میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے، یاد رہے کہ یہ سلسلہ فقط برِعظیم کے علما تک محدود نہیں تھا بلکہ عرب وعجم میں جہاں جہاں اس گلِ سَرسبز کی خوشبو پہنچی وہاں وہاں سے تعریف وتوصیف کے نذرانے آپ کی بارگاہ میں پیش کیے گئے، ذیل میں پہلے عرب دنیا کے اور پھر برِعظیم کے فقط چند اہلِ علم کے تعریفی کلمات ملاحظہ فرمائیے جو اس بات کا بَیِّن ثُبوت ہیں کہ اعلیٰ حضرت صرف ایک آدھ فرد کی نظر میں اعلیٰ حضرت نہیں تھے؛ بلکہ عرب وعجم کے اہلِ علم ان کی زُلفِ طَرَح دارِ علم وفضل کے اَسیر تھے۔

(1) شیخ عبداللہ نابُلُسی مدنی فرماتے ہیں: وہ نادرِ روزگار، اس وقت اور اس زمانے کا نور، معزز مَشائخ

اور فُضَلا کا سردار اور بلا تأمّل زمانے کا گوہرِ یکتا۔ (2)

(2) دمشق کے علامہ شیخ محمد القاسمی تحریر فرماتے ہیں: آپ فضائل وکمالات کے ایسے جامع ہیں جن کے سامنے بڑے سے بڑا ہیچ ہے، وہ فضل کے باپ اور بیٹے ہیں، ان کی فضیلت کا یقین دشمن اور دوست دونوں کو ہے ان کی مثال لوگوں میں بہت کم ہے۔ (3)

(3) شیخ محمد بن عطار دالجاوی فرماتے ہیں: بے شک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں علمائے محققین کے بادشاہ ہیں اور ان کی ساری باتیں سچی ہیں، گویا وہ (یعنی ان کا کلام) ہمارے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے جو اللہ کریم نے ان کے ہاتھ پر ظاہر فرمایا۔ (4)

(4) ڈاکٹر مفتی سیّد شجاعت علی قادری فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت میں امام احمد بن حنبل اور شیخ عبدالقادر جیلانی کا سا زہد وتقویٰ تھا، ابوحنیفہ اور ابو یوسف کی سی ژرف نِگاہی (گہری نظر) تھی، رازی وغزالی کا سا طرزِ استدلال تھا، وہ مُجدّد الفِ ثانی اور منصور حلّاج کا سا اِعلائے کلمۃُ الحق کا یارا رکھتا تھا، دشمنانِ اسلام کے لئے اَشِدّاءُ عَلَی الْکُفَّار کی تفسیر اور عاشقانِ مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لئے رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کی تصویر تھا۔ (5)

(5) برِعظیم کے معروف مؤرّخ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی بیان کرتے ہیں: حضرت مولانا احمد رضا خان کے متعلق میں صرف اس قدر کہنے پر کفایَت کرتا ہوں کہ عُلومِ دینیہ میں انہیں جو دَسترس حاصل تھی وہ فی زمانہ فقیدُ المثال تھی دوسرے علوم میں بھی یَدِ طُولیٰ حاصل تھا۔ (6)

☆☆☆

مصادر:

(1) حیات اعلیٰ حضرت، ص 137 مفہوماً
(2) سرتاج الفقہا، ص 7
(3) ایضاً، ص 8
(4) فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، ص 28
(5) فاضلِ بریلوی اور ترکِ موالات، ص 53
(6) خیابان رضا، ص 43 بتغیرِ قلیل

ذکرخواجہ بقلم رضا رضی اللہ عنہما

کمال مصطفیٰ ازہری جوکھنپوری

کچھ لوگ حضور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ پر حسد کی آگ میں جلتے ہوئے بے جا الزام تراشی کرتے ہیں کہ انہوں نے سلطان الہند حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ وہ حاسدین ومعاندین ہوش کے ناخن لیں اور عینکِ عناد وحسد کو بالائے طاق رکھ کرچشم محبت کتبِ اعلیٰ حضرت کا مطالعہ کریں تو ان پر وہ تمام امور منکشف ہوجائیں گے؛ جواب تک عدم قراءتِ کتب کے سبب مخفی رہے، اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر انہوں نے انصاف کا دامن نہ چھوڑا اورنظر ونیت نے وفا کی تو ہرگز کبھی زبان بغاوتِ رضا میں نہ کھل کر ہمیشہ مدحت سے سرشار ہوگی؛ اور رب کا فضل شامل حال رہا تو تعلیماتِ رضویہ سے وہ حقائق ودقائق روشن ہوں گے جن سے ایمان وجان منور ہوجائیں گے۔

حضور اعلیٰ حضرت نے متعدد مواقع پر حضور خواجۂ خواجگاں سلطان الہند معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ فرمایا ہے، جن میں بعض مقام کی نشان دہی ذیل میں ذکر کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

حضور امام اہل سنت نور اللہ مرقدہ سے سوال ہوا کہ: حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کو غریب نواز کے لقب سے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟ آپ جواب سپرد قرطاس فرماتے ہیں:

''حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور دستگیر ہیں، اور حضرت سلطان الہند معین الحق والدین ضرور غریب نواز ہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج29،ص103)

اور رسالہ حیات الموات میں مقال نمبر 67/ پر غریب نواز کہنے کے لیے تنبیہ فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں: یوں ہی ''غریب نواز'' بھی کہ حضرت خواجہ اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کہے جس سے متعصّبانِ طائفہ چڑتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج9،ص817)

اور مقال نمبر 69/ میں فرماتے ہیں: اسی میں (انفاس العارفین) میں حضرت میر ابوالعلی قدس سرہ کے ذکر مبارک میں لکھا ہوا ہے: حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے مزار فائض

الانوار کی طرف متوجہ ہوئے اس بارگاہ سے خاص لطف وکرم پایا اور فیوض حاصل کیے۔

آپ کی والہانہ عقیدت ومحبت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ سے اجمیر معلیٰ کے ساتھ شریف نہ لگانے سے متعلق سوال ہوا کہ:

کیا اجمیر کے ساتھ شریف نہ لکھنا اور اصلی نام غلام معین الدین پر غلام نہ لکھا خلاف عقیدہ اہل سنت ہے یا نہیں؟ آپ جواب ارشاد فرماتے ہیں:

اجمیر شریف کے نام پاک کے ساتھ لفظ شریف نہ لکھنا اور ان تمام مواقع میں اس کا التزام کرنا اگر اس بنا پر ہے کہ حضور سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلوہ افروزی حیات ظاہری و مزار پر انوار کو (جن کے سبب مسلمان اجمیر شریف کہتے ہیں) وجہ شرافت نہیں جانتا تو گمراہ بلکہ عدو اللہ ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ عزوجل فرماتا ہے: من عادی لی ولیاً فقد آذنتہ بالحرب

جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی اس کے خلاف میرا اعلانِ جنگ ہے۔

اور اگر یہ ناپاک التزام بربنائے کسل وکوتاہ قلمی ہے تو سخت بے برکت اور فضل عظیم وخیر جسیم سے محروم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد15،ص267)

اور آپ نے مزار حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کو دُعاؤں کی قبولیت کے بابرکت مقامات میں شمار کرایا ہے, ان 44/مقامات کو تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: سی ونہم (39): مرقد مبارک حضرت خواجہ غریب نواز معین الحق والدین چشتی قدس سرہ (احسن الوعاء لآداب الدعاء، فصل چہارم،ص138)

اللہ رب قدیر! ہمیں خواجۂ خواجگاں سلطان الہند حضور خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض وبرکات سے مالامال فرمائے اور قیامت میں ان کے جھنڈے کے نیچے جگہ مرحمت فرمائے۔

غوث و خواجہ رضا حامد و مصطفیٰ
پنج گنج ولایت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

نادرِ زمن ہستی امام احمد رضا محدث بریلوی

اقبال احمد اختر القادری، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

ہندوستان کا ایک شہر ہے......گرمی کا زمانہ ہے......رمضان المبارک کا مہینہ اپنی رحمتیں برکتیں خوب لٹا رہا ہے......اس شہر کے ایک علمی گھرانے میں آج ایک بچے کی روزہ کشائی ہے......

بچے کو صبح سحری میں اُٹھایا گیا اور حسبِ ضرورت سحری کرا دی گئی تھی......محلہ سوداگران کے اس کاشانۂ مبارک میں روزہ کشائی کی تیاریاں ہو رہی ہیں......عزیز و اقارب و دوست واحباب کو بچے کے ساتھ روزہ افطار کرنے کے لیے مدعو کیا گیا ہے......

سہ پہر کا وقت ہوا تو سامانِ افطار کی تیاری شروع ہو گئی......ایک الگ کمرے میں پھل فروٹ اور دیگر سامانِ خورد و نوش کے علاوہ ''فیرنی'' کے پیالے بھی چنے ہوئے ہیں......

موسم گرما کی شدت وحدّت اپنے شباب پر ہے......گرمی سے لوگوں کا برا حال ہے، ہر کوئی چاہتا ہے کہ جلد وقت افطار ہو جائے تا کہ روزہ افطار کیا جائے......یکا یک بچے کے والد اپنے بچے کو اس کمرے میں لے جاتے ہیں جہاں سامانِ افطار ہے اور اندر سے دروازہ بند کر لیتے ہیں، پھر ایک ''فیرنی'' کا پیالہ اُٹھا کر بیٹے کی طرف بڑھاتے ہیں اور امتحاناً کہتے ہیں......لو بیٹا......! اسے کھالو......! بچہ حیران ہو کر عرض کرتا ہے......ابا حضور......!

میرا تو روزہ ہے......کیسے کھاؤں......؟ اس پر والد نے کہا......میاں کھا بھی لو......! بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے......میں نے دروازہ بند کر دیا ہے، اب کوئی دیکھنے والا نہیں......لو! جلدی سے کھالو

یہ سن کر بچے نے پھر ادب سے عرض کی: ابا حضور! اگر چہ کوئی نہیں دیکھ رہا ہے، مگر جس کے حکم پر روزہ رکھا ہے، وہ تو دیکھ رہا ہے......!

بچے کا یہ جواب سن کر والد کی آنکھوں سے بے اختیار اشکوں کا سیلاب بہہ نکلا......فرطِ مسرت میں اپنے ہونہار فرزند کو گلے سے لگا لیا...... سینے سے چمٹا لیا، اور پیار کرتے ہوئے باہر لے آئے (۱)......پھر اوقاتِ کار کے مطابق سب کے ساتھ بچے نے روزہ افطار کیا......

اللہ، اللہ! بچپن ہی سے اتنا خوفِ خدا...... پاسِ شریعت......کیا کسی نے کبھی سنا......؟ یہ بچہ

کون تھا......؟ یہ بچہ کوئی عام بچہ نہ تھا......!

اسے تو قدرت نے عالم اسلام اور خاص کر ہندوستان کے مسلمانوں کی رہبری و رہنمائی کے لیے بریلی شریف میں پیدا فرمایا تھا...... یہ وہی بچہ تھا جو کہ آگے چل کر دُنیاے اسلام کی ایک عظیم شخصیت بن کر اُبھرا...... جسے جید علماے عرب و عجم نے ''مجددِ دین وملت'' کہا......(۲) کون؟

''امام احمد رضا محدث بریلوی''

وہ امام احمد رضا...... جو تمام مروجہ علوم کے عالم اور نکتہ داں تھے......وہ امام احمد رضا جن کے فتاویٰ مطالعہ کرنے کے بعد شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبالؔ بھی اس طرح کا تاثر دیتے ہیں کہ:

''ہندوستان کے دورِ آخر میں ان (مولانا احمد رضا خاں) جیسا طباع اور ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا......میں نے ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے (۳)......(اس تاثر کے راوی ڈاکٹر عابد احمد علی ہیں، جو شریکِ محفل اقبالؔ تھے......علاوہ ازیں اپنے ایک اور تاثر میں اقبالؔ نے آپ کو اپنے دور کا امام ابوحنیفہ قرار دیا ہے۔مرتب)

وہ امام احمد رضا...... جو علم و فضل کا ایک وسیع سمندر تھے، ایسا سمندر......جس کے اسرار و رموز کی غواصی تو ایک طرف، تاہنوز اس کے ساحل تک بھی رسائی نہیں ہو سکی......

وہ امام احمد رضا...... جو زود نویسی...... برجستگی اور تصنیفی استعداد کی تمام اعلیٰ صلاحیتوں سے بہرہ ور تھے......

وہ امام احمد رضا......جن کی علمی گہرائی و گیرائی اور فنی کمال کا یہ عالم کہ اگر علم و فن کے بڑے بڑے ماہرین کو اس کے مشاہدے کا موقع ملتا تو وہ شرفِ تلمذ کی آرزو کرتے......(۴)

وہ امام احمد رضا! جنھیں دُنیا آج ''اعلیٰ حضرت''......''محدث بریلوی''......''امام اہل سنت''......اور ''مجدد دین وملت'' کے القاب سے یاد کرتی ہے......وہ اپنے زمانے کی نادر و نایاب ہستی تھے......''نادرِ زمن'' تھے......

آپ نے ۱۰؍شوال المکرم ۱۲۷۲ھ/ ۱۴؍جون ۱۸۵۶ء بہ وقت ظہر اس دُنیاے فانی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا......والد ماجد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمۃ نے آپ کا نام ''محمد'' تجویز فرمایا (۵)......جد امجد مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمۃ نے ''احمد رضا'' اور تاریخی نام ''المختار'' رکھا

گیا، جس سے آپ کا سن ولادت ۱۲۷۲ھ برآمد ہوتا ہے...... بعد میں آپ نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی سچی غلامی پر فخر کرتے ہوئے اپنے نام کے ساتھ ''عبدالمصطفیٰ'' کا اضافہ فرمایا......(۶) آپ کی ولادت کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ مسنونہ ہوا......اسی دن آپ کے جدامجد نے ایک خواب دیکھا، جس کی تعبیر تھی کہ یہ فرزندار جمند فاضل وعارف ہوگا......(۷)

چناں چہ آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم فرمایا اور چھ برس کی عمر میں ماہ ربیع الاوّل شریف میں عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے موضوع پر ایک مجمع میں تقریر فرمائی...... آپ نے ''صرف ونحو'' کی ابتدائی کتابیں مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی علیہ الرحمۃ سے پڑھیں...... پھر تمام علوم وفنون اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمۃ سے حاصل کیے......صرف آٹھ برس کی عمر میں ''فن نحو'' کی مشہور کتاب ''ہدایۃ النحو'' پڑھی......خداداد علم کے زور کا یہ عالم کہ دس برس کی عمر میں کتاب ''ہدایۃ النحو'' کی عربی میں شرح لکھ دی......حافظہ اور عقل وفہم کا یہ عالم کہ کتاب کا صرف چوتھائی حصہ استاد سے پڑھتے، باقی خود ہی سنا دیتے (۸)......علم وفضل کا حال یہ کہ آپ ہی کے استاد مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی نے بعد میں آپ سے ''ہدایہ'' کا سبق لیا...... تیرہ برس کچھ ماہ کی مختصر سی عمر میں والد ماجد سے گھر پر ہی درسیات کی تکمیل کی...... ۱۲۹۲ھ میں کچھ دن رام پور میں قیام کر کے مولانا عبدالعلی رام پوری علیہ الرحمۃ (م ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۵ء) سے ''شرح چغمنی'' کے چند اسباق پڑھے (۹)......اپنے والد ماجد اور جن حضرات سے پڑھا یا سند حدیث وفقہ حاصل کی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی (م ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ء)
(۲) مولانا محمد نقی علی خاں (م ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء)
(۳) شیخ احمد بن زینی دحلان مکی (م ۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۱ء)
(۴) شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی (م ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۳ء)
(۵) شیخ حسین بن صالح (م ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء)
(۶) مولانا عبدالعلی رام پوری (م ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۵ء)
(۷) حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری (م ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء)
(۸) مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی (م ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۳ء)(۱۰)

امام احمد رضا نے ۱۳/ سال ۱۰/ ماہ ۵/ دن کی عمر میں جمیع علوم دینیہ کی تکمیل فرما کر شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء میں سند فراغت حاصل کی اور دستار فضیلت زیب سر فرمائی نیز اسی روز سب سے پہلا فتویٰ تحریر فرمایا......(۱۱)

آپ کو علومِ درسیہ کے علاوہ علومِ جدیدہ وقدیمہ پر بھی مکمل دسترس وعبور حاصل تھا...... حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ان میں بعض علوم ایسے ہیں جن میں کسی استاد کی رہ نمائی حاصل کیے بغیر اپنی خداداد صلاحیت وذہانت سے کمال حاصل کیا...... ایسے تمام علوم وفنون جن پر امام احمد رضا محدث بریلوی کو مکمل عبور حاصل تھا۔ جدید تحقیق کے مطابق تقریباً اکہتر (۷۱) ہیں...... (۱۲) (بعض محققین نے علوم کی جدید درجہ بندی کے اعتبار سے آپ کے علوم کی تعداد ۱۰۰/ سے زیادہ شمار کی ہے۔مرتب)......ان میں کئی فن تو ایسے ہیں کہ دورِ جدید کے بعض بڑے بڑے محققین اور ماہرین علم ان کے ناموں سے بھی آگاہ نہ ہوں گے......(یہاں ایسے ۷۱/ علوم وفنون کی فہرست درج کی جاتی ہے جن میں امام احمد رضا کے تحقیقی شہ پارے ملتے ہیں۔)

(۱)	علم قرآن	(۲)	علم حدیث
(۳)	اصول حدیث	(۴)	فقہ حنفی
(۵)	کتب فقہ جملہ مذاہب	(۶)	اصول فقہ
(۷)	جدل مہذب	(۸)	علم تفسیر
(۹)	علم العقائد والکلام	(۱۰)	علم نحو
(۱۱)	علم صرف	(۱۲)	علم معانی
(۱۳)	علم بیان	(۱۴)	علم بدیع
(۱۵)	علم منطق	(۱۶)	علم مناظرہ
(۱۷)	علم فلسفہ	(۱۸)	علم تکسیر
(۱۹)	علم ہیئت	(۲۰)	علم حساب
(۲۱)	علم ہندسہ	(۲۲)	قراءت
(۲۳)	تجوید	(۲۴)	تصوف

(۲۵) سلوک (۲۶) اخلاق

(۲۷) اسماء الرجال (۲۸) سیر

(۲۹) تاریخ (۳۰) لغت

(۳۱) ادب مع جملہ فنون (۳۲) ارثماطیقی

(۳۳) جبر ومقابلہ (۳۴) حساب ستّینی

(۳۵) لوغارثمات (لوگارثم) (۳۶) علم توقیت

(۳۷) مناظر ومرایا (۳۸) علم الاکر

(۳۹) زیجات (۴۰) مثلث کروی

(۴۱) مثلث مسطح (۴۲) ہیئت جدیدہ

(۴۳) مربعات (۴۴) جفر

(۴۵) زائرچہ (۴۶) نظم عربی

(۴۷) نظم فارسی (۴۸) نظم ہندی

(۴۹) نثر عربی (۵۰) نثر فارسی

(۵۱) نثر ہندی (۵۲) خط نسخ

(۵۳) خط نستعلیق (۵۴) تلاوت مع تجوید

(۵۵) علم الفرائض (۱۳) (۵۶) علم الطبیعیات (Physics)

(۵۷) علم صوتیات (۵۸) علم جغرافیہ (Geography)

(۵۹) علم کیمیا (Chemistry) (۶۰) علم شماریات (Statistics)

(۶۱) علم الادویہ (Pharmacy) (۶۲) علم معاشیات (Economics)

(۶۳) اقتصادیات (Finance) (۶۴) علم تجارت (Commerce)

(۶۵) علم ارضیات (Geology)

(۶۶) علم طب (Medicine) (۶۷) علم نور

(۶۸) علم سیاسیات (Political Science)

(۶۹) علم بین الاقوامی امور (International Relation)

(۷۰) علم معدنیات

(۷۱) علم اخلاقیات (Ethics) (۱۴)

امام احمد رضا نے درج بالا مختلف علوم وفنون پر ہزار کے لگ بھگ کتب تصنیف فرمائیں اور علوم ومعارف کے وہ دریا بہائے کہ جن سے تشنگانِ علم وفن، رہتی دُنیا تک سیرابی حاصل کرتے رہیں گے......(۱۵)

آپ نے صرف ایک ماہ کی مختصر سی مدت میں پورا قرآن مجید حفظ فرمایا جو کہ شاید اسلامی تاریخ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے بعد دوسرا واقعہ ہے......

ہوا یوں کہ بعض حضرات خطوط وغیرہ میں آپ کے نام کے ساتھ لفظ ''حافظ'' بھی لکھ دیا کرتے، ایک روز ارشاد فرمایا کہ بعض ناواقف حضرات میرے نام کے ساتھ ''حافظ'' بھی لکھ دیتے ہیں حالاں کہ میں اس منصب کا اہل نہیں......لیکن میں نہیں چاہتا کہ وہ غلط ثابت ہو......رمضان شریف کا مہینہ آیا تو آپ نے روزانہ ایک پارہ حفظ کرنا شروع کر دیا، وہ اس طرح کہ روزانہ دن میں ایک پارہ کا ورد فرماتے اور رات کو عشا کا وضو فرمانے کے بعد اور جماعت سے قبل حافظ صاحب کو سنا دیتے......اس طرح آپ نے تیسویں روزے تک تیسوں پارے حفظ سنا دیے اور یوں صرف ایک ماہ کی قلیل مدت میں پورا کلام پاک حفظ فرمالیا اور فرمایا کہ ''بحمداللہ ہم نے کلام پاک ترتیب کے ساتھ یاد کرلیا اور یہ اس لیے کہ بندگانِ خدا کا کہنا غلط نہ ہو''......(۱۶)

امام احمد رضا نے تعلیم کی غرض سے کسی مدرسہ یا دارالعلوم میں داخلہ نہیں لیا بلکہ جملہ تمام علوم و فنون کو اپنے جدامجد اور والد ماجد کی بارگاہ سے گھر ہی میں حاصل کیا......نیز متذکرہ اساتذۂ کرام کے علاوہ کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیے......ربِ کائنات کے فضل وکرم سے علم سے لگاؤ تھا، چناں چہ اپنی خداداد ذہانت کی وجہ سے علوم مروّجہ کے ماہر بن گئے......نہایت ہی قلیل مدت میں تمام علوم کے دریا عبور کرلیے......

علم ظاہری سے سرفراز ہونے کے بعد ''علوم باطنی'' سے فیض یاب ہونے کے لیے امام احمد

رضا اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں کے ساتھ ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء میں ہندوستان کے ایک عظیم روحانی مرکز ''خانقاہ عالیہ برکاتیہ'' مارہرہ شریف حاضر ہوئے اور قطب زماں حضرت سیّد شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارادت مندوں میں شامل ہو گئے...... پیر روشن ضمیر نے مرید باصفا کی نورانی پیشانی پر آثار سعادت دیکھ کر اسی وقت اپنی روحانی خلافت واجازت سے نوازا...... اس نسبت برکات نے دو آتشہ کا کام دیا...... ایک جانب علم کا جلال، دوسری طرف زہد وتقویٰ کا کمال...... سارے ہندوستان اور بلاد وامصار میں دھوم مچ گئی...... ہر طرف سے تشنگانِ علم اور نورِ معرفت کے پروانے ٹوٹ پڑے...... لوگوں کی تو بات ہی کیا......! خود آپ کے پیرو مرشد حضرت سید شاہ آلِ رسول مارہروی علیہ الرحمۃ بھی آپ پر فخر فرماتے...... چناں چہ فرماتے ہیں کہ:

''جب قیامت میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے آلِ رسول! میرے لیے کیا لایا ہے؟...... تو میں عرض کروں گا اے مالک کل! میں تیرے لیے ''احمد رضا'' لایا ہوں......'' (۱۷)

امام احمد رضا پہلی بار ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد کی معیت میں زیارتِ حرمین شریفین کے لیے حاضر ہوئے...... جب مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو ایک نظم رقم فرمائی، جو واردات وکیفیاتِ قلبی کی آئینہ دار ہے...... جس کے حرف حرف سے بوئے محبت کی مہکار قلب وجاں کو عطر بیز کرتی ہے...... اس کا مطلع یہ ہے ؎

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے، کعبہ کا کعبہ دیکھو

اسی سفر میں دورانِ قیام مکہ معظّمہ ایک روز حرم شریف کے صحن میں تشریف فرما تھے...... انوار معرفت سے پیشانی جگمگا رہی تھی...... امام وقت حضرت شیخ حسین بن صالح شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء) کا وہاں سے گزر ہوا اور ان کی نظر جب آپ کے رُخِ زیبا پر پڑی تو بے ساختہ پکار اُٹھے:

''انی لاجد نور اللہ فی ھذا الجبین''

(بے شک میں اللہ کا نور اس پیشانی میں پاتا ہوں۔)...... (۱۹)

حالاں کہ امام موصوف اور آپ میں پہلے سے کوئی تعارف نہ تھا......

اس موقع پر علمائے عرب نے ایک استفتا ''علم غیب'' پر آپ سے دریافت کیا اور دو دن میں اس کا جواب چاہا...... طویل سفر کے سبب آپ کی طبیعت کچھ ناساز تھی اور بخار بھی تھا، پھر نہ کوئی تحریری ذخیرہ ساتھ اور نہ ہی حوالے کے لیے کتابیں موجود، مگر آپ نے اپنی خداداد صلاحیت وذہانت سے کام لے کر صرف آٹھ گھنٹے کی مختصر مدت میں مطلوبہ سوال کا نہایت بلیغ وفصیح عربی میں جواب تحریر فرمایا جو ایک بے مثال مقالے کی صورت میں کئی سو صفحات پر پھیل گیا...... امام احمد رضا نے اس کا عنوان ''الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ'' (۱۳۲۳ھ) تجویز فرمایا...... علمائے عرب نے جب یہ جواب دیکھا تو آپ کی ذہانت اور علمی بصیرت پر حیران رہ گئے......

چناں چہ شیخ جلیل، عالم جلیل، شیخ ہدایت اللہ بن محمد بن محمد سعید سندھی مہاجر مدنی علیہ الرحمۃ نے جب امام احمد رضا کی یہ تصنیف لطیف دیکھی تو اس کے علمی معیار، دلائل وبراہین اور عربی زبان کی فصاحت وبلاغت سے اتنے متاثر ہوئے کہ اس کتاب پر عربی میں تقریباً آٹھ صفحات پر مشتمل فاضلانہ تقریظ رقم فرمائی، جس میں آپ نے درج ذیل لقب سے امام احمد رضا کو زبردست خراج تحسین پیش کیا:

''مجدد المائۃ الحاضرۃ ومؤید الملۃ الظاھرۃ'' (۲۰)

حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کا علمی سرمایہ یوں تو بے پناہ ہے مگر آپ کا ترجمۂ قرآن (کنز الایمان) اور فقہی شاہ کار ''فتاویٰ رضویہ'' اپنی مثال آپ ہیں......

آپ نے ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء میں قرآن مجید کا سلیس اردو زبان میں ترجمہ فرمایا جو ''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'' کے نام سے موسوم آج بھی ہر جگہ دستیاب ہے...... یوں تو اردو زبان میں متعدد حضرات نے ترجمہ کیا ہے مگر آپ کا ترجمۂ قرآن ان تراجم پر نمایاں فوقیت رکھتا ہے...... اردو کے دیگر تراجم کا آپ کے ترجمہ سے تقابل کرنے پر یہ فرق واضح طور پر سامنے آتا ہے کہ آپ کا ترجمہ لغوی، معنوی، ادبی اور علمی کمالات کا جامع مرقع ہے...... رواں اور شگفتہ ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن کی اصل روح سے حد درجہ قریب ہے...... ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ نے ہر مقام پر اللہ تعالیٰ عزوجل اور حضرات انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے ادب واحترام، عزت وعصمت اور مقام کو بطورِ خاص ملحوظ رکھا ہے...... اس ترجمہ کی عظمت کا اندازا دیگر تراجم کے تقابلی مطالعہ سے ہی ہو سکتا ہے...... اہلِ علم وتحقیق کے لیے یہ ایک دعوتِ فکر ہے...... کنز الایمان کے مطالعہ کرنے والے کو دوسرے تراجم

کے مقابلے میں ایک واضح فرق یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ اس کے بغور مطالعہ سے اسلامی عقائد وایمان کی اصل حلاوت سے نہ صرف یہ کہ لذت آشنائی ہوتی ہے بلکہ ایمانی دولت میں مزید برکت و اضافہ کا احساس بھی ہوتا ہے......

امام احمد رضا ایک عدیم النظیر فقیہ تھے...... دیگر علوم وفنون میں تو آپ کو امام کا درجہ حاصل تھا ہی لیکن سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سچا وارث ہونے کی وجہ سے فقہ کو اپنا خصوصی میدان قرار دیا...... درسیات سے فراغت کے بعد ہی مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک فتویٰ تحریر فرمایا (۲۱) ......اور یوں فن فتویٰ نویسی میں کم عمری سے ہی شہرت حاصل کر لی...... بعد میں تو اس فن میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا...... چناں چہ مولوی عبدالحی لکھنوی والد مولوی ابوالحسن علی ندوی اپنی کتاب ''نزہۃ الخواطر'' میں فرماتے ہیں کہ:

''فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر ان (مولانا احمد رضا) کو جو عبور حاصل ہے اس کی نظیر شاید کہیں ملے۔'' (۲۲)

امام احمد رضا کی بارگاہ علم میں چار دانگ عالم سے اس قدر استفتا آتے تھے کہ شاید ہی کسی اور دارالافتاء میں آتے ہوں...... ایک وقت میں قریباً پانچ پانچ سو (۵۰۰) استفتا جمع ہو جاتے، اور امام احمد رضا سب کا جواب اسی وقت اور اسی زبان میں لکھوا دیتے کہ جس زبان میں سوال ہوتا، نہ صرف یہ بلکہ اسی صنف ادب میں کہ جس میں سوال ہوتا یعنی اگر سوال نثر میں تو جواب بھی نثر میں اور اگر سوال نظم میں تو جواب بھی نظم میں ہوتا......

آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ ''العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ'' جو ''فتاویٰ رضویہ'' کے نام سے موسوم ہے، اور ہزار ہزار صفحات کی بارہ جہازی سائز ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے...... (تخریج وترجمہ کے بعد فتاویٰ کی ۳۲ جلدیں تیار ہوئی ہیں جو کہ ہند و پاک سے مطبوع ہیں۔مرتب)...... یہ ایک عظیم علمی تحقیقی خزانہ ہے اگر چہ یہ فقہی مسائل پر مشتمل ہے لیکن منقولات ومعقولات کے تمام علوم وفنون کا احاطہ کرتا ہے......

''فتاویٰ رضویہ'' کو برصغیر پاک وہند اور بلادِ اسلام میں ''فتاویٰ عالم گیری'' کے بعد ایک اہم مقام حاصل ہے...... (فتاویٰ رضویہ پر کئی جامعات میں تحقیقی مقالے لکھے گئے ہیں، اور یہ سلسلہ پھیلتا

ہی جا رہا ہے۔مرتب)

امام احمد رضا جامع کمالات اور ''نادرِ زمن ہستی'' تھے...... جس فن اور جس موضوع پر قلم اُٹھایا، اپنی انفرادیت کا سکہ ثبت کر دیا...... آپ کی اصل دولت حُبِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھی اور اسی جذبے سے آپ کی روح ہر وقت سرشار رہتی تھی......

شاعری آپ کے لیے وجہِ افتخار نہ تھی اور نہ ہی آپ نے اسے بطورِ فن اختیار فرمایا تھا...... آپ عام اربابِ سخن کی طرح صبح وشام تک اشعار کی تیاری میں مصروف نہیں رہتے تھے بلکہ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یاد میں جب تڑپ بڑھتی اور دردِ عشق بے تاب کرتا تو از خود نعتیہ اشعار زبان پر جاری ہو جاتے، پھر یہی اشعار سوزشِ عشق کی تسکین کا سامان بن جاتے...... امام احمد رضا اکثر فرماتے کہ:

''جب سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یاد تڑپاتی ہے تو میں نعتیہ اشعار سے بے قرار دل کو تسکین دیتا ہوں، ورنہ شعر وسخن میرا ذوق نہیں''...... (۲۳)

شاعر شاگرد ہوا کرتے ہیں مگر عاشق شاگرد نہیں ہوتے...... امام احمد رضا فن شاعری میں کسی کے شاگرد نہ تھے...... وہ تو عاشق تھے...... عاشقِ صادق تھے...... ان کو فیضانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت عطا ہوا، خوب عطا ہوا......

حضور تاجدارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں شعرائے کرام نے اپنی اپنی حسن نیت اور توفیق الٰہی کے باعث ''سلام'' کا ہدیۂ عقیدت پیش کیا مگر امام احمد رضا کے سلام کو ایسا قبولِ عام نصیب ہوا کہ ایک صدی گزر جانے کے باوجود برصغیر پاک وہند اور بلادِ اسلام میں فضائیں اس کی والہانہ آواز سے گونج رہی ہیں...... ایک ایک شعر جذب وکیف اور عشق ومستی کا مرقع ہے ۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

امام احمد رضا کا نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' پڑھنے، سننے، دیکھنے اور سمجھنے سے تعلق رکھتا

ہے...... اس میں وجدان بھی ہے...... حسنِ شعر بھی...... ترنم بھی ہے...... نغمگی بھی...... سوز و درد بھی ہے...... جذب و مستی بھی...... قرآن کی تفسیر بھی ہے اور حدیث دل بھی۔

آپ کی علمی، دینی، ملی اور سیاسی خدمات بہت وسیع ہیں، ان کی منظم تحقیق و تدقیق کے لیے ایک وسیع اکیڈمی اور ماہرین علوم وفنون کی ٹیم درکار ہے، تاکہ اس عظیم فرزند اسلام کے کارناموں سے مسلمانانِ عالم کو روشناس کرایا جاسکے اور ان کے علم کی ضیا پاشیوں سے جہالت کی ظلمتوں کو مٹایا جاسکے۔

وقت کا تقاضا ہے کہ امام احمد رضا کی خدمات کو اسکول اور کالج کے نصاب میں بطورِ سبق شامل کیا جائے تاکہ آنے والی نسلیں اپنے بزرگوں کی سیرت و کردار سے رہنمائی حاصل کرسکیں......

(الحمدللہ! اس سمت پیش رفت ہوچکی ہے، کئی جامعات اور یونی ورسٹیوں کے نصاب میں امام احمد رضا سے متعلق گوشے شامل اشاعت کیے گئے، اور دائرہ پھیل رہا ہے، کیفیت یہ ہے کہ بع

گونج گونج اُٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستاں

قوم کی ترقی اور فکری تربیت کے لیے امام احمد رضا کی نگارشات وکاوشات کو نصابِ تعلیم کا حصہ بنانا وقت کی ضرورت ہے۔مرتب)

☆☆☆

حوالہ جات:

(۱) مقبول جہانگیر، اعلیٰ حضرت بریلوی، مطبوعہ کراچی، ص ۱۲

(۲) مولانا کوثر نیازی، کالم ''مشاہدات وتاثرات'' روزنامہ جنگ، راول پنڈی، ۳؍اکتوبر ۱۹۹۰ء

(۳) پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، امام احمد رضا اور عالمی جامعات، مطبوعہ کراچی، ص ۸

(۴) رائے محمد کمال، مقرر بنئے، مطبوعہ لاہور، ص 115

(۵) مولانا ظفرالدین بہاری، حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۱

(۶) علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری، سیرت امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور، ص ۳

(۷) مقبول جہانگیر، اعلیٰ حضرت بریلوی، مطبوعہ کراچی، ص ۱۴

(۸) مولانا حسنین رضا خاں، سیرتِ اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۴۹

(۹) مولانا ظفرالدین بہاری، حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۳۳

(۱۰) پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، حیاتِ امام اہل سنت، مطبوعہ لاہور، ص ۲

(۱۱) مولانا ظفرالدین بہاری، حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۳۳

(۱۲) پروفیسر مجید اللہ قادری، قرآن سائنس اور امام احمد رضا، مطبوعہ کراچی، ص ۱۴

(۱۳) امام احمد رضا بریلوی، الاجازۃ الرضویہ، ص ۱۰۳ (مشمولہ رسائل رضویہ، جلد دوم مطبوعہ لاہور)

(۱۴) پروفیسر مجید اللہ قادری، قرآن سائنس اور امام احمد رضا، مطبوعہ کراچی، ص ۱۴، ۱۵

(۱۵) (الف) مفتی اعجاز ولی خاں، ضمیمہ المعتقد المنتقد، مطبوعہ لاہور، ص ۲۲۶

(ب) مولانا محمود احمد قادری، تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کان پور، ص ۴۶

(۱۶) مولانا محمد صابر القادری نسیم بستوی، اعلیٰ حضرت بریلوی، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء، ص ۲-۱۰۱

(۱۷) مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی، تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، مطبوعہ بنارس ۱۹۹۰ء، ص ۴۰۰

(۱۸) ایضاً، ص ۴۰۱

(۱۹) پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، امام احمد رضا اور عالم اسلام، مطبوعہ کراچی، ص ۱۲۰

(۲۰) ایضاً

(۲۱) امام احمد رضا نمبر، قاری دہلی، اپریل ۱۹۸۹ء، ص ۱۹۷

(۲۲) مولوی عبدالحی لکھنوی، نزہۃ الخواطر، مطبوعہ حیدرآباد، دکن، ص ۴۱

(۲۳) مقبول جہانگیر، اعلیٰ حضرت بریلوی، مطبوعہ کراچی، ص ۲۵

☆☆☆

حقیقتِ روح سے متعلق حضرت سید شاہ
آل رسول مارہروی علیہ الرحمۃ کا ارشاد گرامی

عرض نوری: حضرت روح کیا ہے؟

ارشادِ آلِ رسول: فرمایا: روح صفتِ حیات باریِ تعالیٰ کا عکس ہے۔ جب باری تعالیٰ کی ذات اور صفات کا سمجھنا محال ہے تو روح کی حقیقت کیسے جان سکتے ہو کہ یہ تو اسی کا ظل اور عکس ہے۔

(سراج العوارف، ص ۸۶)

ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ''حسام الحرمین''

غلام مصطفیٰ رضوی، نوری مشن مالیگاؤں

ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عنوان بڑا احساس رہا ہے۔ عاشقانِ رسول کی وارفتگی کا یہ عالم کہ جب بھی بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں توہین یا بے ادبی کا شائبہ گزرا تو غیرت ایمانی کو جوش آیا۔ دل تڑپ اٹھے۔ جذبات مچل اُٹھے۔ ایمانی تقاضا جوش مارنے لگا۔ لہوخیزی سے چمنستانِ عقیدہ کی حفاظت کا سامان کیا گیا۔ حفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہر فرض سے اہم فرض مانا گیا۔ علامہ ارشد القادری لکھتے ہیں:

''حبِ رسول کی وارفتگی کا یہ رُخ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کسی گستاخ کے خلاف غم و غصہ اور نفرت وغضب کے اظہار کے سوال پر کبھی یہ نہیں دیکھا کہ نشانے پر کون ہے؟ باہر کا ہو یا اندر کا جس نے بھی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی شان میں گستاخانہ جسارت کا اظہار کیا مسلمانوں کی غیرتِ ایمانی کی تلوار اُس کے خلاف بے نیام ہوگئی............علماے دیوبند کے خلاف بھی ہمارے غم وغصہ کی سب سے بڑی بنیاد یہی ہے کہ اُن کے اکابر نے اپنی بعض کتابوں میں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں سخت گستاخانہ کلمات استعمال کیے ہیں۔''(۱)

علماے دیوبند کی وہ کتابیں جن میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں توہین صادر ہوئی، ان پر علماے حق نے باز پرس کی اور ان عبارتوں سے باز آنے کی گزارش کی لیکن بجائے ندامت وتوبہ کے وہ ہٹ دھرمی کے ساتھ ان پر قائم رہے اور اپنی گستاخانہ عبارتوں کی بے جا تاویلیں کرتے رہے۔

ہندوستان میں وہابیت کا آغاز

ہندوستان میں وہابیت کا آغاز شاہ اسماعیل دہلوی کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' سے ہوا۔ اس وقت اکابرینِ اسلام نے اس کا رد کیا۔ اس کتاب کی تعریف میں مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں:

''کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے۔''

چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں: ''اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔''(۲)

خانوادۂ مجدد الف ثانی کے چشم وچراغ شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی ''تقویۃ الایمان'' سے

متعلق لکھتے ہیں:

''حضرت مجدد (الف ثانی) کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں میں بٹے رہے: ایک اہلِ سنت وجماعت، دوسرے شیعہ۔ اب مولانا اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا، وہ شاہ ولی اللہ کے پوتے اور شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر کے بھتیجے تھے۔ ان کا میلان محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا اور نجدی کا رسالہ ''ردالاشراک'' ان کی نظر سے گزرا اور انھوں نے اردو میں ''تقویۃ الایمان'' لکھی، اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا، کوئی غیر مقلد ہوا، کوئی وہابی بنا، کوئی اہلِ حدیث کہلایا، کسی نے اپنے کو سلفی کہا، ائمہ مجتہدین کی جو منزلت تھی اور احترام دل میں تھا وہ ختم ہوا۔ معمولی نوشت وخواند کے افراد امام بننے لگے۔ اور افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہِ نبوت کی تعظیم واحترام میں تقصیرات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ یہ ساری قباحتیں ماہ ربیع الآخر ۱۲۴۰ھ کے بعد سے ظاہر ہونی شروع ہوئی ہیں۔ اس وقت کے تمام جلیل القدر علما کا دہلی کی جامع مسجد میں اجتماع ہوا اور ان حضرات نے بہ اتفاق اس کتاب کا رد کیا۔''(۳)

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی ''وہابیت'' سے متعلق لکھتے ہیں:

''اس وقت اور ان اطراف میں ''وہابی'' متبعِ سنت اور دین دار کو کہتے ہیں۔'' (۴)

''محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا۔''(۵)

''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے۔''(۶)

شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی ''وہابیت'' کی ''دیوبندی شاخ'' سے متعلق لکھتے ہیں:

''جمادی الآخرہ ۱۳۱۷ھ میں حضرت حاجی (امداداللہ) صاحب رحلت فرمائے خلد بریں ہوئے۔ اب مولوی (اشرف علی تھانوی) صاحب کے واسطے راستہ صاف ہوا۔ ان پر نئی تحقیق کی راہیں کھل گئیں۔ سب سے پہلے انھوں نے علم غیب کے مسئلہ کو چھیڑا اور رسالہ ''حفظ الایمان'' لکھ کر بے حساب غلامانِ بارگاہِ رسالت کو ایذا پہنچائی۔ یہ واقعہ ۱۳۱۹ھ کے اوائل کا ہے۔''(۷)

عظیم محقق اور حسام الحرمین

اعلیٰ حضرت نے جو کچھ لکھا زمانی تقاضوں اور ضرورت کے تحت لکھا، یہی سبب ہے کہ آپ کی تحریریں نوع بہ نوع موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں اور اسلافِ کرام کے علم وفضل کی آئینہ دار ہیں۔

صدیوں کی کاوشات کا عطر مجموعہ آپ کی تصانیف کی سطر سطر سے مہکتا ہے۔ تحقیق کی بزم آراستہ نظر آتی ہے اور ہر تصنیف موضوع کی مناسبت سے عدیم النظیر ہے۔ موضوع سے متعلق تمام گوشوں پر مواد فراہم کر دیتے ہیں۔ آپ نے جو کچھ لکھا علم و تحقیق کے بعد لکھا بلکہ جن افراد یا سر براہانِ جماعت پر شریعت کا کوئی حکم عائد کیا تو قائل پر صورتِ حال واضح کی اور توبہ پر مائل کیا لیکن! اس کے باوجود گستاخانہ عبارتوں کو حق و صحیح تسلیم کرنے والوں سے متعلق ''حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین'' (۱۳۲۴ھ) کے نام سے علماے حرمین کی تصدیقات جمع کیں اور مع عربی متن کے اردو میں ان کی اشاعت بھی کی۔ جس میں ۳۳؍ اکابر علماے حرمین کی تصدیقات اس بابت ہیں کہ برصغیر میں نئے پیدا شدہ عقائد کے بانیان؛ جنھوں نے اپنی کتابوں میں رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین و بے ادبی سے پُر عبارتیں لکھیں، اور ان میں تاویل کی گنجائش بھی نہیں وہ از روے شرع اسلام سے خارج ہیں۔

عقیدہ کی اہمیت

علامہ سید احمد سعید کاظمی تحریر فرماتے ہیں: ''بنی نوع انسان کو ایک مرکز پر لانے کا کوئی طریقہ اس سے بہتر نہیں ہوسکتا کہ انھیں معبود واحد کی وحدانیت کے اعتقادی مرکز پر جمع کر دیا جائے۔ لیکن فطرتِ انسانی محض عقل کی روشنی میں اس مرکز وحدت تک پہنچنے میں کسی ایسی دلیل کی محتاج تھی جو صحیح معنی میں اسے منزل مقصود تک پہنچا دے اور تمام بنی نوع انسان کے لیے ایسی کامل اور قطعی دلیل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ رسالت۔ توحید کی دلیل ہے.......... قربِ الٰہی کا ذریعہ صرف قربِ مصطفائی ہے اور توحید کا وسیلہ رسالت ہے۔'' (۸)

جب بھی عقیدۂ توحید و رسالت پر شب خون مارنے کی کوشش کی گئی؛ مشائخ نے خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری ادا کی، علما نے درس گاہوں سے نکل کر برملا حق کہا اور گستاخ کو کیفرِ کردار تک پہنچا کر دین پناہ کا کام انجام دیا اور اسلامی سرحدوں کی نگہ بانی کی۔ عقائد کے تحفظ میں اہم کردار ادا کیا۔ اس رُخ سے علما و مشائخ اور زاویہ نشینوں کی ایک روشن تاریخ موجود ہے۔

غیر اسلامی عقائد کی یورش اور ان کا سد باب

انگریز نے تجارت کی غرض سے ہندوستان کا رُخ کیا۔ اپنی سازشی فطرت کے باعث تخریب کاری کی۔ مذہبی عقائد میں جدید نظریات داخل کرنے کی تگ و دو کی۔ علما خریدے۔ نئے نظریات کے

حاملین کی تائید و سرپرستی و صیانت کی۔ وہابی نظریات کو فروغ دیا۔ فرقۂ وہابیہ سے متاثر افراد کو وظائف دے کر ہم نوا بنایا۔ وہابی عقائد کی ترجمانی میں مولوی اسماعیل دہلوی نے کتاب ''تقویۃ الایمان'' لکھی، جس میں توحید کے زعم میں ناموس رسالت ﷺ کو نشانہ بنایا۔ اسی سے متاثر ہونے والے علما میں مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی نے ''تحذیر الناس'' لکھ کر اور نئے نبی کا امکان بتا کر قادیانیت کو غذا مہیا کی۔ بعد کو مرزا غلام قادیانی نے دعویِ نبوت کیا۔ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار میں زور لگایا، اللہ کریم کے لیے کذب (جھوٹ) کا امکان تراشا، (ملاحظہ کیجیے: براہین قاطعہ) ان کے شاگرد مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی نے اس کی تائید کی نیز میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدعت سے تعبیر کیا۔ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے ''حفظ الایمان'' میں شانِ رسالت ﷺ میں عیب جوئی کی اور علم غیب رسول ﷺ کی نفی کی جب کہ شیطان و ملک الموت کے لیے غیب تسلیم کیا۔ اسی طرح کئی نئے عقائد کی داغ بیل پڑی۔ جن کی تردید اس زمانے کے اکابر علما نے تحریراً و تقریراً کی اور ان کی اصلاح کی کوششیں کیں۔ ایسے علما جنھوں نے مذکورہ عقائد کے حاملین کو رجوع کے لیے متوجہ کیا ان میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی (ولادت ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء۔ وصال ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کا نام نمایاں ہے۔ ایک مدت تک تنبیہ و اصلاح کے لیے کاوش کی اور جب رجوع و توبہ کی کوششیں بار آور نہ ہوئیں تو شریعت کا حکم کہہ سنایا۔ توہین رسالت پر مبنی عبارتوں پر حکم کفر عائد کیا۔ ''حسام الحرمین'' میں یہ احکام تحقیق و صداقت کے ساتھ درج ہیں جن پر ۳۳؍ علماے حرمین کی تصدیقات بھی ہیں۔

حسام الحرمین

علماے حق نے اپنی ذمہ داری سمجھ کر برصغیر میں پنپ رہے باطل فرقوں اور عقائد علماے دیوبند پر شرعی گرفت کرتے ہوئے انھیں سمجھانے کی کوشش کی اور آخرت کا خوف دلایا۔ جب دیکھا کہ وہ جنبش کو تیار نہیں تو پھر ان کا شرعی مواخذہ کیا۔ ان علماے ربانیین میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی بھی ہیں۔ آپ نے ان عقائد و گستاخیوں سے متعلق تنبیہ و توبہ کی ترغیب کے بعد دینی ضرورت سمجھتے ہوئے علماے حرمین کی خدمت میں بلا کم و کاست گستاخانہ عبارتوں کو پیش کیا اور حکم شرع واضح کرتے ہوئے علماے حرمین سے تصدیق چاہی۔ اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ علامہ فضل رسول

بدایونی (م ۱۲۸۹ھ) کی کتاب ''المعتقد المنتقد'' پر امام احمد رضا نے حاشیہ لکھا بہ نام ''المعتمد المستند''، اس کا خلاصہ امام احمد رضا نے اپنے دوسرے سفر حج ۱۳۲۳ھ میں علماے حرمین کی خدمت میں پیش کیا اور اس میں ہندوستان میں پیدا ہونے والے فرقوں مثلاً قادیانی، نیچری، وہابی، دیوبندی، غیر مقلد وغیرہم کے عقائد ذکر کیے۔ جس پر ۳۳؍علماے حرمین نے مذکورہ فرقوں پر فتاویٰ کفر صادر فرمایا جس کی اشاعت ''حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین'' (۱۳۲۴ھ) کے نام سے ہوئی۔

فتاویٰ حسام الحرمین کی اشاعت عربی میں ہوئی جب کہ اردو اور انگریزی تراجم بھی ہندو پاک سے بار بار شائع ہو چکے ہیں اور ساری دُنیا میں ان کی مقبولیت ہے۔

الصوارم الہندیہ

علماے حرمین کی تصدیقات ''حسام الحرمین'' کے نام سے شائع تھیں۔ اعلیٰ حضرت کے وصال (۱۳۴۰ھ) کے پانچ سال بعد ۱۳۴۵ھ میں مولانا حشمت علی خان قادری نے ان فتاویٰ پر علما و مشائخ بِرصغیر کی تصدیقات لیں اور ان کی اشاعت ''الصوارم الہندیہ'' (۱۳۴۵ھ) کے نام سے کی۔ اس میں ۲۶۸؍تصدیقات موجود ہیں۔ اِس کتاب کو منظر عام پر آئے ہوئے ایک صدی گزر چکی ہے۔ یہ ۲۶۸؍تصدیقات برصغیر کی بڑی بڑی خانقاہوں کے مشائخ کرام، ساداتِ کرام کی ہیں۔ جن کے دامن اقدس سے پورے برصغیر کے خوش عقیدہ سنی مسلمان وابستہ ہیں۔ ان خانقاہوں میں خصوصیت سے مارہرہ شریف، کچھوچھہ شریف، بدایوں شریف، اجمیر شریف، علی پور شریف، دہلی و حیدر آباد کی خانقاہیں شامل ہیں؛ جہاں کے مشائخ کرام نے برملا اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ ''حسام الحرمین'' کی تائید و تصدیق کی اور تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ میں اہم رول ادا کیا۔

''حسام الحرمین'' کی مخالفت گویا تمام سنی خانقاہوں کے متفقہ عقائد کی مخالفت ہے۔ تمام سنی خانقاہیں گستاخِ رسول فرقوں اور اُن کے بانیوں کے خلاف اعلیٰ حضرت کے ہم آواز ہیں۔ آج تمام اہل سنت اُن مشائخ سے وابستہ ہیں جن کے اکابر و اسلاف نے حسام الحرمین پر تصدیق کر کے گستاخوں کو بے نقاب کر دیا۔ آج مالیگاؤں سے جو چند نافہم حسام الحرمین کے خلاف آواز اُٹھا رہے ہیں وہ محض اکابرِ دیو بند پر عائد حکمِ شرع پر بوکھلاہٹ کا اظہار ہے۔ اُن کے اکابر کے دامن توہین رسالت سے داغ دار

ہیں۔ اُن کے دامن کے دھبے ایک صدی گزری لیکن دُھل نہ سکے۔ سچ ہے ؎

جو ترے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

اور ہم اہلِ سنّت فخر سے یہ کہتے ہیں ؎

اُنھیں جانا اُنھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دُنیا سے مسلمان گیا

☆☆☆

حوالہ جات:

(۱) الصوارم الہندیہ ۱۳۴۵ھ، مرتب مولانا حشمت علی خان قادری، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور، جنوری ۲۰۱۱ء، ص۶۔۷، مقدمہ

(۲) فتاویٰ رشیدیہ، مولوی رشید احمد گنگوہی، فرید بک ڈپو دہلی، س ن، ص ۷۸

(۳) مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان، شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی، حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی دہلی ۶، ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء، ص۹۔۱۰

(۴) فتاویٰ رشیدیہ، رشید احمد گنگوہی، فرید بک ڈپو دہلی، س ن، ص ۱۱۰

(۵) مرجع سابق، ص ۲۸۰

(۶) مرجع سابق

(۷) مقاماتِ خیر ۱۳۹۲ھ، شاہ ابوالحسن زید فاروقی، شاہ ابوالخیر اکاڈمی دہلی ۱۹۸۹ء، ص ۲۴۳

(۸) ماہ نامہ السعید مئی جون ۱۹۶۴ء، آئینہ حق و باطل، غلام نصیر الدین چشتی گولڑوی، جماعت اہل سنت شیخوپورہ ۱۹۹۴ء، ص ۵۔۶

تضمین بر قصیدۂ معراجیہ

میرزا امجد رازیؔ

شہنشاہِ کُل سیّدِ رُسُل مبدءِ انوارِ ازلیّہ منتہاے عروجِ کمالیہ گلدستۂ ریاضِ ھویّت زجاجۂ مراتبِ احدیّت انیسِ بارگاہِ حسبیَ اللہ جلیسِ خلوت گہِ لی معَ اللہ والی ولایتِ لا الٰہ الاّ ھو وارثِ مملکتِ ملکِ لَا تخَافُوا زینت بخشِ عالمِ ناسوت رونق دہِ ممالکِ ملکوت رئیسِ اربابِ جبروت امیرِ امارتِ لاہوت سیّاحِ بحارِ ہاہوت مرجعِ انبیاء وامم صاحبِ مقامِ محمود ولواء الحمد حضرتِ احمدِ مجتبیٰ محمّدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ رفعت نشان میں شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلی علیہ الرحمۃ کے لازوال و بے مثال قصیدۂ معراجیہ کی ایک ذوق افزا تضمین

فلَک فلَک بام و دَر خوشی سے ملائکہ سب سجا رہے تھے
بَٹے تھے حلقوں میں حور و غِلماں لہک کے نغمے اَلاپتے تھے
سلامیوں کے اُٹھائے پَرچم قدم قدم اَنبیاء کھڑے تھے
وہ سرورِ کِشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرَب کے ساماں عرب کے مہمان کے لیے تھے

صباحِ نَو کی اذاں مبارک نسیمِ رحمت رساں مبارک
گلُوں کو رنگینیاں مبارک چہکتے چہرو اَماں مبارک
خزاں سے آزادیاں مبارک حیاتِ خوش جاوِداں مبارک
بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلَک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

سجی تھیں پانچوں ہی قبلہ گاہیں ادا تشکّر کی تھیں نمازیں
مظاہرِ کونیہ نگاہیں جمائے بیٹھے تھے جلوہ دیکھیں
یہ شور و غل تھا جو گھر سے نکلیں ثریٰ ثریّا بچھا دیں پلکیں
وہاں فلَک پر یہاں زمیں میں رَچی تھی شادی مچی تھیں دھومیں
اُدھر سے انوار ہنستے آتے اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

اُٹھایا جاتا حجابِ صُوری خدا ہی کہہ دیتے اُن کو قُدسی
وہ سرِّ ذاتی حقیقت اُن کی ابھی کمالِ نہاں میں ہی تھی
ظلالِ رخشندہ پر ٹھہرتی نہ چشمِ اِمکاں میں تاب آئی
یہ چھوٹ پڑتی تھی اُن کے رُخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چِٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

جمالِ مُطلق کا مل کے غازہ شبابِ تازہ میں چہرہ آیا
نہا کے آبِ صفا سے اُجلا وجود بوئے طلب سے مہکا
پہن کے اِکرامِ حق کا جوڑا جھکائے نظریں حیا سے سِمٹا
نئ دُلھن کی پَھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اِک تِل میں رنگ لاکھوں بَناؤ کے تھے

اَزل سے تھے خواب جِن کے دیکھے وہ لمحے آئے سہانی رُت کے
وہ خود پہ جانا ہزار صدقے کہ صحنِ جاں میں قدم وہ اُترے
جبینِ شوقِ لقا کے سجدے رہِ ہر اِک نقشِ پا میں بکھرے
نظر میں دولھا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلیٔ ذاتِ بحت سے تھے

رخانِ پُرغم تھے مسکرائے رہی نہ ہجراں کہ ہائے ہائے
مزے بہارِ عطا کے پائے عنادلِ شوق چہچہائے
خدا نے دِن خیر کے دِکھائے کوئی بتائے تو کیا بتائے
خوشی کے بادَل اُمڈ کے آئے دِلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آ رہے تھے

جناں سے حوریں مبارکی پر سبوچۂ ساچق آئیں لے کر
تجلّیاتِ عَماء کے زیور وہ بخشی اَوج و شرَف کی چادر
مغنّیانِ قدُس کے منبر بچھے جو بہرِ ثنائے سرور
یہ جھوما میزابِ زَر کا جھومر کہ آ رہا کان پر ڈَھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جَھڑ کر حطیم کی گود میں بَھرے تھے

سہاگ نسبت کے پہنے گجرے ہزار رُخ پر گرا کے پردے
قدم جو دولہا حرم کو اُٹّھے مہکتے مَوجے لپکتے لپٹے
عنایتوں کے تھے بادَل اُمڈے ہر ایک گوشے پہ جُم کے برسے
دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلافِ مشکیں جو اُڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

کہیں وہ گل ہائے صد ہارنگیں کہیں تھیں خوش سُرسی تانیں پلٹیں
وہ دامنِ کوہ میں مچلتیں خنک ہوائیں لہکتی گاتیں
وہ گرتے جَھرنے وہ چشمے شیریں اے ہم نشیں کیسی وادیاں تھیں
پہاڑیوں کا وہ حسنِ تزئیں وہ اُونچی چوٹی وہ ناز و تمکیں
صبا سے سبزہ میں لہریں آتیں دوپٹّے دھانی چنے ہوئے تھے

وہ کھرج و رَے ناز و نَم سے نکلا جو تانت باجی تو راگ پایا
بہاگ گاتے تھے دشت و صحرا ملار پر رقص کرتی برکھا
بہارِ عشرت نے اِک تماشا نشاطِ تازہ کا یہ دِکھایا
نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آبِ رَواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حبابِ تاباں کے تھل ٹکے تھے

ہر اِک رخِ نجمِ ہم نوا تھا بروجِ اِثنا عَشَر میں چمکا
بناتِ نعشِ سماء کا مجرا تھے ہفت افلاک رقص فرما
تنزّلاتِ صفات و اسماء کیے تھے کچھ اہتمام ایسا
پرانا پُرداغ ملگجا تھا اُٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجومِ تارِ نگہ سے کوسوں قدم قدم فرش بادلے تھے

فسانۂ غم کسے سنائیں یہ داغِ ہجراں کسے دِکھائیں
بہ اشکِ خونیں جگر بہائیں کہ حشرِ آہِ زَناں اُٹھائیں
نشانِ ہست و عدم مٹائیں یہ مشتِ خاک اپنی یوں اُڑائیں
غبار بن کر نثار جائیں کہاں ہم اُس رہگزر کو پائیں
ہمارا دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پَر جہاں بچھے تھے

ہوئی تھیں اعناقِ شش جہت خَم ورائے اِمکاں تھا خیر مقدم
عقولِ عالم زبانِ ابکم طبائع جملہ سکوتِ پیہم
جواہر اعراض مل کے باہم تھے قیدِ حیز میں محوِ ماتم
خدا ہی دے صبر جانِ پُرغم دِکھاؤں کیوں کر تجھے وہ عالم
جب اُن کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

چہار عنصر کا تھا تقاضا بڑھیں قدم لیں بوقتِ اِسرا
وہ رنگ معراج نے دِکھایا تھا ہفتِ طارَم تلک تماشا
کمالِ اعراج نے اُٹھایا حجابِ حسنِ جنابِ والا
اُتار کر اُن کے رُخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

ہُمک رہا ہے مہک رہا ہے اُسی سے گلشن چہک رہا ہے
وہی تو جاں میں کھنک رہا ہے اُسی سے ہر دِل دھڑک رہا ہے
وہی تو شیشہ چمک رہا ہے اُسی کا جلوہ جھلک رہا ہے
وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے

وہ شانِ فاران و رشکِ ایمن کہ جس سے ہے کن یکوں معنوَن
کیے وہ اشنانِ آبِ روشن نرالے پَن میں تھا جلوہ افگن
گھر گھر موجِ نور پٹّن بچھا بچھا عرش عرش دامن
بچا جو تلووں کا اُن کے دھوون بنا وہ جنّت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولہا کی پائی اُترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

تھی جشنِ نَوروز کی منادی دُرود شیرینی سب نے بانٹی
لگی سبیلِ شفائے آبی سعادتوں کی تھی نقش بندی
نظامِ عالم کی نبض ٹھہری حمل کی آغوش مسکرائی
خبر یہ تحویلِ مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیبِ تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

ہر اِک تھا تارِ قبائے دلبر شعاعِ مہرِ قدس کا مظہر
جمالِ عجز و حیا کے منظر بکھیرتی تھی دوشانہ چادر
وہ رفعتوں کا مطاف و محور بڑھا یوں سیرِ دَنیٰ کو یکسر
تجلیٔ حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پَرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

چھدا ہوا آرزو کا دامن فراق جاموں میں جلتا شیون
فسردہ ہے حسرتوں کا ساون خزاں رُتوں سے ہے اُجڑا آنگن
نہ ہوتا یوں آسمان دشمن نہ رہتی محرومِ جلوہ اَکھیَن
جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

فلک فلک قدسیوں کے بیرَک علم لگائے جلائے دیپک
جِدھر کو مڑتی عنانِ مرکب تھی شورشِ حبّذا مبارک
کھنچی جو وحدت کی قوس اَچانک ہدف دوئی کا تھا زیرِ ناوَک
ابھی نہ آئے تھے پشتِ زیں تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شلّک
صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے

وہ اَبرِ الطاف کا برسنا وہ بارشِ نور میں نکھرنا
نہالِ تشبیہ کا نکلنا وہ باغِ تنزیہ میں مہکنا
وہ جلوہ گاہِ صفات بننا وہ رنگ ذاتِ خدا کا چڑھنا
عجب نہ تھا رخش کا چمکنا غزالِ دَم خوردہ کا پھڑکنا
شعاعیں بکے اُڑا رہی تھیں تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے

مراتبوں کا تھا رَکھ رَکھاؤ عنایتوں کا تھا رَچ رَچاؤ
یہ حکم اُٹّھا صدا لگاؤ جہاں ہو رُک جاؤ اے گداؤ
تڑپتوں کو راہ سے اُٹھاؤ براق سدرہ تلک لے آؤ
ہجومِ اُمید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انہیں ہٹاؤ
اَدب کی بھاگیں لیے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غلغلے تھے

وہ شرحِ اجمالِ کن کا مظہر وہ کل کا مَقسم وہ کل کا مصدر
چلا وہ بن کر ختام پیکر بڑھا وہ انوارِ حق کا محور
نہ تابِ جلوہ میں تھا وہ منظر بس اِتنا ہے یاد کھا کے ٹھوکر
اُٹھی جو گردِ رہِ منوّر وہ نور برسا کہ راستے بھر
گرے تھے بادَل بھرے تھے جل تھل اُمڈ کے جنگل اُبل رہے تھے

وہ جس سے تھی راہ راہ اُجلی وہ وادی وادی کہ جس سے مہکی
سواری جس سمت ہو کے گزری ہر ایک شے حسنِ نَو سے نکھری
کہاں رخِ شہ کا تھا فدائی نہ رمز کیوں ایسی ہاتھ آئی
ستم کیا کیسی مَت کٹی تھی قمر وہ خاک اُن کی رہ گزر کی
اٹھا نہ لایا کہ مَلتے مَلتے یہ دیکھنا داغ سب مٹے تھے

عجب تھے جلوے عجب نظارے نہ آنکھ نے پہلے ایسے دیکھے
تھے طیرِ پیہم کے وہ تماشے نہ چشمِ حد پر ٹھہرنے پائے
شمائمِ روح افزا سے تھے ہر ایک شے پر خمار جامے
براق کے نقشِ سُم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن لہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

وہ نقطۂ جانِ سطحِ دائر فروع جس کی خطوطِ سائر
حقائق و کل علَل کا ناظر مکان و مافیہ جس پہ ظاہر
وہ اسمِ ظاہر کہ جس کی خاطر بنی ذواتِ رسُل ضمائر
نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہو معنیٔ اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

وہ شوقِ بہجت فزا بپا تھا عجب تماشا کہ جا بہ جا تھا
وہ حال کیف و سرور کا تھا ہر ایک خود کو سنبھالتا تھا
حجاب خود کے اتارتا تھا جمال خود کو سنوارتا تھا
یہ اُن کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
نجوم و افلاک جام و مینا اُجالتے تھے کھنگالتے تھے

ظہورِ تفصیل کا وہ پیکر وہ سیرِ آفاقیت کا محور
وہ صُورَتُ الامر و کُنہِ صُور وہ نقشِ وجہِ نقوشِ دیگر
ہر ایک عالم رہے نہ کیوں کر ہمہ زماں زیرِ پا مسخر
نقاب اُلٹے جو مہرِ انور جلالِ رخسار گرمیوں پر
فلک کو ہیبت سے تَپ چڑھی تھی تپکتے انجم کے آبلے تھے

وہ جلوۂ رخ جدھر جدھر تھا نظر کا سجدہ اُدھر اُدھر تھا
جہانِ حیرت کہ سر بہ سر تھا ابھی تعارف یہ مختصر تھا
ہزار پردوں میں مستتر تھا وہ کشفِ اوّل کہ اِس قدر تھا
یہ جوششِ نور کا اثر تھا کہ آبِ گوہر کمر کمر تھا
صفائے رہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹتے تھے

ہوا جو ضَوریز ماہِ طلعت رہا نہ کوئی حجابِ ظلمت
وہ ہالۂ سطحِ حق بہ صورت وہ موجیں نغمہ طرازِ عشرت
وہ کیفِ رودِ ظہورِ حیرت وہ شورِ سیلابِ شانِ قربت
بڑھا یہ لہرا کے بحرِ وحدت کہ ڈُھل گیا نامِ ریگِ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش و کرسی دو بلبلے تھے

وہ لِی مع اللہ کے تھے درجے جہاں رسول و ملک نہ پہنچے
پَرے عقولِ مجرّدہ سے تھے محو و اثبات کے دریچے
تھے کیا بسائط تھے کیسے قضیے نہ صدقِ عینی نہ لاَ کے رشتے
وہ ظلِّ رحمت وہ رُخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
سنہری زَربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

وہ جس کی قامت پہ عرش قرباں وہ بلبلیں جس کی تہنیت خواں
یہ رقصِ بِسمل میں طائرِ جاں تھا تَن سے ہونے کو تَن کے پرّ اں
وہ چشمِ مَا زَاغ وحَمد مژگاں وہ زلفِ والّیل و روئے تاباں
چلا وہ سروِ چماں خراماں نہ رُک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این وآں سے گذر چکے تھے

تحَوَّلَ فِی الصُّوَر کشائی کسی کی جس تک نہ تھی رسائی
مراتب و شانِ ارتقائی صوابِ شاب و جمال ادائی
حقیقتِ ذاتِ مصطفائی نہ جس کی تھی تابِ آشنائی
جھلک سی اِک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھِر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

جلالِ انوار کی تھی وہ لو تھا خود کے جَلنے کا خوف ہر سُو
ورائے حیرت تھی وادیٔ ھو قلانچیں کیا بھرتا سدرہ آہو
وہ فاتحِ خِطّۂ مَن و تُو بڑھا جو دَم بھر سنوارے گیسو
تھکے تھے روح الامیں کے بازو چُھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی اُمید ٹوٹی نگاہِ حسرت کے ولولے تھے

کنایہ تمثیل استعارہ قلم تخیل نہ لہجہ ایسا
حدودِ محدود پر ہے پہرہ وہاں نہ اِدراک و علم پہنچا
مشاہدہ تیری گردِ پا کا کرے کوئی کیا مجال شاہا
روِش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اِک بھبوکا پھوٹا
خرَد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جَل رہے تھے

فغانِ حسرت زَدہ سے بکھرے وہ خونِ خلتیدہ دِل کے ٹکڑے
وہ داغِ ہجراں کے سب تقاضے رہے درونِ طلب تڑپتے
پسینے چُھوٹے وہ زور ٹوٹے پَروں میں چہرہ چھپائے لوٹے
جَلو میں جو مرغِ عقل اُڑے تھے عجب بُرے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ پر ہی رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دَم تیورا گئے تھے

نہ عذرِ واماندگی ہو کیوں کر پَرے تصوّر سے تھا وہ منظر
اڑان ایسی نہ ایسے شہپر نہ جرّأت ایسی اُڑیں برابر
قُویٰ ہوئے مضمحل وہ یکسر بندھے پَڑے تھے سب اپنی حد پر
قَوی تھے مرغانِ وہم کے پَر اُڑے تو اُڑنے کو اور دَم بھر
اٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خونِ اندیشہ تھوکتے تھے

بروج و چرخِ قمر نے مل کے ثخَن ثخَن تھے اُچھالے جلوے
سطوح قوسیں خطوط نقطے دوائرِ عشرہ اَدلے بدلے
قبیلے قبلے سما کے سمٹے مماس جہتیں وہ رنگ پھوٹے
سنا یہ اِتنے میں عرشِ حق نے کہ لے مبارک ہو تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاجِ شرَف ترے تھے

تنزّلِ اوّلیں کا منشاء جمیعِ موجود کا خلاصہ
ظہور ابداعِ عالمیں کا فروعِ کَونی کا اصل مایہ
بغیر اِس کے عدم نہ کُھلتا نہ میں بھی ہوتا ظہور فرما
یہ سن کے بے خود پکار اُٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
پھراُن کےتلووں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دِن پھرے تھے

حجاب اندر حجاب لپٹا وہ جانِ رازِ ازَل سراپا
نہ تحتِ قدرت مثیل جس کا نہ کُنہ تک جس کی کوئی پہنچا
وِداعِ اِمکاں کے وقت ایسا سماں بندھا تھا کہ اللہ اللہ
جھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزمِ بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گردِ قربان ہو رہے تھے

حدودِ جسمی سبھی مٹائیں نقابِ روحی سبھی اُٹھائیں
طنابِ معنی سبھی گرائیں جہات قدموں میں آ سمائیں
ظہور نے حیرتیں دِکھائیں وہ شمعیں کَیف اَین نے بجھائیں
ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضورِ خورشید کیا چمکتے چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے

برس رہا تھا سحابِ عشرت رواں تھا دریائے شکرِ نعمت
وہ لاَ تنَاہی جمالِ کثرت محاط تھا پیشِ روئے وحدت
تھی خلوتِ بے نیازِ جلوت حضور تھا محوِ شوقِ غَیبت
یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

نوازشیں تھیں وہ بے معدَّد کہ مِٹ چکا تھا خطِ محدَّد
حدوثِ ظاہر سے تھا مقیَّد بطوں میں کہیے قِدَم مؤیَّد
تھا بحرِ بے جذرِ جوششِ مَدّ یوں بہرِ ماہِ طلوعِ سرمد
بڑھ اے محمَّد قریں ہو احمد قریب آ سرورِ مُمجَّد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

مثال لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ کی نہ امرِ خارج میں ہے نہ ہو گی
عیاں تُو ایسا کہ سب پہ مخفی نہاں میں تیرے ہے شانِ اِنّی
ظہورِ اسماء شہودِ ظلّی کسی کو نسبت نہ جزوی کُلّی
تَبَارَكَ اللّٰه شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لن تَرَانِي کہیں تقاضے وصال کے تھے

نظر کمیّت پہ اپنی ڈالے تو شرم مارے ہی منہ چھپا لے
جو جائزہ خبط و حبط کا لے تو آگ اِدراک کو لگا لے
توسّعِ ضبط کے اجالے ہمارے اِس کے ہیں دیکھے بھالے
خرد سے کہہ دو کہ سَر جھکا لے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

تنزّل و اِستواء کہاں تھا وہاں تعیّن روا کہاں تھا
خلا کا بھی کچھ پتہ کہاں تھا توقّف و ارتقاء کہاں تھا
مقامِ قوسِ دَنیٰ کہاں تھا خبر کسے کون کیا کہاں تھا
سراغِ اَین و متیٰ کہاں تھا نشانِ کَیف و اِلیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگِ منزل نہ مرحلے تھے

نسیمِ وادیٔ ھو کا چلنا طلب کے سبزوں کا لہلہانا
سحابِ لمعات کا برسنا ظہورِ ہر مرتبہ نکھرنا
وہ رفتن و آمدن کا ہونا وہ محوِ شانِ نزول رہنا
اُدھر سے پیہم تقاضے آنا اِدھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت اُبھارتے تھے

قبائے فقرِ اَتم کو پہنے رِدائے حق الیقین اوڑھے
تفرّد و جمعیت کے زینے قدم قدم تھے فنا وسیلے
صُعُودالِیَ الغَیب کےسفینے وہ بحرِ لاَ اَینَ میں تھے اترے
بڑھے تو لیکن جھجھکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رُکتے
جوقرب اِنھی کی روِش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

مشاہدہ تھا محیطِ اشیاء ابھی تو تھا مرتبہ یہ پہلا
اٹھا وہ نظروں سے پردہ پردہ مشابہت تھی نہ یکسر اَصلا
بجز انھی کے وجودِ تنہا کوئی تحرّک نہ شور دیکھا
پر اُن کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقتاً فعل تھا اُدھر کا
تنزّلوں میں ترقّی اَفزا دَنیٰ تدَلّیٰ کے سلسلے تھے

بہ رنگِ تجمیعِ احدیت کیا شہودِ اوّل سے تھا ہویدا
وہ اعتباراتِ فیضِ اسماء نہ قوسِ وحدت سے تھے معرّا
یہاں تو اب یہ تقاضا بدلا کہ غیریت کا کنارہ ٹوٹا
ہوا نہ آخر کہ ایک بجرا تموجِ بحرِ ھو میں اُبھرا
دَنیٰ کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اُٹھا دیے تھے

نہ حصر و حد ضابطہ اشارا کوئی صراحت نہ استعارا
قیاس و اِدراک وعلم ہارا نہ کشف وعرفاں نے دَم ہی مارا
رسائی غیر کو نہ یارا دوئی وہاں تھی کہاں گوارا
کسے ملے گھاٹ کا کنارا کدھر سے گزرے کہاں اُتارا
بھرا جو مثلِ نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

بہم نہ کچھ کذب قضیے جوڑے بنائے شکلیں نہ حَد گرائے
کہاں بداہت وہاں پہ پہنچے درست نکلیں گے کیا نتیجے
اے عقل حدِّ ادب ''نہ بولے'' معمّہ ہے یہ کہاں وہ ٹھہرے
اُٹھے جو قصرِ دَنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے، ارے تھے

گھٹا وہ چھائی وہ ابر برسا عجب تلاطم میں اُمڈا دریا
ہوا وہ سیراب گوشہ گوشہ صفَت صفَت عکس عکس پھوٹا
فضا میں جامِ جمال چھلکا لطافتوں کا جہان مہکا
وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ و گل کا فرق اُٹھایا
گرہ میں کلیوں کی باغ پھولا گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

کوئی نہ تھا فردِ قطر شامل نہ سہم کوئی نہ وتر داخل
نہ استواء نصف قطب حائل نظامِ تقویم سب تھا زائل
مشاہدہ تھا وہاں سے عاطل شکستہ ہیئت کے تھے دلائل
محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوطِ واصل
کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکّر میں دائرے تھے

ایاغِ مَے نابِ تازہ چھلکے نظر پہ روَیت کے کیف آئے
ضیافتِ ذات نے بچھائے جمالِ مطلق کے خوان کیسے
یوں قربت و بُعد کے تقاضے ہوئے تھے پورے مٹے تھے شکوے
حجاب اُٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

وہی ، دو عالم کہ جس کی لہریں اسی کے دریا اسی کی نہریں
اسی کے ساحل اسی کی راہیں اسی کی خاموشیاں اُٹھائیں
اسی سمندر کی چاروں حد میں بنی طلب کی تماشہ گاہیں
زبانیں سوکھی دِکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعفِ تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

وہ خود ہی مذکور خود ہی ذاکر وہ خود تجلّا وہ خود ہی ساتِر
سرائر و مُظہَر و نظائر عکوس و اظلال کا وہ دائر
وہی خبر مخبَر و مخبِّر وہ خود ہی منظور خود ہی ناظر
وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

سب احتمالِ ضروب ''قضیہ'' کہاں ہیں ناتج یہاں سے پلٹو
مغالطہ میں ہو کذب زادو نہ نسبتِ حکم کوئی جوڑو
جو ضعفِ اعراض اپنا دیکھو تو تم بھی یوں یک زبان بولو
کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو تم اوّل آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

یہ راز کیا اہلِ عقل سمجھیں نہ وجہِ اعمال تھیں عطائیں
یہ رفعتِ عبدیت کی شانیں دِکھاتی تھیں عجز کی ادائیں
رضائے دوطرفہ کی جو باہیں کُھلیں ، معانق ہوئیں تھیں قوسیں
اِدھر سے تھیں نذرِ شہ نمازیں اُدھر سے انعامِ خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوئے پُرنور میں پڑے تھے

وہ چَھنتے درپن چھلکتے نینن بچھے ہوئے حیرتوں کے دامن
وہ برقِ وحدت دوئی کے خِرمن عوارضِ جملہ محوِ شیوَن
ظہورِ انوارِ پردہ افگن اَحد نے توڑا وہ میم بندھن
زبان کو انتظارِ گفتن تو گوش کو حسرتِ شنیدن
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سننی تھی سن چکے تھے

وہ جس پہ ہر غیب آشکارا جہان ہے ملک جس کی سارا
نہ غم میں اُمّت جسے گوارا جو ٹھہرا ہر ایک کا سہارا
جو ملنا تھا مل چکا اشارا جو کرنا تھا کر لیا نظارا
وہ برجِ بطحا کا ماہ پارا بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارا کہ اُس قمر کے قدم گئے تھے

پلک جھپکنے سے بے نیازی تھی چشمِ حور و ملک نے برتی
وہ جس نے صورت خدا کی دیکھی اُسی کے جلووں کی تھی خماری
صدائے صدہا مبارک اُٹھی بہشت قدموں سے آ کے لپٹی
سرورِ مقدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہِ عرب کی
جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے

سَروں کو سَودا تھا اٹھیے اُڑیے کبھی یہ خواہش کہ جھکیے کٹیے
نہ پیچھے ہٹیے نہ آگے بڑھیے یوں کیف وکَم میں تھے اُن کے قضیے
نہ قبض کے ضعف سے سُکڑیے جو بسط ہو ضبط کیسے کریے
طرب کی نازش کہ ہاں لچکیے ادب وہ بندش کہ ہِل نہ سکیے
یہ جوشِ ضدّین تھا کہ پودے کشاکشِ ارَّہ کے تلے تھے

زمانوں کے ناز تھے نرالے اِدھر وہ سمٹے اُدھر وہ پھیلے
کہاں کہاں کتنا کتنا ٹھہرے جہان دیکھے تھے کیسے کیسے
یہ کیا حقائق ہیں کیا معَمّے نظر کو یارا نہ عقل سمجھے
خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آ لیے تھے

بیانِ مطلب ہزار لُکنَت کہاں ہے دامن کو تابِ وسعت
یہ میری منَّت یہ میری نیّت ہے تجھ پہ ظاہر ہر ایک حاجت
بہ مصرعِ ذاتِ اعلیٰ حضرت جُڑی ہے رازیؔ کی ساری حالت
نبی رحمت شفیعِ امّت رضا پہ للّٰہ ہو عنایت
اِسے بھی اُن خلعتوں سے حصّہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

نہ جودتِ طبع کبر آسا نہ لفظ و معنی پہ ہے بھروسا
نہ داد و تحسین کا ہوں شیدا نہ طالبِ سیم و زَر ذرا سا
جو ہوں تو مدّاح مصطفیٰ کا گواہ ہے اِس پہ نطق میرا
ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبولِ سرکار ہے تمنّا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا روی تھی کیا کیسے قافیے تھے
☆☆☆

علم وعرفان کا گلزار ہیں اعلیٰ حضرت

ازقلم: ابوالحقائق مفتی راشد علی رضوی عطاری مدنی برہاںؔ

اَہل سنّت کے علَم دَار ہیں اعلیٰ حضرت
دُشمنِ دِین پہ تلوار ہیں اعلیٰ حضرت
حِفظ و اِتقَان کا کُہسار ہیں اعلیٰ حضرت
عِلم و عِرفان کا گلزار ہیں اعلیٰ حضرت
نُورِ اِیمان سے سرشار ہیں اعلیٰ حضرت
دِین کی آہنی دیوار ہیں اعلیٰ حضرت
عاشق احمد مُختار ہیں اعلیٰ حضرت
نُورِ احمد سے ضیا بار ہیں اعلیٰ حضرت
قُوتِ دِین کا اِظہار ہیں اعلیٰ حضرت
نائبِ سرورِ اَبرار ہیں اعلیٰ حضرت
سُنّیت کے جو مُخَالِف ہیں، مُقَابِل اُن کے
روز و شب بَر سَرِ پیکار ہیں اعلیٰ حضرت
دُشمنِ دِیں کے لیے کِلکِ رضا، تیغِ رَواں
قَہر بَر طبقۂ اَشرار ہیں اعلیٰ حضرت
بد عقیدہ سے ہیں بیزار بریلی کے رضا
خُوش عقیدہ کے طرف دار ہیں اعلیٰ حضرت
اَن گِنت فَضل وکمالات کے حامِل ہیں رضا
فَضلِ سرکار کے شاہکار ہیں اعلیٰ حضرت
دُنیا کہتی ہے اِنہیں عِشق و مَحبت کا امام
عشقِ سرکار سے سرشار ہیں اعلیٰ حضرت
بحرِ اُلفت کے شناور ہیں، مُحبِّ مولا
عاشقِ سیّد اَبرار ہیں اعلیٰ حضرت
سُنّتِ سیّد عالَم کے ہوئے عکسِ جمیل
خُوش اَدا اور طرح دار ہیں اعلیٰ حضرت
آل و اَصحابِ نبی کے ہوئے سچے خادم
سرورِ دِیں کے وفادار ہیں اعلیٰ حضرت
رہبرِ راہِ خُدا ، واقفِ اَسرارِ ہُدٰی
رُشد و عِرفان کا مینار ہیں اعلیٰ حضرت
اینٹ سے اینٹ بجا اہلِ فِتَن کی بُرہاںؔ
تیرے ہر آن مددگار ہیں اعلیٰ حضرت

در مدحِ شیخ الاسلام والمسلمین امام الفقہاء والمتکلمین

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ

میرزا امجد رازیؔ

خامۂ دستِ محمّد، وہ امام احمد رضا
شارحِ اسرارِ سرمد ، وہ امام احمد رضا

وہ مفسّر وہ محدّث وہ فقیہ و مجتہد
منجدِ اَربابِ مسند، وہ امام احمد رضا

زینۂ دہلیزِ بابِ شہرِ علمِ مصطفیٰ
مفتحِ کنزِ مغمّد، وہ امام احمد رضا

چشمۂ تکثیرِ شاہِ کن فکاں کی موج ہے
ایک برہانِ مخلّد، وہ امام احمد رضا

وہ چھلکتا جامِ مینائے جنید و بایزید
وہ خمارِ بزمِ ازہد، وہ امام احمد رضا

صاحبِ تجدیدِ دیں ہے ثانی سرہند ہے
وہ مجدّد وہ مجدَّد، وہ امام احمد رضا

بے سروسامانئ صحرائے آتش خیز میں
سایۂ الطافِ ممتد، وہ امام احمد رضا

جوہرِ ہستِ دماغِ بزمِ اشرافِ جہاں
مرگِ ہر فردِ مردَّد، وہ امام احمد رضا

خارِ چشمِ رفض ، پیچ و تابِ جانِ گمرہاں
مرجعِ ہر فکرِ مرشد، وہ امام احمد رضا

صاحبِ کشفِ حجاباتِ قضا، بہلولِ وقت
راز دارِ لوحِ ابجد، وہ امام احمد رضا

جس جگہ سے ہاتھ پڑتا ہے کنوزِ غیب میں
اللہ اللہ وہ ہے مصعد ، وہ امام احمد رضا

جمع ہوتے ہیں یہاں پر اہلِ احرامِ جنوں
ہے مطافِ اہلِ مقصد، وہ امام احمد رضا

کاش رازیؔ روبرئے شافعِ یوم النّشور
کہہ دے میرا ہے یہ امجد وہ امام احمد رضا

رعنائیاں:

1: وہ امام احمد رضا؛ حضور علیہ السلام کا قلم ہے کہ جس سے اللہ سبحانہ کی ذات وصفات کے اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔

2: وہ امام احمد رضا مفسر بھی ہے، محدث بھی ہے، فقیہ بھی ہے، مجتہد بھی ہے اور اہلِ مسانیدِ علم ومعرفت کا

مددگار بھی ہے۔

3: وہ امام احمد رضا شہرِ علمِ محمدی علیہ السلام کے باب مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی دہلیز کا ایک زینہ ہے اور مخفی خزانوں کی چابی ہے۔

4: وہ امام احمد رضا سردارِ دوجہاں علیہ السلام کے چشمۂ کثرتِ عطا کی موج ہے اور زمانوں پر ہمیشہ قائم رہنے والی ایسی دلیل ہے جسے توڑا نہیں جاسکتا۔

5: وہ امام احمد رضا حضرت جنید بغدادی اور حضرت بایزید بسطامی کے میخانۂ معرفت کا چھلکتا ہوا جام ہے اور اہلِ زہد وتقویٰ کی فکروں کا خمار ہے۔

6: وہ امام احمد رضا دینِ محمدی کی تجدید کرنے والا ہے، بلکہ یوں کہو کہ سرزمینِ برصغیر پر دوسرا مجددِ الف ثانی ہے، جو اللہ کی طرف سے بلندیوں والی بزرگی دیا ہوا ہے۔

7: وہ امام احمد رضا ایمان جھلساتے تعصب وتفرقہ کے صحراؤں میں بے سروسامان سنّیوں کے سروں پر اللہ سبحانہ کا پھیلا یا ہوا سایہ ہے۔

8: وہ امام احمد رضا اہلِ سیادت وشرف کے دماغوں کی زندگی کا جوہر ہے اور ہر مردود کے لیے عذابِ مرگ ہے۔

9: وہ امام احمد رضا اہلِ رفض کی آنکھوں کا کانٹا اور گمراہ دلوں کے لیے اضطرابِ مسلسل ہے لیکن شریف النفس وکریم الجرشی فکروں کا مرجع ہے۔

10: وہ امام احمد رضا تقدیر پر پڑے حجابوں کو اُٹھانے والا اپنے وقت کا بہلول ہے، جو لوحِ محفوظ کے نقوش کنندہ کی رمزوں سے آگاہ ہے۔

11: وہ امام احمد رضا ایسا مقامِ رفیع ہے کہ جہاں سے غیبی خزانوں تک رسائی ممکن الحصول ہوجاتی ہے۔

12: وہ امام احمد رضا عشقِ مصطفوی علیہ السلام کا احرام باندھنے والوں کے جمع ہونے کی جگہ اور مقاصدِ علیا کو پہنچنے والوں کے لیے مطاف ہے۔

13: کاش بروزِ قیامت شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ امام احمد رضا میری طرف اشارہ کرکے اتنا کہہ دے کہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ امجد رازیؔ مجھ سے محبت کرتا ہے اور میں اس سے محبت کرتا ہوں۔

☆☆☆

یادِ حضور صدرالشریعہ

فریدیؔ صدیقی مصباحی بارہ بنکوی، مسقط عمان

استاذ العلماء والفضلاء، افتخار اہل حق، نازش فکر وفن، زینت قرطاس وقلم، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، فقیہ اعظم ہند، صدرالشریعہ، بدر الطریقہ، ابوالعُلیٰ، حضرت علامہ الحاج حکیم محمد امجد علی مصنف ''بہار شریعت'' علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں خراج عقیدت

باب ہے تیری بصیرت کا کُشادہ آج بھی
عام ہے سب کو ترا علمی افادہ آج بھی

موت کی پوشاک تجھ کو کر نہیں سکتی فنا
زندہ ہے تیرے تَفَقُّہ کا لبادہ آج بھی

گلشنِ فکر و نظر کو دی شریعت کی بہار
جس سے دنیا کر رہی ہے استفادہ آج بھی

''میرا امجد مُجد کا پکّا'' رضاؔ نے یہ کہا
ہو رہا ہے باربار اِس کا اعادہ آج بھی

ہر قدم پر جگمگاتی ہے ہنر کی کہکشاں
حکمتوں کا آسماں ہے، تیرا جادہ آج بھی

بارگاہ مصطفیٰ سے ایسی بینائی ملی
چشمِ فن ہے مَظہرِ چشمِ قتادہ آج بھی

سب افاضل، واسطہ در واسطہ شاگرد ہیں
بڑھ رہا ہے تیرا علمی خانوادہ آج بھی

تیری نسبت ہے زمانے کے ہنر کا افتخار
گردنِ عالم میں ہے، تیرا قلادہ آج بھی

کب پہنچ پائے گا تیرے شہ سواروں تک کوئی
سب سے آگے ہے ترے در کا پیادہ آج بھی

آپ کے علم وہنر کی روشنی کو دیکھ کر
در پہ ہیں شمس وقمر، گردن نہادہ آج بھی

آپ نے رُسوا کیا نجدی کو ہر میدان میں
ہے وہی ذلت برائے نجد زادہ آج بھی

مل نہ پایا تیرے جیسا ماہرِ فن تیرے بعد
خالی ہے تدریس کا تیرا وِسادہ آج بھی

ہے سخاوت تیری اے صدرالشریعہ، لاجواب
پاتے ہیں سائل، تمنا سے زیادہ آج بھی

اک فریدیؔ پر ہی کیا موقوف، فیّاضی تری
پی رہے ہیں سب تری حکمت کا بادہ آج بھی

مفتی اعظم ایک ہمہ جہت شخصیت

مولانا بہاء المصطفیٰ قادری، بریلی شریف

صبح کا وقت ہے، شہنشاہ علم شریعت وطریقت اپنے آراستہ دربار میں مسند رشد وہدایت پر جلوہ افروز ہے۔ معتقدین ومتوسلین قرینہ سے دست بستہ ایک نگاہ التفات کے منتظر ہیں، اتنے میں ایک آنے والا خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوتا ہے۔ مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ دست بوسی ہورہی ہے۔ ارشاد ہوا: کہاں سے آنا ہوا؟ عرض کیا کربلا سے حاضر ہوا ہوں۔ اتنا سننا تھا کہ زائر کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور فرمایا کب گئے تھے؟ کب آنا ہوا؟ عرض کی ابھی ابھی حاضر ہوا ہوں۔ میرا مکان محلہ باقر گنج میں کربلا (مصنوعی) کے پاس ہے۔ یہ سنتے ہی آپ نے لاحول پڑھا اور فرمایا کربلا شریف تو صرف عراق میں ہے۔ اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ بعض مقامات کے اسما ایسے ہیں، ان مقامات کے نام پر دوسری جگہ کا نام رکھنا درست نہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ متبرک ومقدس جگہ سے آنے والا بھی محترم ومقدس ہوجاتا ہے۔ اس شہنشاہ کو دُنیا تاج دار اہل سنت آبروئے سنیت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم کے نام سے جانتی پہچانتی ہے۔ جن کے علم وفضل کا ابر کرم آج بھی دُنیا پر ٹوٹ ٹوٹ کر برس رہا ہے۔

ایک روز کا واقعہ ہے۔ ایک صاحبِ دل آئے اور نماز حضرت کے ساتھ رضا مسجد میں متعین امام کی اقتدا میں ادا کی، بعد نماز جب حضرت اپنی مسند پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ صاحبِ دل کہنے لگے: حضور! آپ کی مسجد کے امام بھی خوب ہیں، نماز پڑھا رہے تھے کہ نماز کی حالت میں بازار میں گھوم رہے تھے۔ اس پر حضرت نے مسکرا کر فرمایا: آپ کیوں امام کے پیچھے پیچھے کبھی اس جوتے کی دوکان کبھی اس جوتے کی دوکان کا چکر لگا رہے تھے۔ امام صاحب سے دریافت کرنے پر انکشاف ہوا کہ مجھے جوتے لینے تھے، نماز میں خیال آ گیا کہ کہاں سے اور کس کمپنی کا جوتا لینا چاہیے۔ ماشاء اللہ! حضرت کا کیسا کشف تھا کہ امام تو امام مقتدی کے احوال سے بھی آگاہ ہوجاتے تھے۔

کشف کا تو یہ حال تھا کہ ۱۹۶۶ء میں گھوسی قادری منزل میں تشریف لائے۔ مخدومہ والدہ ماجدہ اس وقت حرمین طیبین کی زیارت کے لیے برادر مکرم (محدث کبیر) حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ

صاحب کی ہم راہی میں گئی ہوئی تھیں۔ گھر پر میں تھا اور بڑی ہمشیرہ، دوپہر کا کھانا ہمشیرہ نے تیار کیا اور دسترخوان پر چن دیا گیا۔ حضرت نے خوب شوق سے مزے لے کر تناول فرمایا۔ کھانے سے فراغت پر کھانے کی خوب تعریف کی اور فرمایا عائشہ بیٹی نے اپنی والدہ کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ کھانا خوب مزیدار بنایا ہے۔ یہ سن کر میرے دل میں خیال آیا کہ جب اتنی تعریف ہو رہی ہے تو کچھ انعام بھی ملنا چاہیے، میرے دل میں ابھی یہ خیال آیا ہی تھا کہ مسکرا کر میری طرف دیکھا اور صدری کی جیب سے پانچ روپے کا نوٹ نکال کر مجھے دیا کہ یہ عائشہ کو میری طرف سے مزیدار کھانا تیار کرنے کا انعام دے دو۔ یہ دیکھ کر میں انگشت بدنداں رہ گیا کہ ہمارے حضرت کا کتنا قوی کشف ہے کہ دل کے خطرات پر بھی فوراً مطلع ہو جاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ ہے جس سے مسلمانوں کی حقیقی شان اور ان کے داعی حق ہونے کا اظہار ہوتا ہے۔ تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے۔ اگر ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اس کی برائی بیان کرے۔ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں اس کو برا سمجھے۔ یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

آپ امر بالمعروف اور حق گوئی میں کسی کی رورعایت نہیں کرتے تھے۔ آپ اس وصف میں اپنے اہل زمانہ میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ یہ ناممکن تھا کہ کوئی غلط کام آپ کے سامنے ہو جائے اور حضرت اس کی اصلاح نہ فرمائیں۔ ایک بار ضلع گونڈہ کی کسی بستی میں جانا ہوا، قیلولہ کے بعد نماز ظہر کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے۔ میں نے وضو کرایا اور جلدی سے اندرون مسجد جا کر چٹائی وغیرہ جھاڑنے لگا، ایک تو گاؤں کی مسجد، اس پر مستزاد خزاں کا موسم۔ حضرت نے اندر تشریف لاتے ہی **لاحول، لا الہ الا اللہ. استغفر اللہ** ۔ ہزار بار **استغفر اللہ** پڑھنا شروع کر دیا۔ میں نے گھبرا کر حضرت کی طرف نظر کی، حضرت نے فرمایا: دیکھو مسجد کی دیوار پر کیا لکھا ہے۔ دیکھا کلمہ شریف یوں لکھا ہوا تھا۔ **لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ**۔ اوّل نظر میں تو میں نہ سمجھ سکا، مگر جو غور سے پڑھا تو عقدہ کھلا۔ یہ تو صریح کفری معنی کو مستلزم ہے۔ ہم راہ حافظ افتخار صاحب گونڈوی اور ایک دوسرے صاحب بھی تھے۔ جب تک اس کے رسم الخط کی تصحیح نہ کرا لی اس وقت تک نماز ادا نہ کی۔

ایک بار باسنی ضلع ناگور (راجستھان) کسی معتقد رئیس کے لڑکے کی شادی میں شرکت کے لیے

تشریف لے گئے۔ جب مجلس نکاح میں تشریف لائے، دولہا ٹائی باندھے بیٹھا ہوا تھا۔ دیکھتے ہی جلال میں آ گئے اور اسی حالت میں ٹائی پکڑ کر جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔ اور فرماتے جاتے **لاحول ولاقوۃ۔ لا الہ الا اللہ** یہ حرام ہے، حرام، جب تک ٹائی اتروا نہ لی اس وقت تک نکاح پڑھانے نہ دیا۔ اس کا دولہا پر یہ اثر ہوا کہ اس نے اس کے بعد کبھی ٹائی نہ باندھی اور نیک و پرہیزگار بن گیا۔ آپ اپنے دور میں اس حدیث کے مظہر اتم تھے: تم میں سے جو کوئی بھی برائی دیکھے، اس کو اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے۔ الخ

سچ ہے ؎

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی　　　اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

مبارک پور میں ۱۹۷۲ء میں اشرفیہ کی جانب سے ایک تعلیمی کانفرنس ہوئی تھی۔ بریلی شریف سے ہمراہ خدمت کے لیے میں گیا تھا۔ جس میں بسکھاری والے سید بابو میاں کا واقعہ پیش آیا تھا۔ اس کا چشم دید میں بھی گواہ ہوں۔ مبارک پور سے بلیا جانا ہوا۔ جلسہ میں استاذی و استاذ العلماء حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ بھی تشریف فرما تھے۔ درمیان تقریر حضور حافظ ملت نے فرمایا: سیدی سرکار اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے۔ میرا یہ بچہ ولی ہے۔ ولی۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ نے قسم کھا کے فرمایا۔ اگر حضور مفتی اعظم مادرزاد ولی نہیں تھے تو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کے فرمانے سے یقیناً ولایت کے مقام پر فائز ہو گئے۔ ع

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

مسائل میں علما وفقہا آپ ہی کی جنبش لب کے منتظر ہوتے۔ فقہ کا کون سا باب ہے جس میں آپ کو پورا درک اور علم حضوری نہ تھا۔ امام احمد رضا نے اپنے شہزادے کو پورے علم سے آراستہ کر کے باقاعدہ فتویٰ نویسی کی خصوصی تعلیم و تربیت دی اور امام احمد رضا قدس سرہٗ کو حوالہ کے لیے کسی عبارت کی ضرورت ہوتی تو وہ کتاب نکال کر حوالہ کی نشان دہی کرتے اور امام احمد رضاؔ کی خدمت میں حاضر رہتے۔ یہی وہ خدمات تھیں جس نے آپ کو امام احمد رضا قدس سرہٗ کا معتمد و جانشین بنایا۔ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے ابتدائی عمر سے فتویٰ نویسی میں مشغول ہو کر پوری عمر اسی کام میں صرف کر دی۔ اللہ جل مجدہ نے آپ کو فقہ میں ایسا درک اور ملکہ عطا فرمایا تھا کہ پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل اول نظر ہی میں حل فرما دیتے، جس پر آپ کے فتاویٰ شاہد عدل ہیں۔ مروجہ درس نظامی جو زمانۂ طویل سے تمام مدارس میں

رائج ہے، جس کے پڑھنے کے بعد فضیلت کی دستار ملتی ہے، اس کے بارے میں سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

یہ درس کہ ان بلاد میں رائج ہے، احمق اسے منتہائے علم سمجھتے ہیں۔ حاشا کہ وہ ابتدائی علم بھی نہیں، اس سے استعداد آنا منظور ہے۔ رہا علم! ہیہات! ہیہات! ہنوز دلی دور ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۳۰۸، رضا اکیڈمی ممبئی)

اس سے یہ سمجھ میں آیا کہ مفتی کے لیے درس نظامی کے جملہ علوم وفنون پر دسترس حاصل ہونا ضروری ہے۔ اس ضمن میں ہم حضور مفتی اعظم کو یکتائے روزگار پاتے ہیں، آپ کے شاگردوں کی جماعت اس پر شاہد عدل ہے۔ درسیات میں ایسی ایسی موشگافیاں فرماتے کہ عقل دنگ رہ جاتی۔ شرح مأۃ عامل عبدالرسول جوفن نحو کی ابتدائی کتاب ہے جو مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہے؛ اس کے حاشیے میں عربی کا مقولہ ہے ''النّار فی الشتاء خیر من اللہ ورسولہ'' جس کا ظاہری معنی یہ ہے۔ آگ جاڑے میں اللہ اور اس کے رسول سے بہتر ہے۔ ظاہر ہے یہ معنی کفر ہے۔ شرح مأۃ عامل کے مطابق ''مِن'' یہاں قسمیہ ہے۔ تو اب معنی یہ ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی قسم آگ جاڑے میں بہتر ہے۔ مگر اس توجیہہ پر یہ اعتراض ہے کہ اللہ کی قسم کھانا تو جائز ہے مگر رسول کی قسم کھانا جائز نہیں۔ علما نے اپنے اپنے طور پر جوابات دیے مگر حضرت مفتی اعظم نے استفسار پر ایسا جواب دیا کہ جملہ کی صحیح توجیہ بھی ہوگئی اور تمام اعتراضات بھی اُٹھ گئے۔ حضرت نے فرمایا: اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ روزمرہ کے محاورے میں بولتے ہیں، یہ بات منجانب اللہ ہے۔ اسی پر اس جملہ کو سمجھیے۔ حضرت کے ارشاد سے صاف ہوگیا کہ نہ قسمیہ ہے کہ وہ اشکال ہو نہ تفضیل کے لیے جیسا کہ ذہن کو دھوکا ہوتا ہے۔ بلکہ یہاں مِن ابتدائے غایت کے لیے ہے۔ اس عبارت کا مطلب اب یہ ہوا: اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے آگ جاڑے میں بہتر ہے۔ جب جدھر نظر ہوئی اس فن کے جواہرات ونوادرات ظاہر ہوتے چلے گئے۔

محبوبیت: حدیث شریف میں ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت فرماتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے: اے جبریل! میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر جبریل امین علیہ السلام آسمانی فرشتوں سے فرماتے ہیں: اے فرشتو! تم سب بھی اس بندے سے محبت کرو۔ پھر تمام آسمان والوں کے دل میں اس بندے کی محبت ڈال دیتا ہے۔ پھر اس کی محبت زمین میں اُتاری جاتی

ہے۔ اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ پھر زمین والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اس کی زمین وآسمان میں مقبولیت عام ہوجاتی ہے۔ میں نے ایسی مقبولیت جیسی حضور مفتی اعظم رضی اللہ عنہ کو تھی نہیں دیکھی۔ جہاں چلے گئے انسانوں کا ہجوم اکٹھا ہوگیا، جب کہ پہلے سے نہ تو اعلان نہ تو اطلاع۔ بارہا کا تجربہ ہے کہ آپ رات کے کسی حصے میں باہر تشریف لے گئے۔ صبح آستانے پر سناٹا، رات میں تشریف لائے تو انسانوں کی بھیڑ، پروانوں کا ازدحام۔ یہ کون صور پھونک دیتا ہے کہ حضرت باہر چلے گئے یا حضرت باہر سے تشریف لے آئے۔

حاجت روائی: بندوں کی حاجت روائی آپ کا خاص وصف تھی۔ کئی کئی گھنٹے بیٹھ کر لوگوں کی حاجتوں کو سننا پھر اس کا مداوا کرنا، تعویذ کے پردے میں اپنی کرامت ومحبوبیت کو چھپانا۔ جن مریضوں کو ڈاکٹروں نے جواب دے دیا، لاعلاج مرض بتایا آپ نے تعویذ دے دیا۔ دَم فرمادیا، چندروز میں بھلا چنگا ہوگیا۔ اختر حسین نام کے ایک صاحب سنبھل سے آئے جن کی کمر میں ایک گانٹھ ہوگئی تھی۔ ڈاکٹروں نے کینسر تجویز کر کے آپریشن کرنا بتایا۔ اس غم میں چلنا پھرنا بند۔ بہت لاغر ہوگئے۔ کسی طرح بریلی شریف حاضر ہوئے۔ کیفیت بیان کی حضرت نے ہاتھ رکھ کر دَم فرمایا۔ تعویذ دیا چندروز میں کینسر غائب۔ ایسے ایسے کام کے لیے تعویذ لینے آتے کہ سن کر ہنسی بھی آتی تھی مگر کیا مجال کہ حضرت کی پیشانی پر بل آئے۔ عصر کا وقت تنگ ہوگیا تھا، نماز کے لیے اُٹھنے والے تھے بلکہ ایک پیر میں جوتا بھی پہن لیا تھا، اتنے میں ایک خاتون لسڑ پسڑ کرتی آئیں اور بلاتمہید فریاد کرنے لگیں۔ میاں! میری لڑکی روتے روتے ہلکان ہوگئی، اس کی مرغی غائب ہوگئی ہے، تعویذ دے دو۔ یہ سنتے ہی سب ہنسنے لگے۔ حضرت نے جلال میں فرمایا: نماز کی دیر ہورہی ہے۔ میں نماز پڑھوں گا، خاتون ڈر کر واپس دروازہ تک پہنچ گئیں۔ آواز دے کر بلایا۔ تعویذ دیا اور فرمایا لوگوں نے اب یہ نکال لیا ہے کہ میاں جس پر ناراض ہوجاتے ہیں اس کا کام یقیناً ہوجاتا ہے۔

سنبھل کے ایک صاحب نے دریافت کیا: تعویذ لکھنے میں کیا چال ضروری ہے۔ اگر نقش ہے۔ بغیر چال کے پر کریں تو فائدہ نہیں ہوگا؟ مسکرا کر فرمایا، فائدہ ونقصان پہنچانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ شیخ الرئیس بوعلی سینا کے مطب کے قریب ایک عطار کی بھی دوکان تھی۔ وہ بھی مریضوں کو دوا دیا کرتا تھا۔ کسی نے شیخ سے دریافت کیا وہ عطار بھی مریضوں کو دوا دیتا ہے اور آپ بھی۔ اس کی دوا سے مریض

اچھے ہوتے ہیں اور مرتے ہیں اور آپ کی دوا سے بھی اچھے ہوتے اور مرتے ہیں، پھر اس میں اور آپ میں کیا فرق ہے؟ آپ ہی سے علاج کرانا کیا ضروری ہے؟ اس پر شیخ نے کہا: عطار کی دوا سے مریض بے قاعدہ اچھا ہوتا ہے یا مرتا ہے اور میری دوا اور علاج سے با قاعدہ اچھا ہوتا ہے یا مرتا ہے۔

صدر الشریعہ: ابی الکریم حضور صدر الشریعہ رضی اللہ عنہ سے بہت اُلفت ومحبت رکھتے تھے، یہاں تک کہ اگر کوئی دریافت کرتا کہ حضور آپ کے بھائی ہیں؟ فرماتے ہم چار بھائی ہیں۔ مزید پوچھنے پر فرماتے۔ چوتھے بھائی صدر الشریعہ ہیں۔ یہ مجھ سے کئی بار حضرت مولانا حسنین رضا علیہ الرحمۃ نے فرمایا، جو سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی حضرت حسن میاں علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے ہیں۔

حضرت جب پہلی بار ۱۹۴۵ء میں زیارت حرمین طیبین کے لیے جانے لگے تو صدر الشریعہ کو اس مضمون کا خط تحریر فرمایا۔ میں حرمین طیبین کی زیارت کو جارہا ہوں۔ آپ یہاں تشریف لا کر اپنے گھر کی دیکھ بھال کیجیے۔ اہل خانہ سے فرمادیا۔ صدر الشریعہ سیاہ وسفید کے مالک ہیں جو چاہیں وہ ہوگا۔ ان سے دریافت کر کے کام کیا جائے۔ جب تک حضرت واپس تشریف نہ لے آئے، صدر الشریعہ بریلی شریف مقیم رہے اور تمام امور آپ ہی کی نگرانی میں انجام پاتے۔ حضور صدر الشریعہ جب باہر سے بریلی شریف تشریف لاتے تو خود حضور مفتی اعظم رضی اللہ عنہ بہ نفس نفیس اسٹیشن تشریف لے جاتے اور جلوس کی شکل میں دولت کدہ پر لے آتے۔ پورے شہر میں دھوم مچ جاتی کہ صدر الشریعہ آرہے ہیں۔ اگر بریلی شریف میں حجۃ الاسلام رضی اللہ عنہ بھی موجود ہوتے تو آپ بھی اسٹیشن جلوہ افروز ہوتے۔ ٹم ٹم میں سوار کراتے اور دونوں شہزادگان اپنے درمیان صدر الشریعہ کو بیٹھاتے۔ حضرت مولانا مبین الدین صاحب محدث امروہوی رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر مجھ سے فرمایا کہ: بریلی کے عوام کہا کرتے کہ اگر دونوں شہزادگان کو اکھٹا دیکھنا ہو تو اس وقت موقع ملتا جب صدر الشریعہ بریلی شریف تشریف لے آتے، ورنہ بہت کم ایک ساتھ اکٹھا ہونے کا موقع ملتا۔ حضور صدر الشریعہ بھی سیدنا اعلیٰ حضرت کے دونوں شہزادگان کا بہت ادب واحترام اور محبت واُلفت فرماتے۔ مگر افسوس واحسرتا کہ علم شریعت وطریقت کا یہ نیّر اعظم ۱۴ر محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۲ر نومبر ۱۹۸۱ء کو ہمیشہ کے لیے ہم سے روپوش ہوگیا۔

درود و سلام ہو نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو مدینۃ العلم ہیں اور سلام ورحمت ہو حضور مفتی اعظم رضی اللہ عنہ پر جنھوں نے اس منبع علم سے خوشہ چینی فرمائی اور اس علم کی خوب نشر واشاعت فرما کر خود شریعت وطریقت کے گلِ سر سبد ہوگئے۔ خدا رحمت کند۔

☆☆☆

تاج الشریعہ: مرشد کامل

مفتی محمود اختر القادری، رضوی امجدی دار الافتاء، ممبئی

جن عظیم الشان شخصیتوں کو خالق ارض وسمٰوات نے بے شمار خوبیوں اور ظاہری و باطنی کمالات سے مالا مال فرمایا ہے؛ ان میں ایک نمایاں شخصیت حضور تاج الشریعہ فخر ازہر قاضی القضاۃ فی الہند (علامہ اختر رضا خان ازہری) کی ذاتِ گرامی ہے۔ آپ کے محاسن واعلیٰ مدارج کا شمار مجھ جیسے کم علم، کج فہم اور کوتاہ قلم کے بس کی بات نہیں۔ آپ علم وفن، زہد وتقویٰ، خاندانی کرامت ووجاہت، پاکیزہ اخلاق وعادات، علمی رعب ودبدبہ، بحث وتحقیق، فصاحت وبلاغت، فقہ وافتا کی مہارت تامہ، درس وتدریس، شعر وسخن اور احقاقِ حق وابطال باطل میں اپنے زمانہ میں منفرد المثال اور عدیم النظیر تھے۔ قرآن مجید کی تفسیر بیان کرتے تو امام جلال الدین سیوطی کا گمان ہوتا۔ بخاری شریف کا درس دیتے تو امام بخاری کی یاد تازہ ہوجاتی۔ مسائل شرعیہ کی تحقیق فرماتے تو امام ابن الہمام اور علامہ ابن عابدین شامی کا شبہ ہوتا۔ اور فرقہاے باطلہ کا دلائل وبراہین سے ردبلیغ فرماتے تو اپنے جدامجد امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت قادری بریلوی کی سچی جانشینی کا حق ادا کرتے۔

رب قدیر جل وعلا نے آپ کو خاص وعام میں جو بے پناہ مقبولیت عطا فرمائی تھی ویسی مقبولیت اور ہر دلعزیزی تو میں نے اپنی زندگی میں کسی کی بھی نہیں دیکھی، آپ کے پرنور و پرکشش چہرہ کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے دُنیا بے چین رہتی تھی، جس آبادی سے گزر جاتے انسانوں کا سیلاب اُمنڈ پڑتا تھا، جس جلسہ یا کانفرنس میں تشریف فرما ہوتے تو جملہ حاضرین وناظرین کی توجہ کا مرکز بن جاتے۔

ان کا سایہ اِک تجلی ان کا نقش پا چراغ   وہ جدھر گزرے اُدھر ہی روشنی ہوتی گئی

تقریر وتحریر، وعظ ونصیحت تبلیغ کے مؤثر ذرائع ہیں مگر رب العزت نے آپ کے چہرے ہی کو مبلغ بنادیا تھا۔ نہ جانے کتنے گمراہ اور تاریکیوں میں بھٹکنے والے صرف ان کے دیدار کا شرف پاتے ہی تائب ہو کر داخل سلسلہ ہوگئے۔ کتنے گم گشتہ راہوں کو ان کی ایک جھلک دیکھنے سے راہِ حق نصیب ہوگئی۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی پوری زندگی مسلک اہل سنت پر کہ جسے پہچان کے لیے اس زمانہ میں مسلک اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے مضبوطی سے قائم رہے اور اسی مسلک حق کی تبلیغ واشاعت کرتے رہے۔ فِرق ہاے باطلہ کا ردِبلیغ کرتے ہوئے ان سے دور ونفور رہنے کی تاکید وتلقین کرتے رہے، کہ

خود حدیث شریف میں بد مذہبوں کے بارے میں ارشاد گرامی ہوا: ”ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم“ (تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ اور ان کو اپنے سے دور رکھو)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے ساری زندگی یہی تفہیم وتلقین فرمائی۔ بدعقیدگی، بدمذہبی اور صلح کلیت کا رد کرتے رہے۔ اور بدعقیدوں بدمذہبوں اور صلح کلیوں سے دور ونفور رہنے کی تاکید کرتے رہے، یہاں تک کہ تحریک ندوہ اور تحریک خلافت کی مخالفت پوری شد ومد سے فرمائی۔ کتابیں لکھیں، سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو ان تحریکوں سے بچانے اور ان سے دور رہنے کے لیے زور وشور سے تحریک چلائی۔ اپنے جد کریم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ بھی پوری زندگی تمام مذاہب باطلہ سے دور ونفور رہے اور سب کو ان سے دور ونفور رہنے کی تاکید کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں کسی تساہلی یا مداہنت سے کام نہ لیتے، بلکہ کسی کو بدمذہبوں سے میل جول اور اتحاد واشتراک کرتے دیکھتے تو پہلے تنبیہ کرتے، پھر بھی اگر باز نہ آتے تو ایسے لوگوں سے بھی دور رہنے کا حکم دیتے۔ آپ کسی کو بھی داخل سلسلہ کرتے تو اس سے اس طرح عہد لیتے۔

”اہل سنت کے سچے مذہب پر قائم رہوں گا، بدمذہبوں سے بچتا رہوں گا، ہر گناہ خاص کر جھوٹ، بدی غیبت، بدمذہب کی صحبت، گانے بجانے تماشوں سے بچتا رہوں گا۔“ یہاں بدمذہبوں سے بچنے کی تاکید مکرر ارشاد فرمائی، کیوں کہ ان کی صحبت ایمان وعقیدہ کیلئے سُم قاتل ہے۔

حضور تاج الشریعہ پر سیدی آقائی مرشدی سرکار مفتی اعظم عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے پناہ عنایتیں اور نوازشات تھیں، یہاں تک کہ اخیر عمر شریف میں آپ سے کوئی داخل سلسلہ ہونے آتا تو آپ ارشاد فرماتے: ”اختر میاں کہاں ہیں؟ ان سے کہو انہیں داخلِ سلسلہ کرلیں“ سرکار مفتی اعظم کی نگاہِ کرامت نے آپ کو بھی باکرامت بنادیا تھا۔ حضرت مفتی مطیع الرحمٰن صاحب پورنوی اپنے مضمون میں ایک واقعہ درج کرتے ہیں کہ:

”حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے چار دن قبل محرم کے پہلے عشرہ کی بات ہے۔ رحمان پور ضلع کٹیہار کے مسلمانوں کا ایک گروہ اجمیر شریف سے واپسی پر بریلی شریف حاضر ہوا تو حضور مفتی اعظم حد درجہ علیل وصاحبِ فراش تھے۔ عام زیارت کا وقت ہوتا تو حضرت کی چارپائی آنگن میں لگادی جاتی، لوگ جوق درجوق آتے اور فیض یاب ہوتے۔ یہ دیکھ کر ان میں سے بھی بہت حضرات کے دل میں بیعت ہونے کی خواہش پیدا ہوئی تو آپس میں مشورہ کیا۔ اس وقت زیر تعلیم ایک احسان

نامی نوجوان (جو آج کٹیہار کے سینئر وکلا میں شمار ہوتے ہیں) نے کہا: یہاں مرید ہونے سے قوالی چھوڑنی پڑے گی، اس لیے میں تو مرید نہیں ہوؤں گا۔ بہرکیف جب لوگ اندر جانے لگے تو یہ حضرات بھی ساتھ ہولیے اور سلام ودست بوسی کے بعد غلامی میں داخل ہوئے، مگر احسان صاحب اپنی سوچ پر قائم رہے۔ واپسی کے مصافحہ پر کچھ لوگوں نے نذریں پیش کیں اور قبول ہوئیں، مگر جب احسان صاحب کا نمبر آیا تو حضور مفتی اعظم نے منع فرمادیا۔ قدرت کو منظور تھا، وہ لوگ جس دن واپس رحمان پور پہنچے، اسی دن رات کو حضور والا نے جام وصال نوش فرمالیا۔

چھ سات مہینوں کے بعد فقیر کی دعوت پر حضرت تاج الشریعہ پورنیہ بہار پہنچے تو موضع سیتل پور جاتے ہوئے راستے میں رحمان پور آیا۔ سورج غروب ہوئے کوئی پندرہ بیس منٹ ہوچکے تھے، اس لیے نماز وہیں خانقاہِ لطیفیہ کی مسجد میں ادا کی گئی۔ علم ہوتے ہی پورا گاؤں جمع ہوگیا اور مصافحہ ودست بوسی ہونے لگی۔ کئی لوگوں نے جن میں احسان صاحب بھی شامل تھے، کچھ نذریں پیش کیں۔ عجب اتفاق کہ سب کی نذریں قبول ہوئیں، مگر احسان صاحب کو منع فرمادیا گیا۔ حالاں کہ ان سے تاج الشریعہ کی نہ کبھی ملاقات تھی، نہ تاج الشریعہ کو پتہ تھا کہ حضور مفتی اعظم نے ان کی نذر قبول نہیں فرمائی تھی، جب کہ تاج الشریعہ کی بینائی کمزور تھی، اس پر مستزاد یہ کہ شام کا ملگجا تھا، کیوں کہ ابھی بجلی اس گاؤں تک پہنچی نہیں تھی۔ اس وقت احسان صاحب نے تعجب کے ساتھ حضور مفتی اعظم کے نذر قبول نہ فرمانے کی بات سب کے سامنے بیان کی۔ جب ہم لوگ وہاں سے اپنی منزل کے لیے روانہ ہوئے تو فقیر نے حضرت تاج الشریعہ سے احسان صاحب کی نذر قبول نہ ہونے کا سبب جاننا چاہا تو یہ فرما کر خاموش ہوگئے کہ: حضور مفتی اعظم کی کرامت تھی۔“

یہ بھی حضور تاج الشریعہ کی ایک انفرادیت ہے کہ بعدِ وصال چند ہی دنوں میں آپ پر جتنی کتابیں، رسائل اور ماہناموں کے نمبر منصۂ شہود پر آچکے ہیں یا آنے والے ہیں اتنی تعداد میں بہت سی شخصیتوں کے وصال کے بعد سالہا سال گزر گئے لیکن ان پر اب تک کام نہیں ہوسکا۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی سہ ماہی مجلہ ”المختار“ کا زیر نظر تاج الشریعہ نمبر بھی ہے، جو اس ادارہ کے ذمہ دار حضرات کی جانب سے بارگاہِ تاج الشریعہ میں خراج عقیدت ہے۔ رب قدیر اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ میں ان حضرات کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور دارین میں انہیں بہترین صلہ عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم ☆☆☆

(بشکریہ: تاج الشریعہ نمبر، مجلہ المختار کلیان)

سیرت مصطفیٰ ﷺ قبل از ولادت مصطفیٰ ﷺ

تصنیف اعلیٰ حضرت "جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ" کے تناظر میں

پروفیسر دلاور خان نوری، کراچی

اعلیٰ حضرت کی ساری زندگی اپنے آقا و مولیٰ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت نگاری، ختم نبوت اور ناموس رسالت ﷺ کی پاس داری میں بسر ہوئی۔ آپ نے نظم ونثر میں جہاں سیرت النبی ﷺ کے دیگر موضوعات پر قلم اُٹھایا وہیں آپ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں بھی اپنے قلم کی جولانیاں دکھائیں۔ اس حوالے سے آپ کا ایک معروف رسالہ "جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ" ہے۔ پروفیسر دلاور خان نوری کی عقابی نظر جب اس رسالہ پر پڑی تو آپ نے اسے اعتقادی پہلو کے ساتھ ساتھ سیرت النبی ﷺ کے ذخیرہ میں ایک وقیع اضافہ قرار دیا۔ اور پھر "سیرت مصطفیٰ ﷺ قبل از ولادت مصطفیٰ ﷺ" "جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ" کے تناظر میں؛ ایک گراں قدر مقالہ لکھ ڈالا۔

واللہ! اس مختصر مگر مفید تر مقالے کی ترتیب وتہذیب سلک مروارید کی طرح کچھ ایسی دل رُبا اور پرکیف ہے کہ قاری جب اسے پڑھنا شروع کرتا ہے تو پھر اسے پڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور اسے مکمل کیے بغیر نہیں چھوڑتا۔ (سید صابر حسین شاہ بخاری قادری)

سیرت النبی ﷺ کا آغاز تخلیق عالمین سے پہلے مبشرات انبیا، کتب سماوی میں ذکر خیرالوریٰ، علمائے اہل کتاب کی پیش گوئیاں، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے مشاہدات اور عربی ادب سے ہوتا ہے؛ جس کا شمار سیرت ذاتیہ میں ہوتا ہے، "جسے سیرت النبی ﷺ قبل از ولادت مصطفیٰ ﷺ" (۱) سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس پس منظر میں اردو زبان میں سیرت نگاری کا آغاز منظوم میلادناموں سے ہوتا ہے، مبشرات انبیا، کتب سماوی میں ذکر مصطفیٰ ﷺ، ولادت سے قبل معجزات، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے مشاہدات اور حضور ﷺ کے سراپا کو نظم کیا جاتا ہے، اس کے بعد اردو نثر میں سیرت کا آغاز ہوتا ہے، جس کے زیادہ تر موضوعات نظم سے مستعار لیے گئے ہیں، جس میں فضائل نبوی ﷺ، خصائص نبوی ﷺ، شمائل نبوی ﷺ، دلائل نبوی ﷺ شامل ہیں۔

سیرت مصطفیٰ ﷺ کا زمانی پہلو:

مذکورہ بالا پس منظر میں سیرت النبی ﷺ کے عناوین کی تشکیل نو یوں بنتی ہے۔

(۱) سیرت مصطفیٰ ﷺ قبل از ولادت مصطفیٰ ﷺ، (۲) سیرت مصطفیٰ ﷺ بعد از ولادت مصطفیٰ ﷺ، (۳) سیرت مصطفیٰ ﷺ بعد از بعثت مصطفیٰ ﷺ، (۴) سیرت مصطفیٰ ﷺ بعد از وصال مصطفیٰ ﷺ...... سیرت نگاروں نے سیرت مصطفیٰ ﷺ قبل از ولادت مصطفیٰ ﷺ کو موضوع تحقیق بنایا اور اس پر مستقل کتب تصنیف کیں، جس میں سے چند کتب کے نام ملاحظہ ہوں:

(۱) عالم ارواح میں نبوت خیرالوریٰ: محمد کریم سلطانی، (۲) تحقیقات: علامہ محمد اشرف سیالوی، (۳) نبوت مصطفیٰ ﷺ ہر آن ہر لحظہ: پروفیسر محمد عرفان قادری، (۴) نبوت مصطفیٰ ﷺ عقیدہ جمہور اکابر علماے امت: مفتی نذیر احمد سیالوی، (۵) البشارات: (ابوبکر الکوفی م: ۲۲۴ھ)، (۶) محمد ﷺ فی بشارات الانبیاء؛ محمود الشرقاوی، (۷) محمد ﷺ فی التوراۃ والانجیل والقرآن: ابراہیم خلیل احمد، (۸) البشارۃ بنبی الاسلام فی التوراۃ والانجیل: دکتور احمد حجازی السقا، (۹) محمد رسول اللہ ﷺ فی التوراۃ والانجیل: دکتور محمد عبدالخالق شریبۃ، (۱۰) محمد رسول اللہ ﷺ ھذا البشرت بہ الانجیل: بشری خازی میخائل، (۱۱) الاسلام و رسول ﷺ: دکتور نصراللہ عبدالرحمٰن ابو طالب، (۱۲) سید محمد سعید الحسن شاہ، سیرت امام الانبیاء، قرآن و بائبل کی روشنی میں: فرحان ولایت بٹ، (۱۳) ذکر رحمۃ للعالمین، محمد قبل از اسلام کی مذہبی والہامی کتب میں: بشیر احمد حسینی، (۱۴) آخری نبی اور تورات موسوی: حکیم محمد عمران ثاقب، (۱۵) فارقلیط: حکیم محمد عمران ثاقب، (۱۶) بائبل اور محمد رسول اللہ ﷺ: عبدالستار غوری، (۱۷) محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں چند پیشین گوئیاں، (۱۸) نبوت محمدی پر بائبل کی گواہی: احمد دیدات مونا میر مترجم، (۱۹) ذکر محمد ﷺ ویدوں اور پرانوں میں: محمد یحییٰ مترجم، (۲۰) ذکر محمد ﷺ آسمانی صحیفوں میں تعارف (۲)

تعارف "جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ"

اس رسالے کا مرکزی موضوع عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہے، مگر مفکر اسلام الشیخ امام احمد رضا خان نے اس میں سیرت النبی ﷺ کے ذیلی مباحث پر طبع آزمائی کی ہے جس کے عناوین کی جدید تشکیل کچھ اس طرح بنتی ہے:

(۱)سیرت مصطفیٰ ﷺ قبل از ولادت مصطفیٰ ﷺ، (۲)سیرت مصطفیٰ ﷺ بعد از وصال مصطفیٰ ﷺ،(۳)فضائل وخصائص مصطفیٰ ﷺ،(۴)سیرت مصطفیٰ ﷺ کا اعتقادی پہلو،(۵)سیرت مصطفیٰ ﷺ بزبان مصطفیٰ ﷺ، (۶)طہارت نسب مصطفیٰ ﷺ، (۷)نبی التوبہ ﷺ کا مفہوم، (۸)فضیلت اہل بیت، (۹)فضائل حضرت ابوبکر صدیق، (۱۰)مبشرات حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا، (۱۱)اسماء النبی ﷺ ماخذ سیرت النبی ﷺ۔

ماخذ ومراجع:

مفکر اسلام الشیخ امام احمد رضا خان نے اس موضوع کے سیرتی ادب کے متن کو ان ماخذ و مراجع سے مزین کیا ہے:

(۱)قرآن مجید، (۲)المستدرک للحاکم (۳)دلائل النبوۃ للبیہقی، (۴)المعجم الاوسط للطبرانی، (۵)دلائل النبوۃ لابی نعیم، (۶)مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، (۷)مصنف ابن ابی شیبہ، (۸)الطبقات الکبریٰ لابن سعد، (۹)الدر المنثور بحوالہ ابن ابی حاتم وابو نعیم، (۱۰)بخاری ومسلم وترمذی، (۱۱)حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، (۱۲)تہذیب التہذیب۔ (۱۳)تاریخ دمشق۔

افتتاحیہ:

رمز شناس سیرت؛ الشیخ امام احمد رضا خان نے "جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ" کے آغاز میں افتتاحیہ رقم فرمایا، جس میں ختم نبوت کے کلیدی نکات بیان کیے، ملاحظہ ہوں:

الحمدللہ رب العلمین وسلام علی المرسلین، ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین وکان اللّٰہ بکلّ شئ علیما، یا من یصلی علیہ ھو وملٰئکتہ صل علیہ وعلٰی الہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما اٰمین، ربّ انّی اعوذبک من ھمزات الشیٰطین واعوذبک ربّ ان یحضرون وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خاتم المرسلین اول الانبیاء خلقًا واٰخرھم بعثًا واٰلہ وصحبہ والتابعین ولعن وقتل واخزی وخذل مردۃ الجن

وشیٰطین الانس واعاذنا ابدا من شرھم اجمعین اٰمین۔

تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ رب العالمین کو اور سلام تمام رسولوں پر، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم میں سے کسی ایک مرد کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کے پچھلے، اور اللہ تعالیٰ ہر شئے کا عالم ہے اے وہ ذات جس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے درود اور اس کے آل واصحاب پر اور سلام کامل۔ آمین۔ اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں شیاطین کے وسوسوں سے، اور اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں، اور صلوٰۃ اللہ، خاتم المرسلین پر جو تمام انبیاء سے پیدائش میں اول اور بعثت میں ان سے آخر اور اس کی آل واصحاب اور تابعین پر، اور لعنت اور ہلاکت، رسوائی اور ذلت ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سرکش جنوں اور انسانی شیطانوں پر، اور ان سب کے شر سے ہمیشہ ہمیں پناہ دے، آمین۔ (ت)

فضائل نبوی ﷺ:

فضائل سے حضور ﷺ کے وہ پیغمبرانہ روحانی امتیازات، معجزات وکمالات مراد ہیں جو حضور ﷺ کی ذات اقدس سے ظاہر ہوتے رہے۔ ان کے ذکر کا اوّلین مقصد دلوں پر رسول مقبول ﷺ کی عظمت وتکریم کا نقش ثبت کرنا ہے۔ یہ تصور اگر دل میں جاگزیں ہوجائے تو اس سے بذات خود حقانیت اسلام کی بہت بڑی دلیل ہاتھ آجاتی ہے، کیوں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو معجزات عطا کیے جانے کا یہی بنیادی فلسفہ تھا اور مزید یہ کہ مسلمانوں کے دل حضور ﷺ سے رشتۂ ادب وتعظیم میں منسلک ہوجاتے ہیں۔ (۳)

فضائل نبوی، سیرت النبی ﷺ کا کلیدی پہلو ہے۔ ''سیرت مصطفیٰ ﷺ قبل از ولادت مصطفیٰ ﷺ'' کا تعلق بھی فضائل نبوی ﷺ سے ہے، جو آپ ﷺ کے پیغمبرانہ روحانی امتیازات، معجزات وکمالات کا عکاس ہے۔ اس موضوع پر مفکر اسلام الشیخ امام احمد رضا خان نے اپنے رسالے ''جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ'' میں سیر حاصل بحث کی ہے، اس تناظر میں اس رسالے میں مذکور مختلف جہات کا مطالعہ کرتے ہیں:

تخلیق میں اوّلیت:

حضور ﷺ خدائے کائنات کی تخلیق اوّل ہیں، ابھی اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالمین کو

خلعت وجود سے نہیں نوازا تھا تو اللہ رب العزت نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عدم سے عالم وجود میں جلوہ افروز فرمایا، قرآن وحدیث میں کئی مقامات پر صراحتاً یا کنایۃً اس کا ذکر خیر ملتا ہے، سیرت شناسی کے ماہر الشیخ امام احمد رضا خان؛ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق اوّل کے پہلو کو اُجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيْئَةَ قَالَ: يَا رَبِّ، أَسْأَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِمَا غَفَرْتَ لِي فَقَالَ اللّٰہ: يَا آدَمُ، وَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ أَخْلُقْهُ؟ قَالَ: يَا رَبِّ، لِأَنَّکَ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِيَدِکَ، وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوْحِکَ، رَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلَى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہ، مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَعَلِمْتُ أَنَّکَ لَمْ تُضِفْ إِلَى اسْمِکَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيْکَ، فَقَالَ اللّٰہ: صَدَقْتَ يَا آدَمُ، إِنَّهُ لَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ، اُدْعُنِي بِحَقِّهِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ، وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ۔ (رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرَ وَقَالَ الْحَاكِمُ: هَذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الإِسْنَادِ)

أخرجه الحاكم في المستدرک، 672/2، الرقم: 4228، والبيهقي في دلائل النبوة، 489/5)(۱)

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی، تو انہوں نے (بارگاہِ الٰہی میں) عرض کیا: اے پروردگار! میں تجھ سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس طرح پہچان لیا حالاں کہ ابھی تک میں نے انہیں پیدا ابھی نہیں کیا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار! جب تو نے اپنے دستِ قدرت سے مجھے تخلیق کیا اور اپنی روح میرے اندر پھونکی، میں نے اپنا سر اُٹھایا تو عرش کے ہر ستون پر لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا دیکھا۔ تو میں نے جان لیا کہ تیرے نام کے ساتھ اسی کا نام ہوسکتا ہے جو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ تجھے محبوب ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم تو نے سچ کہا ہے مجھے ساری مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب وہی ہیں، اب جب کہ تم نے ان کے وسیلے سے مجھ سے دعا کی ہے تو میں نے تجھے معاف

فرما دیا اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں تجھے بھی تخلیق نہ کرتا۔'' (اس حدیث کو امام حاکم، بیہقی اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔)

زاد الطبرانی وھو اٰخر الانبیاء من ذرّیتک۔ (۲)

''طبرانی نے یہ اضافہ کیا: وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا (آخری) نبی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔''

مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان خاتمیت اور دیگر انبیاے کرام علیہم السلام:

مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان خاتمیت کی بشارات دیتے آئے ہیں۔ مفکر اسلام امام احمد رضا خان ان مبشرات کو یوں قلم بند کرتے ہیں:

ابو نعیم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ان موسی لما نزلت علیه التوراة وقرأها وجد فيها ذكر هذه الامة فقال يارب انی اجد فی الالواح امة هم الاٰخرون السابقون فاجعلها امتی قال تلک امّة احمد (۳)

ترجمہ: ''بے شک موسیٰ علیہ السلام پر جب تورات نازل ہوئی تو انہوں نے اُس کو پڑھا اور پایہ ذکر اس اُمت کا اور بولے اے میرے رب بیشک میں پاتا ہوں تختیوں میں ایک ایسی اُمت کا تذکرہ جو آخری ہوگی اور سبقت کرنے والی ہے۔ پس تو اس کو بنادے میری اُمت۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اُمت احمد کی ہے۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

قبل از تخلیق ذکر خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

رب کائنات نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کی بشارت حضرت آدم علیہ السلام کو یوں دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک احمد ہے، اول و آخر ہیں، قیامت میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی شفاعت فرمائیں گے۔ مفکر اسلام سیرت کے اس درخشاں گوشے کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: لما خلق اللہ اٰدم اخبرہ ببنیه فجعل یرٰی فضائل بعضهم علٰی بعض فراٰی نوراً ساطعا فی

اسفلهم، فقال یا رب من هذا قال هذا ابنك احمد و هو الاول وهو الأخر وهو اول شافع و اول مشفع۔ (۴) جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا انہیں ان کے بیٹوں پر مطلع فرمایا، وہ ان میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھا کیے تو ان سب کے آخر میں بلند و روشن نور دیکھا، عرض کی، الٰہی! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تیرا بیٹا احمد ہے یہی اوّل ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے پہلا شفیع اور یہی سب سے پہلا شفاعت مانا گیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

نیز بطریق ابی الزبیر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا:

بین کتفی آدم مکتوب، محمد رسول الله خاتم النبیین ﷺ۔ (۵)

ترجمہ: ''آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں کندھوں کے درمیان لکھا تھا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔''

کتب سماوی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبل از ولادت پیش گوئیاں:

ابن ابی شیبہ مصنف میں بطریق مصعب بن سعد حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: انه قال اول من یاخذ بحلقة باب الجنة فیفتح له محمد صلی الله تعالی علیه و سلم ثم قرأ اٰیة من التوراة اضرابا قدما یانحن الاخرون الاولون۔ (۶)

ابن سعد عامر شعبی سے راوی، سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحیفوں میں ارشاد ہوا: انه کائن من ولدك شعوب وشعوب حتی یاتی النبی الامیّ الذی یکون خاتم الانبیاء۔ (۷) بیشک تیری اولاد میں قبائل در قبائل ہوں گے یہاں تک کہ نبی امّی خاتم الانبیاء جلوہ فرما ہو۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: قال النبی صلی الله تعالی علیه وسلم کان یسمّی فی الکتب القدیمة احمد و محمد والماحی والمقفی ونبی الملاحم وحمطایا وفارقلیطا وماذماذ۔ (۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگلی کتابوں میں میرے یہ نام تھے، احمد، محمد، ماحی (کفر و شرک کو مٹانے والے)، مقفی (سب پیغمبروں سے پیچھے تشریف لانے والے) نبی الملاحم (جہادوں کے پیغمبر)، حمطایا (حرم الٰہی کے حمایتی)، فارقلیطا (حق کو باطل سے جدا کرنے والے)، ماذماذ (ستھرے،

پاکیزہ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

انبیاء علیہم السلام کی مبشرات

حضرت یعقوب علیہ السلام:

حضرت یعقوب علیہ السلام محمد بن کعب قرظی سے مروی: اوحی الله تعالیٰ الی یعقوب انی ابعث من ذریتك ملوكا وانبیاء حتی ابعث النبی الحرمی الذی تبنی امته هیکل بیت المقدس، وهو خاتم الانبیاء، واسمه احمد۔ (۹) اللہ عزوجل نے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی میں تیری اولاد سے سلاطین و انبیا بھیجتا رہا کروں گا، یہاں تک کہ ارسال فرماؤں اس حرم محترم والے نبی کو جس کی اُمت بیت المقدس کی بلند تعمیر بنائے گی اور اس کا نام احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

حضرت اشعیاء علیہ السلام:

ابن ابی حاتم وہب بن منبہ سے راوی: قال اوحی الله تعالیٰ الی اشعیاء انی باعث نبیا امیا افتح به آذانا صما وقلوبا غلفا واعینا عمیا، مولده بمكة ومهاجره بطیبة وملكه بالشام (وساق الحدیث فیه) الكثیر الطیب من فضائله وشمائله صلی الله تعالی علیه وسلّم الی ان قال ولاجعلن امته خیر امة اخرجت للناس (وذکر صفاتهم الی ان قال) اختم بکتابهم الکتب وبشریعتهم الشرائع وبدینهم الادیان۔ الحدیث الجلیل الجمیل۔ (۱۰)

اللہ عزوجل نے اشعیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی: میں نبی اُمّی کو بھیجنے والا ہوں، اس کے سبب بہرے کان اور غافل دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا، اس کی پیدائش مکّے میں ہے اور ہجرت گاہ مدینہ اور اس کا تخت گاہ ملک شام، میں ضرور اس کی امت کو سب امتوں سے جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئیں بہتر و افضل کروں گا، میں ان کی کتاب پر کتابوں کو ختم فرماؤں گا اور ان کی شریعت پر شریعتوں اور ان کے دین پر سب دینوں کو تمام کروں گا۔

حضرت آدم علیہ السلام:

ابو نعیم حلیۃ الاولیاء اور ابن عساکر دونوں بطریق عطاء حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: نزل اٰدم بالھند واستوحش فنزل جبریل فنادی بالاذان اللہ اکبر اللہ اکبر، اشھد ان لا الٰہ الا اللہ، اشھد ان لا الٰہ الا اللہ، اشھد ان محمدا رسول اللہ، اشھد ان محمدا رسول اللہ، قال اٰدم من محمد، قال اٰخر ولدك من الانبیاء۔ (۱۱) جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام بہشت سے ہند میں اُترے تو گھبرائے، جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اُتر کر اذان دی، جب نام پاک آیا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا: محمد کون ہیں، کہا: آپ کی اولاد میں سب سے پچھلے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مبشرات علمائے اہل کتاب:

ابونعیم بطریق شہر بن حوشب اور ابن عساکر بطریق مسیب بن رافع وغیرہ حضرت کعب احبار سے راوی، انہوں نے فرمایا: میرے باپ اعلم علمائے توراۃ تھے، اللہ عزوجل نے جو کچھ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اُتارا اس کا علم ان کے برابر کسی کو نہ تھا، وہ اپنے علم سے کوئی شے مجھ سے نہ چھپاتے، جب مرنے لگے مجھے بلا کر کہا: اے میرے بیٹے! تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے علم سے کوئی چیز تجھ سے نہ چھپائی مگر ہاں دو ورق رکھے ہیں ان میں ایک نبی کا بیان ہے جس کی بعثت کا زمانہ قریب آپہنچا، میں نے اس اندیشے سے تجھے ان دو ورقوں کی خبر نہ دی کہ شاید کوئی جھوٹا مُدعی نکل کھڑا ہو، تو اس کی پیروی کرلے، یہ طاق تیرے سامنے ہے، میں نے اس میں وہ اوراق رکھ کر اوپر سے مٹی لگادی ہے ابھی ان سے تعرض نہ کرنا، نہ انہیں دیکھنا، جب وہ نبی جلوہ فرما ہوا اگر اللہ تعالیٰ تیرا بھلا چاہے گا تو تو آپ ہی اس کا پیرو ہوجائے گا، یہ کہہ کر وہ مرگئے، ہم ان کے دفن سے فارغ ہوئے مجھے ان دونوں ورقوں کے دیکھنے کا شوق ہر چیز سے زیادہ تھا، میں نے طاق کھولا ورق نکالے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان میں لکھا ہے: محمد رسول اللہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ مولدہ بمکۃ ومھاجرہ بطیبۃ۔ (۱۲) محمد اللہ کے رسول ہیں، سب انبیا کے خاتم، ان کے بعد کوئی نبی نہیں، ان کی پیدائش مکے میں اور ہجرت مدینے کو، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

راہب کا استفسار:

بیہقی وطبرانی وابونعیم اور خرائطی کتاب الہواتف میں خلیفہ بن عبدہ سے راوی، میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا: جاہلیت میں کہ ابھی اسلام نہ آیا تھا تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیوں کر رکھا، کہا میں نے اپنے باپ سے اس کا سبب پوچھا، جواب دیا کہ بنی تمیم سے ہم چار آدمی سفر کو گئے تھے،

ایک میں اور سفیان بن مجاشع بن دارم اور عمر بن ربیعہ اور اسامہ بن مالک، جب ملک شام میں پہنچے ایک تالاب پر اُترے جس کے کنارے پیڑ تھے، ایک راہب نے اپنے دَیر سے ہمیں جھانکا اور کہا تم کون ہو؟ ہم نے کہا اولادِ مضر سے کچھ لوگ ہیں۔ کہا: اما انہ سوف یبعث منکم وشیکا نبی فسارعوا الیہ وخذوا بحظکم منہ ترشدوا فانہ خاتم النبیین۔ سنتے ہو عنقریب بہت جلد تم میں سے ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے، تم اس کی طرف دوڑنا اور اس کی خدمت واطاعت سے بہرہ یاب ہونا کہ وہ سب میں پچھلا (آخری) نبی ہے۔

ہم نے کہا اس کا نام پاک کیا ہوگا؟ کہا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جب ہم اپنے گھروں کو واپس آئے، سب کے ایک ایک لڑکا ہوا اس کا نام محمد رکھا۔ (۱۳)۔ انتھی، واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔

قبل از ولادت شہادت ایمان:

زید بن عمرو بن نفیل کہ احد العشرۃ المبشرۃ سیدنا سعید بن زید کے والد ماجد ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنہ موحدان ومومنان عہد جاہلیت سے تھے، طلوعِ آفتاب عالمتاب اسلام سے پہلے انتقال کیا، مگر اسی زمانے میں توحید الٰہی ورسالت حضرت ختم پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت دیتے، ابن سعد وابونعیم حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے راوی، میں زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا مکہ معظّمہ سے کوہ حرا کو جاتے تھے، انہوں نے قریش کی مخالفت اور ان کے معبودانِ باطل سے جدائی کی تھی، اس پر آج ان سے اور قریش سے کچھ لڑائی رنجش ہوچکی تھی، مجھے دیکھ کر بولے اے عامر! میں اپنی قوم کا مخالف اور ملت ابراہیم کا پیرو ہوا، اسی کو معبود مانتا ہوں جسے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پوجتے تھے، میں ایک نبی کا منتظر ہوں جو بنی اسماعیل اور اولاد عبدالمطلب سے ہوں گے، ان کا نام پاک احمد ہے، میرے خیال میں مَیں ان کا زمانہ پاؤں گا، میں ابھی ان پر ایمان لاتا اور ان کی تصدیق کرتا ان کی نبوت کی گواہی دیتا ہوں، تمہیں اگر اتنی عمر ملے کہ انہیں پاؤ تو میرا اسلام انہیں پہنچانا، اے عامر! میں تم سے ان کی نعت وصفت بیان کیے دیتا ہوں کہ تم خوب پہچان لو، درمیانہ قد ہیں، سر کے بال کثرت وقلت میں معتدل، ان کی آنکھوں میں ہمیشہ سرخ ڈورے رہیں گے، ان کی شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے، ان کا نام احمد، اور یہ شہر ان کا مولد ہے، یہیں ان کی رسالت ظاہر ہوگی، ان کی قوم انہیں مکے میں نہ رہنے دے گی کہ ان کا

دین اسے ناگوار ہوگا، وہ ہجرت فرما کر مدینے جائیں گے، وہاں سے ان کا دین ظاہر و غالب ہوگا، دیکھو تم کسی دھو کے فریب میں آ کر ان کی اطاعت سے محروم نہ رہنا۔ فانی بلغت البلاد کلھا اطلب دین ابراھیم، وکل من اسأل من الیھود والنصارٰی والمجوس یقول ھذا الدین وراءك، وینعتونه مثل ما نعته لك، ویقولون لم یبق نبی غیره۔ کہ میں دین ابراہیمی کی تلاش میں شہروں شہروں پھرا، یہود و نصارٰی مجوس جس سے پوچھا سب نے یہی جواب دیا کہ یہ دین تمہارے پیچھے آتا ہے اور اس نبی کی وہی صفت بیان کی جو میں تم سے کہہ چکا اور سب کہتے تھے کہ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہ رہا۔ عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت ظاہر ہوئی میں نے زید رضی اللہ عنہ کی یہ باتیں حضور سے عرض کیں، حضور نے ان کے حق میں دعاے رحمت فرمائی اور ارشاد کیا قد رأیته فی الجنة یسحب ذیله۔ (۱۴) میں نے اسے جنت میں دامن کشاں دیکھا۔

مقوقس شاہ مصر کی تصدیق ولادت:

امام واقدی و ابونعیم حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل ملاقات مقوقس بادشاہ مصر میں راوی، جب ہم نے اس نصرانی بادشاہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وتصدیق سنی، اس کے پاس سے وہ کلام سن کر اُٹھے جس نے ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ذلیل وخاضع کر دیا، ہم نے کہا سلاطین عجم ان کی تصدیق کرتے اور ان سے ڈرتے ہیں، حالاں کہ ان سے کچھ رشتہ علاقہ نہیں اور ہم تو ان کے رشتہ دار ان کے ہمسائے ہیں، وہ ہمارے گھر ہمیں دین کی طرف بلانے آئے اور ہم ابھی ان کے پیرو نہ ہوئے، پھر میں اسکندریہ میں ٹھہرا، کوئی گرجا کوئی پادری قبطی خواہ رومی نہ چھوڑا جہاں جا کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت جو وہ اپنی کتاب میں پاتے ہیں نہ پوچھی ہو، ان میں ایک پادری قبطی سب سے بڑا مجتہد تھا، اس سے پوچھا: ھل بقی احد من الانبیاء آیا پیغمبروں میں سے کوئی باقی رہا؟ وہ بولا: نعم وھو اٰخر الانبیاء لیس بینه وبین عیسٰی نبی قد امر عیسٰی باتباعه وھو النبی الامی العربی اسمه احمد۔ ہاں ایک نبی باقی ہیں وہ سب انبیا سے پچھلے ہیں، ان کے اور عیسٰی کے بیچ میں کوئی نبی نہیں، عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی پیروی کا حکم ہوا ہے وہ نبی امّی عربی ہیں، ان کا نام پاک احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پھر اس نے حلیہ شریفہ ودیگر فضائل لطیفہ ذکر کیے، مغیرہ نے فرمایا: اور بیان کر۔ اس نے اور

بتائے، ازانجملہ کہا: یخص بما لم یخصّ به الانبیاء قبله کان النبی یبعث الی قومه وبعث الی الناس کافة۔ انہیں وہ خصائص عطا ہوں گے جو کسی نبی کو نہ ملے، ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا، وہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے۔ مغیرہ فرماتے ہیں: میں نے یہ سب باتیں خوب یاد رکھیں اور وہاں سے واپس آ کر اسلام لایا۔ (۱۵)

میلاد النبی پر خاص تارے کا طلوع:

ابونعیم حضرت حسّان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے راوی، میں سات برس کا تھا ایک دن پچھلی رات کو وہ سخت آواز آئی کہ ایسی جلد پہنچتی آواز میں نے کبھی نہ سنی تھی کیا دیکھتا ہوں کہ مدینے کے ایک بلند ٹیلے پر ایک یہودی ہاتھ میں آگ کا شعلہ لیے چیخ رہا ہے، لوگ اس کی آواز پر جمع ہوئے وہ بولا: ھذا کوکب احمد قد طلع ھذا الکوکب لا یطلع الا بالنبوة ولم یبق من الانبیاء الا احمد۔ (۱۶) یہ احمد کے ستارے نے طلوع کیا، یہ ستارہ کسی نبی ہی کی پیدائش پر طلوع کرتا ہے اور اب انبیا میں سوائے احمد کے کوئی باقی نہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

علمائے یہود کے ہاں ذکرِ ولادت:

امام واقدی و ابونعیم حضرت حویصر بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی:

''یعنی میرے بچپن میں یہود ہم میں ایک نبی کا ذکر کرتے جو مکے میں مبعوث ہوں گے ان کا نام پاک احمد ہے اب ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں وہ ہماری کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔'' (۱۷)

احبار کی زبان پر نعت نبی:

ابونعیم سعد بن ثابت سے راوی: قال کان احبار یھود بنی قریظة والنضیر یذکرون صفة النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم، فلما طلع الکوکب الاحمر اخبروا انه نبی وانه لا نبی بعده اسمه احمد ومهاجره الی یثرب فلما قدم النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم المدینة ونزلھا انکروا وحسدوا وبغوا۔ (۱۸) یہود بنی قریظہ و بنی نضیر کے علما حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان کرتے، جب سرخ ستارہ چمکا تو انہوں نے خبر دی کہ وہ نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں، ان کا نام پاک احمد ہے، ان کی ہجرت گاہ مدینہ، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لا کر رونق افروز ہوئے، یہود براہِ حسد و بغاوت منکر ہو گئے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى
الْكٰفِرِيْنَ ○ (البقرہ:۸۹)

ترجمہ: ''تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس کے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔''

اہل یثرب کو بشارت میلاد النبی ﷺ:

زیاد بن لبید سے راوی، میں مدینہ طیبہ میں ایک ٹیلے پر تھا، ناگاہ ایک آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے: یا اهل يثرب قد ذهبت والله نبوة بنی اسرائيل، هذا نجم قد طلع بمولد احمد وهو نبی اٰخر الانبياء و مهاجره الی يثرب (۱۹) اے اہل مدینہ! خدا کی قسم بنی اسرائیل کی نبوت گئی، ولادتِ احمد کا تارا چمکا، وہ سب سے پچھلے نبی ہیں، مدینے کی طرف ہجرت فرمائیں گے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یوشع کی زبان پر نعتِ رسول:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی، میں نے مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ میں ایک روز بنی عبدالاشہل میں بات چیت کرنے گیا، یوشع یہودی بولا: اب وقت آگیا ہے ایک نبی کے ظہور کا جس کا نام احمد ہے، ﷺ۔ حرم سے تشریف لائیں گے، ان کا حلیہ ووصف یہ ہوگا، میں اس کی باتوں سے تعجب کرتا اپنی قوم میں آیا، وہاں بھی ایک شخص کو ایسا ہی بیان کرتے پایا، میں بنی قریظہ میں گیا، وہاں بھی ایک مجمع میں نبی ﷺ کا ذکر پاک ہو رہا تھا، ان میں سے زبیر بن باطا نے کہا:

قد طلع الكوكب الاحمر الذی لم يطلع الا لخروج نبی وظهوره ولم يبق احد الا احمد وهذه مهاجره۔ (۲۰) بیشک سرخ ستارہ طلوع ہو کر آیا یہ تارا کسی نبی ہی کی ولادت و ظہور پر چمکتا ہے اور اب میں کوئی نبی نہیں پاتا سوا احمد کے، اور یہ شہر ان کی ہجرت گاہ ہے، ﷺ۔

ابن سعد و حاکم وبیہقی وابونعیم حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، مکہ معظمہ میں ایک یہودی بغرض تجارت رہتا، جس رات حضور پُرنور ﷺ پیدا ہوئے قریش کی مجلس میں گیا اور پوچھا: کیا آج تم میں کوئی لڑکا پیدا ہوا، انہوں نے کہا ہمیں نہیں معلوم، کہا: احفظوا ما اقول لكم، ولد هذه الليلة نبی هذه الامة الاخيرة بين كتفيه علامة۔ (۲۱) جو تم سے کہہ رہا

ہوں اسے حفظ کر رکھو، آج کی رات اس پچھلی اُمت کا نبی پیدا ہوا اس کے شانوں کے درمیان علامت ہے، ﷺ۔

حضرت جبرائیل:

علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی ''شرح شفا'' شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یوں سلام کیا: السلام عليك يا ظاهر، السلام عليك يا باطن، میں نے فرمایا: اے جبریل! یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہیں کہ اسی کو لائق ہیں، مجھ سی مخلوق کی کیوں کر ہوسکتی ہیں؟ جبریل نے عرض کی: اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیا ومرسلین پر ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام ووصف سے حضور کے نام ووصف مشتق فرمائے، وسماك بالاول لانك اول الانبياء خلقا، وسماك با لاٰخر لانك آخر الانبياء فی العصر و خاتم الانبياء الی اٰخر الامم۔ حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیا سے آفرینش میں مقدم ہیں، اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانے میں مؤخر و خاتم الانبیاء ونبی اُمت آخرین ہیں۔ باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہرے نور سے ساقِ عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا، پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا، میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجی اور ہزار سال ہزار بھیجی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا، خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج، الخ

نتیجہ:

ختم نبوت کا شمار سیرت النبی ﷺ کے فضائل وخصائص میں ہوتا ہے، سیرت شناس مفکر اسلام امام احمد رضا خان نے جہاں سیرت النبی ﷺ کے دیگر موضوعات کو اپنی تحقیق کا مرکز بنایا وہیں آپ نے ختم نبوت پر بھی کئی رسائل قلم بند کیے، ان میں سے ایک ''جزاء الله عدوّه بابائه ختم النبوّة'' ہے، اعتقادی پہلو کے ساتھ ساتھ یہ رسالہ سیرت النبی ﷺ کے ذخیرہ میں ایک وقیع اضافہ ہے، جس میں سیرت کے کثیر الجہات عناوین کا احاطہ کیا گیا ہے جیسے:

(۱) سیرت مصطفیٰ ﷺ قبل از ولادت مصطفیٰ ﷺ۔

(۲) سیرت مصطفیٰ ﷺ بعد از وصال مصطفیٰ ﷺ۔

(۳) فضائل وخصائص مصطفیٰ ﷺ۔

(۴) سیرت مصطفیٰ ﷺ کا اعتقادی پہلو۔

(۵) سیرت مصطفیٰ ﷺ بہ زبان مصطفیٰ ﷺ۔

(۶) طہارت نسب مصطفیٰ ﷺ۔

(۷) نبی توبہ ﷺ کا مفہوم فضیلت۔

(۸) مبشرات حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا۔

(۹) اسماء النبی ﷺ ماخذ سیرت النبی ﷺ۔

ان میں سے ایک عنوان ''سیرت مصطفیٰ ﷺ قبل از ولادت مصطفیٰ ﷺ'' انتخاب کیا گیا ہے۔جس میں مفکر اسلام امام احمد رضا خان نے (۱) افتتاحیہ، (۲) فضائل نبوی ﷺ، (۳) مبشرات انبیا، (۴) مبشرات علمائے اہل کتاب، (۵) مبشرات کتب سماوی پر سیر حاصل بحث کی ہے۔اس موضوع کو بہت ہی کم سیرت نگاروں نے اپنا موضوع تحقیق بنایا ہے۔ جب کہ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ سیرت النبی ﷺ کے فضائل وکمالات کا آغاز ہی قبل از ولادت سے ہوتا ہے، جو سیرت کا کلیدی موضوع ہے، سیرت نگاری کا یہی پہلو مفکر اسلام امام احمد رضا خان کو دیگر سیرت نگاروں سے ممیز وممتاز کرتا ہے۔

سفارشات:

(۱) زیر تحقیق عنوان پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کے امکانات روشن ہیں۔

(۲) اس عنوان پر مفکر اسلام کی نگارشات کی جمع وتدوین سے سیرتی ادب میں ایک وقیع اضافہ ممکن ہے،

(۳) سیرت النبی ﷺ کا آغاز پُر تحقیق عنوان سے کیا جائے۔

(۴) سیرت کے عصری تقاضوں کے مطابق قدیم میلاد ناموں کی از سر نو تدوین زیر تحقیق عنوان سے کی جائے۔

(۵) مذکورہ عنوان سے متعلق حضور ﷺ کے کمالات، امتیازات اور فضائل جامعیت کے ساتھ رقم کیے جائیں۔

(۶) اس عنوان پر کانفرنس اور سیمینار منعقد کیے جائیں۔

(۷) کتب سیرت کا آغاز مذکورہ بالا عنوان کی جامعیت سے کیا جائے۔

☆☆☆

ماخذ ومراجع:

[۱] ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس، علوم السیرۃ ص ۱۳۶، مطبوعہ، پروگریسو بکس لاہور۔

[۲] پاکستان میں اردو سیرت نگاری ایک تعارفی مطالعہ، سید عزیز الرحمٰن، ۶۱ تا ۶۳ مطبوعہ زوار اکیڈمی پبلی شرز ناظم آباد کراچی۔

[۳] مقدمہ سیرۃ الرسول ﷺ، ص ۱۳۱ مطبوعہ لاہور

نوٹ: جزاء اللہ عدوّہ باباۂ ختم النبوّۃ کے حوالہ جات درج ذیل ہیں:

(۱) ۲ / ۶۱۵، دلائل النبوۃ للبیہقی باب ما جاء فی تحدّث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵ / ۴۸۹

(۲) المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث ۶۴۹۸، مکتبۃ المعارف ریاض، ۷ / ۲۵۹

(۳) دلائل النبوۃ لابی نعیم ذکر الفضیلۃ الرابعۃ، عالم الکتب بیروت ۱ / ۱۴

(۴) مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر باب ماورد فی اصطفائہٖ علی العالمین الخ دار الفکر بیروت، ۲ / ۱۱۱ (کنز العمال حدیث ۳۲۰۵۲، موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۱ / ۴۳۷)

(۵) مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر باب ذکر ما خص بہ وشرف بہ الخ عالم الکتب بیروت ۲ / ۱۳۷

(۶) مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الفضائل، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ۱۱ / ۴۳۴

(۷) الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر من تسمی فی الجاہلیہ بمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، دار صادر بیروت، ۱ / ۱۶۳

(۸) الخصائص الکبریٰ، بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ، دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریہ، بعابدین ۱ / ۱۹۲

(۹) الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر من تسمی فی الجاہلیہ بمحمد، دار صادر بیروت، ۱ / ۱۶۳

(۱۰) الخصائص الکبریٰ، بحوالہ ابن ابی حاتم وابونعیم باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل الخ، دار الکتب الحدیثہ، ۱ / ۳۳، ۳۴ (الدر المنثور، بحوالہ ابن ابی حاتم وابونعیم آیۃ الذی یجدونہ مکتوبا فی التوراۃ الخ منشورات مکتبہ آیۃ

اللہ العظمی قم ایران، ۳/ ۱۳۴)

(۱۱) حلیۃ الاولیاء، ترجمہ عمرو بن قیس الملائی، دار الکتاب العربی بیروت، ۵/ ۱۰۷

(۱۲) الخصائص الکبریٰ باب ما جاء فی قلبہ الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، دار الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بعابدین، ۱/ ۱۶۲ (تہذیب تاریخ دمشق، باب تطہیر قلبہ من انعل الخ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱/ ۳۷۹)، (الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابی نعیم باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل، دار الحدیثہ شارع الجمہوریہ بعابدین، ۱/ ۳۶)

(۱۳) الخصائص الکبریٰ، بحوالہ البیہقی والطبرانی والخرائطی، باب اخبار الاحبار الخ، دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریۃ، بعابدین ۱/ ۵۸-۵۷

(۱۴) الخصائص الکبریٰ، بحوالہ ابن سعد وابی نعیم عن عامر بن ربیعہ، باب اخبار الاحبار الخ، دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بعابدین ۱/ ۶۲-۶۱

(۱۵) دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الخامس عالم الکتب بیروت، ص ۲۱ و ۲۲

(۱۶) دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الخامس، عالم الکتب بیروت، ص ۱۷) (الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابی نعیم باب اخبار الاخیار الخ دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بعابدین، ۱/ ۶۴

(۱۷) الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابی نعیم باب اخبار الاحبار الخ دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بعابدین، ۱/ ۶۴) (دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الخامس، عالم الکتب بیروت، ص ۱۷

(۱۸) الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابی نعیم باب اخبار الاحبار الخ دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریہ بعابدین، ۱/ ۶۷

(۱۹) الخصائص الکبریٰ باب اخبار الاحبار بحوالہ ابی نعیم دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بعابدین، ۱/ ۶۸

(۲۰) الخصائص الکبریٰ باب اخبار الاحبار بحوالہ ابی نعیم دارا کتب الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بعابدین، ۱/ ۶۶-۶۵) (دلائل النبوۃ، الفصل الخامس، عالم الکتب بیروت، ص ۸

(۲۱) الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن سعد والحاکم والبیہقی وابی نعیم، باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ الخ، دار الکتب الحدیثہ، بعابدین ۱/ ۱۲۳

☆☆☆

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے لاجواب رسالہ ''رَدُّ الرَّفَضَۃِ'' کا خلاصہ

تبرائی رافضیوں کا رد

تلخیص از: طارق محمود رضوی

سیتا پور کے رہنے والے حکیم سید محمد مہدی صاحب نے سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں ایک سیدہ خاتون کے چچا کی اولاد کے متعلق سوال کیا، جو عصبہ بن کر سیدہ کی وراثت سے حصہ چاہ رہے تھے جب کہ وہ خود رافضی تبرائی تھے، اس کے جواب میں سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے برجستہ تقریباً ستر عبارتیں نوے کتب کے حوالے سے بیان فرمائی ہیں، اللہ اکبر کیا قوتِ حافظہ ہے، ان عبارتوں کا مجموعہ اس بات پر دال ہے کہ اعلیٰ حضرت کو علم فقہ میں بے مثال مہارت وعبقریت حاصل تھی، اور یہ ایسی مہارت تھی جس کو دیکھ کر چشم فلک بھی دیدۂ حیراں بن جائے، اور یہ اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جب آپ نے برجستگی کے اندر ایک ہی جواب میں ستر عبارتوں کا مجموعہ تقریباً نوے کتب کے حوالے سے بآسانی پیش کر دیا تو آپ کے فتاویٰ میں کتنے اَن گنت جزئیات مکتوب ہوں گے، اور عقل انسان اس بات پر حیران ہے کہ صرف کتاب کا حوالہ نہیں دیا بلکہ کس مکتبہ کی کتاب کے کس صفحے پر یہ عبارت ہے اسے بھی بیان فرمایا، اور یہ نہیں کی ایک جگہ بلکہ پورے رسالے میں آپ کو یہی انداز عاشقانہ ملے گا، ان عبارتوں اور صفحوں کا حفظ اعلیٰ حضرت کی ذہانت وفطانت کی دلیل ہے، اور جودت وطبع کا بین ثبوت ہے۔

مطالعہ میں سہولت کے لیے فقیر نے اس رسالے کو تین فصلوں میں تقسیم کیا ہے:

''**فصل اول:**'' کیا چچا زاد روافض بی بی سیدہ کے ترکے سے عصبہ بن کر کچھ پا سکتے ہیں جب کہ روافض کے یہاں اصلاً عصوبت نہیں؟ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: یہ رافضی اس مرحومہ سیدہ سنیہ کے ترکے سے کچھ نہیں پا سکتے، اصلاً کسی قسم کا استحقاق نہیں رکھتے، اگرچہ بنی عم نہیں خاص حقیقی بھائی بلکہ اس سے بھی قریب رشتے کے کہلاتے اگرچہ وہ عصوبت کے منکر نہ بھی ہوتے کہ ان کی محرومی دینی اختلاف کے باعث ہے، اس جواب پر سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے پینتالیس عبارتیں ساٹھ کتب کے حوالے سے نقل فرمائی ہیں:

فصل دوم: میں سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے روافض زمانہ کے تبرائی علی العموم منکران ضروریات

دین اور باجماع مسلمین یقینی وقطعی طور پر کافر ومرتد ہونا بیان فرمایا، اور ان کے خاص دو ایسے کفریہ عقائد بیان فرمائے ہیں جن میں ان کے عالم وجاہل، مرد وعورت، چھوٹے بڑے سب بالاتفاق شامل ہیں؛

پہلا کفریہ عقیدہ: قرآن عظیم کو ناقص (نامکمل، ادھورا) بتانا، اور اس عقیدے میں روافض کے تین نظریے آپ نے بیان فرمائے ہیں؛

پہلا نظریہ: کلام پاک میں سے کچھ سورتیں امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ یا دیگر صحابہ اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گھٹا دیں۔

دوسرا نظریہ: کلام پاک میں سے کچھ لفظ بدل دیے۔

تیسرا نظریہ: نقص وتبدیلی اگرچہ یقیناً ثابت نہیں لیکن ایسا ہوا ہے اس کا امکان ضرور ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تینوں کا ایک ہی حکم بیان فرمایا ہے، آپ لکھتے ہیں: جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص (کمی) یا تبدیل کسی طرح کے تصرفِ بشری کا دخل مانے یا اسے محتمل (یعنی قرآن پاک میں کمی وبیشی کا ہونا ممکن) جانے بالاجماع کافر مرتد ہے۔

دوسرا کفریہ عقیدہ: سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور دوسرے ائمہ طاہرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل بتانا۔

اس عقیدے کے متعلق فرماتے ہیں: جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل کہے باجماع مسلمین کافر بے دین ہے۔

تیسری فصل: اس میں سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے چند تنبیہات ارشاد فرمائی ہیں، جو درحقیقت اصول ہیں، آپ بھی ان سے مستفیض ہوں؛

۱ اصل مدار ضروریاتِ دین ہیں۔

۲ ضروریات اپنے ذاتی روشن بدیہی ثبوت کے سبب مطلقاً ہر ثبوت سے غنی ہوتے ہیں۔

۳ ضروریات پر اگر بالخصوص کوئی نص قطعی اصلاً نہ ہو جب بھی ان کا منکر یقیناً کافر ہے۔

۴ ضروریاتِ دین میں تاویل مسموع نہیں ہوتی۔

اس کے علاوہ رافضیوں تبرائیوں کے متعلق کچھ احکام بیان فرمائے ہیں:

۱ یہ یقینی قطعی اجماعی طور پر علی العموم کفار مرتدین ہیں۔

۲ ان کا ذبیحہ مردار ہے۔

۳ ان کے ساتھ نکاح کرنا نہ صرف حرام بلکہ زنا ہے۔

۴ مرد سنی ہو اور عورت ان کی جب بھی ہرگز نکاح نہیں ہوگا صرف زنا ہوگا۔

۵ اولاد ولد الزنا ہوگی۔

۶ اولاد باپ کا ترکہ نہیں پائے گی اگرچہ اولاد سنی ہی ہو کہ شرعاً ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں۔

۷ عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مہر کی کہ زانیہ کے لیے مہر نہیں۔

۸ رافضی اپنے کسی قریبی کا ترکہ نہیں پا سکتا۔

۹ رافضی کا خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکہ میں اصلاً کچھ حصہ نہیں۔

۱۰ ان سے میل جول، سلام کلام سخت کبیرہ اشد حرام۔

۱۱ ان کے ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر پھر بھی انہیں مسلمان جاننے والا یا ان کے کافر ہونے میں شک کرنے والا باجماع تمام ائمہ دین خود کافر ہے۔

☆☆☆

جاہل عبادت گزار شیطان کا چیلا

"ایک دن حضرت مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے شہر میں ایک درویش آئے، جن کی نسبت قوی تھی اور حال اچھا تھا، شہر والوں کا ایک بڑا گروہ ان کے کمالات کا معتقد ہو کر ان کی طرف رجوع ہو گیا۔ آخر شہر کے کچھ لوگوں نے حضرت مودود چشتی کے صاحب زادے کو اُبھارا کہ یہ درویش ہمارے شہر میں کیوں آیا اور ہمارے شہر کے لوگوں کو اپنے کمال پر کس لیے رجوع کرتا ہے، اب اسے اپنے شہر سے نکال دینا مناسب ہے۔ یہ مشورہ کر کے صاحب زادے کو آمادہ کیا اور اپنے ساتھ لے گئے۔ لیکن ان درویش کے کمال کی وجہ سے ان کو تکلیف دینے پر قادر نہ ہو سکے۔ صاحب زادے اس وقت کم سن تھے اور محض شہر والوں کے اُبھارنے سے ان درویش کی مخالفت پر آمادہ ہوئے تھے۔ اس لیے ان درویش نے صاحب زادے کو اپنے پاس بلا کر ان پر مہربانیاں اور عنایتیں کیں اور نصیحت کی، بابا! پہلے علم حاصل کرو اس کے بعد فقیری کا دعویٰ کرنا۔ اس لیے کہ جاہل عبادت گزار شیطان کا چیلا ہوتا ہے۔ چوں کہ ایک زمانے کی رہنمائی صاحب زادے کی تقدیر میں لکھی تھی، اس لیے انھوں نے اس بزرگ کی نصیحت پر عمل کیا اور اونچے درجوں پر پہنچے۔"

(سراج العوارف، ص ۲۹-۳۰، از حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں، ترجمہ حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں، سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ مطہرہ)

شرح اشعارِ رضاؔ بزبانِ حضور اشرف الفقہاء

اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف کے خطاب سے منتخب تشریحات

مرتب: ڈاکٹر محمد ہاتف رضا، دھولیہ

اشعارِ رضاؔ کی تشریحات کے علمی وادبی، فکری وفنی اور اعتقادی محاسن ایسے ہیں کہ جن پر بکثرت مقالات لکھے گئے اور ہنوز کام باقی ہے۔ یوں ہی خطابت کی بزم میں چند ایسے ماہِ منیر گزرے جن کی تشریحات سے علم وادب کا گوشہ روشن ومنور ہوا۔ ہند میں نمایاں طور پر دو بزرگوں کو اشعارِ رضا کی توضیح و تشریح میں خاص عبور حاصل تھا۔ حضور احسن العلماء علامہ سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں مارہروی علیہ الرحمۃ اور حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف علیہ الرحمۃ .... دونوں نے بڑے اچھوتے، البیلے، دل کش، عام فہم انداز اور دل نشیں اسلوب میں اشعارِ رضاؔ کی توضیح وتشریح فرمائی۔ جہانِ معنی ومفاہیم اُجاگر کیے۔ حضور اشرف الفقہاء عموماً اعلیٰ حضرت کا ایک شعر پڑھتے اور اسی کی تشریح میں مکمل گفتگو فرماتے۔ خوب صورت اندازِ خطابت اور پھر شعرِ رضا کی کیف زا فضا؛ دل ودماغ معطر ہوجاتے۔ اِس مضمون میں حضور اشرف الفقہاء کے خطبات سے بعض تشریحی نکات پیش ہیں۔ ویسے یہ عنوان مستقل تالیف کا متقاضی ہے۔ جس پر ان شاء اللہ مستقبل میں کام کیا جائے گا۔ (مدیر)

اے خارِ طیبہ! دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یُوں دِل میں آ کہ دِیدۂ تر کو خبر نہ ہو

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کا عشق اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایک مثالی محبت ہے۔ حضور کی ذات سے جو محبت ہے وہ تو ہے ہی، حضور کی آل واولاد سے جو محبت ہے وہ اپنی جگہ پر، صحابۂ کرام سے محبت ہے وہ بھی ہے، مدینے سے جو محبت ہے وہ بھی اپنی جگہ پر ہے؛ لیکن امام احمد رضا کو طیبہ کے کانٹوں سے بھی محبت ہے۔ ہر آدمی پھول سے محبت کرتا ہے۔ جب گلشن میں جاتا

ہے پھول توڑنے کے لیے تو آستین کو یوں چڑھا لیتا ہے کہ کہیں کانٹے میں اُلجھ نہ جائے، اپنی Skin کو بچاتا ہے کہیں کانٹا چبھ نہ جائے؛ اور اگر چبھ گیا تو فوراً وہ بچک جاتا ہے۔ پھول سے محبت ہے، کانٹوں سے محبت نہیں؛ لیکن امام احمد رضا کو کانٹوں سے بھی محبت ہے اور کتنی جان دار شان دار محبت ہے، ایک شعر (ملاحظہ کریں) فرماتے ہیں۔

اے خارِ طیبہ! دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یُوں دِل میں آ کہ دِیدۂ تر کو خبر نہ ہو

کیا سمجھے آپ؟ ''علم المرایا'' دیکھنے کا جو System ہے اس کے ماہرین کا یہ کہنا ہے کہ دل ودماغ میں باہر کی چیز جو آتی ہے؛ جس کا علم ہوتا ہے؛ اس کا قدرتی System یہ ہے کہ آدمی جس چیز کو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس چیز کی تصویر اس کی بیچ والی پتلی میں چھاپ دیتا ہے۔ پہلے پتلی میں اس کی تصویر آتی ہے اور پھر دل ودماغ میں اس کا علم اُبھرتا ہے۔ میں نے یہ پھول دیکھا، تو یہ پھول پہلے آنکھوں میں آپ جھانک کر دیکھیں، کل Try کرنا، کوئی چیز سامنے آتی ہے تو تصویر یار پہلے اس میں نظر آتی ہے؛ اور پھر دل میں وہ چیز اُترتی ہے ایک بات؛ اب دوسری بات یہ ہے کہ آنکھ اگر تر ہے، عاشق کی آنکھ جس کو فارسی میں دیدہ کہتے ہیں ''دیدۂ تر'' آنکھوں میں آنسو رہتا ہے اور ہر آنکھ میں تری ہوتی ہے، اگر آنکھ کی تری سوکھ جائے تو آدمی نابینا ہوجائے، یہ Medical Science بولتی ہیں۔

آنکھ ہمیشہ تر رہتی ہے اور جب کسی کا عشق اور کسی کی یاد آتی ہے تو بے چینی میں آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا جاتا ہے، آنسوؤں کا سیلاب آجاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی ایک خواہش ہے کہ طیبہ کے ببول کے کانٹے میرے دل میں بس جائیں، اب کانٹے اگر آئیں گے تو آنکھوں کے ذریعے آئیں گے (اور) جب آنکھوں کے ذریعے آئیں گے تو آنکھوں میں تو ہمارے آنسو ہے، اعلیٰ حضرت کہتے ہیں: اے کانٹے میرے دل میں تجھے آنا ہے، میری خواہش پوری کرنا ہے، لیکن دیکھنے کا System ہے کہ جب تو آئے گا تو میرے دیدۂ تر سے ہوکر آئے گا اور میری آنکھوں میں آنسو کا پانی موجود ہے، ہماری آنکھ کا پانی ایسا نہیں ہے کہ جس سے تیرا دامن تر ہوجائے۔ کانٹے کا دامن دیکھا ہے آپ نے؟ کانٹے کا اوپری حصہ نوکیلا ہوتا ہے اور نیچے سے آپ آتے جایئے تو موٹا ہوتا جاتا ہے اور شاخ کے اوپر جہاں کانٹا چپکا رہتا ہے ببول کا؛ اس کو آپ نکالیں گے تو بچی کا Frock جیسے نیچے ہوتا ہے نا ویسے ہی کانٹے کے نیچے

ببول کی شاخ کی چھال لپٹی ہوئی ہوتی ہے، ایسا لگتا ہے کہ اس کا دامن پھیلا ہوا ہے۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں: جب کوئی ندی نالے سے گزرتا ہے اور اس میں پانی ہوتا ہے تو وہ کیا کرتا ہے؟ دامن سمیٹتا ہے کہ کہیں دامن بھیگ نہ جائے، یہ ایک ندی نالوں سے گزرنے کا سسٹم ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

ہماری آنکھوں کا پانی اتنا پاک نہیں ہے جتنے پاک صاف اور پاکیزہ تم (اے مدینے کے کانٹو!) ہو۔ میری آنکھ میں آنسوؤں کا سیلاب ہے، میرے دل میں آنا ہے تو میں تم سے یہ بھی گزارش کرتا ہوں کہ اے خارِ طیبہ! دیکھ، ہوشیار ہوجا! کہیں دامن نہ بھیک جائے...... جب تو میری آنکھوں سے گزرے گا تو تیرا دامن میرے آنسوؤں سے بھیگنا نہیں چاہیے۔ کہاں تیرا مقدس دامن، کہاں میری آنکھوں کے یہ بے قیمت آنسو! میں نہیں چاہتا کہ میرے یہ بے وقعت آنسو تیرے مقدس دامن کو بھگو دیں۔ تو اے کانٹے! ایسی کرامت دکھا دے...... نہیں سمجھے؟ سب ولی سے کرامت کا مطالبہ کرتے ہیں اور میرے امام کانٹوں سے کرامت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اب کہیں گے یہ کیسے؟ غوثِ پاک دجلہ کنارے کھڑے تھے اور ادھر لوگ آپ کے منتظر تھے۔ غوثِ پاک کو اپنے پاس بلانے کی سب خواہش رکھتے تھے اور غوثِ پاک کو دجلہ پار کرنا ہے تو اپنی کرامت وہ یہ دکھا رہے ہیں کہ دجلہ کے پانی پر قدم رکھا دامن کا تر ہونا تو درکنار آپ کے نعلین کا تلوا بھی تر نہیں ہوا۔ پورا دجلہ پار کر دیا اور نعلین مبارک کا تلوا سوکھا کا سوکھا رہا۔

امام احمد رضا ان کانٹوں سے کہتے ہیں، تم طیبہ کے کانٹے ہو، کرامت دکھا دو! ؎

اے خارِ طیبہ! دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یُوں دِل میں آ کہ دِیدۂ تر کو خبر نہ ہو

میری آنکھ کے بہتے ہوئے آنسوؤں کو بھی خبر نہ ہو کہ تو کدھر سے گیا اور کہاں گیا۔

☆☆☆

اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّسَخَاكَ اَتَمّ اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند اِدھر بھی گرا جانا

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض ومعروض اور استغاثہ پیش کرتے ہوئے عرض گزار ہیں ؎

اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّسَخَاكَ اَتَمّ اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند اِدھر بھی گرا جانا

ایک گزارش ہے بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں، ایک عاشق کہہ رہا ہے "اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّسَخَاكَ اَتَمّ" یارسول ﷺ! ہم بڑے پیاسے ہیں، ہمیں پیاس لگی ہے، "وَّسَخَاكَ اَتَمّ" اور آپ کی سخاوت مکمل ہے۔ آپ بڑے سخی داتا ہیں، ہم محتاج ہیں، ہم پیاسے ہیں اور آپ کی سخاوت پوری ہے ع

اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّسَخَاكَ اَتَمّ اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے مبارک کالے کالے تھے۔ اور جب گھنگھور گھٹا چھاتی ہے، آسمان پر کالے کالے بادل چھاتے ہیں، تو لوگ اُمید کرتے ہیں کہ اب بارش ہوگی، کالے بادل بارش کی علامت اور نشانی ہوتے ہیں اور جب زمین پیاسی ہوتی ہے، پانی ختم ہوجاتا ہے، جانوروں کو پلانے کا بھی پانی نہیں رہتا ہے، تو ہر شخص جو پیاسا ہوتا ہے او پر روزانہ سر اُٹھا اُٹھا کر دیکھتا ہے، اور کالے بادل آجائیں تو خوش ہوتا ہے، ہاں اب برسے گا... اب برسے گا... اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ہم سب بھی پیاسے ہیں، تڑپ رہے ہیں لیکن پانی کے لیے نہیں، مصطفیٰ (ﷺ) آپ کے دیدار کے لیے، آپ کی زیارت کے ہم پیاسے ہیں، اپنی زیارت اور اپنے دیدار کا شربت پلا دیجیے ع

اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّسَخَاكَ اَتَمّ اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم

☆☆☆

عرش پر دُھومیں مچیں وہ مومن صالح مِلا
فرش سے ماتم اُٹھے وہ طَیِّب و طاہر گیا

ایک (وہ) عزت ہوتی ہے جسے دُنیا میں انسان اپنی محنت سے، کمائی سے، سیاست سے، دولت سے کوششیں کرکے حاصل کرتا ہے۔ یہ عزت Temporary ہوتی ہے، عارضی اور فانی ہوتی ہے۔ اور ایک عزت Permanent ہوتی ہے۔ وہ عزت اپنی محنت سے نہیں ملتی۔ ایک فارسی کا شاعر کہتا ہے "ایں سعادت بزور بازو نیست" یہ سعادت، یہ خوش بختی، یہ اس کی عزت Permanent اور مضبوط ہو، یہ اپنی کوشش سے نہیں ملتی ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ پروردگارِ عالم کی عنایت ہے، اس کی بخشش ہے، بارگاہِ الٰہی کا تحفہ ہے، رب العالمین کا تحفہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جسے تحفہ دیتا ہے تو اس تحفہ کو کوئی چھین نہیں سکتا ہے اور اس تحفہ کو کوئی آنچ نہیں لا سکتا۔ (وہ شخص) بڑا اکرم ہوتا ہے، معظم ہوتا ہے۔ انسان بھی اس کی عزت کرتا ہے، پرندے بھی اس کی عزت کرتے ہیں۔ شیر؛ پالتو کتے کی طرح اس کے سامنے سرِ نیاز جھکا کر دُم ہلاتے ہوئے کھڑا رہتا ہے۔ وہ ناگ سانپ جس سے ڈر کر لوگ دودھ پلاتے ہیں، اس کی پوجا کرتے ہیں، وہ ناگ سانپ اس کے ہاتھوں میں کوڑے کی حیثیت رکھتا ہے۔ چیونٹی بھی اس کی عزت کرتی ہے، دریا کی مچھلیاں بھی اس کی عزت کرتی ہیں، اور اس کو سب پہچانتے ہیں، انسان بھی پہچانتا ہے اور فرشتے بھی پہچانتے ہیں۔ اس کی ذات ایسی ہوتی ہے کہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں (کہ) وہ ذات کون ہے؟ ع

عرش پر دُھومیں مچیں وہ مومن صالح مِلا

جب وہ اس دُنیا سے جاتا ہے تو ہم غمگین ہوتے ہیں، لیکن آسمان کے فرشتے دھومیں مچاتے ہیں، وہ کہتے ہیں خوش ہو جاؤ، وہ مومن صالح ملا... ایسا کردار بناؤ کہ جب تم دُنیا سے جاؤ تو عرش پر دھومیں مچیں اور فرش کا عالم یہ ہو کہ "فرش سے ماتم اُٹھے وہ طیب و طاہر گیا"... وہ طیب وہ طاہر جس کا ظاہر بھی طاہر تھا اور جس کا باطن بھی طیب تھا۔ اندر سے بھی صاف ستھرا تھا اور باہر سے بھی دیکھنے میں بالکل نورانی تھا۔ رواں رواں اس کا ستھرائی کا مرکز بنا رہتا ہے اور اس کا دل مہبط نورِ الٰہی ہوتا ہے، مرکز محبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوتا ہے۔

عرش پر دُھومیں مچیں وہ مومن صالح مِلا
فرش سے ماتم اُٹھے وہ طَیّب و طاہِر گیا

☆☆☆

بہ ادب جھکالو سرِ وِلا کہ میں نام لوں گل و باغ کا
گلِ تر محمد مصطفیٰ چمن اُن کا پاک دِیار ہے

(اعلیٰ حضرت) فرماتے ہیں کہ: اے لوگو! عقیدت اور محبت سے اپنے سروں کو جھکالو! وجہ کیا ہے؟ کیوں کہ میں ایک پھول کا اور ایک باغ کا نام لینا چاہتا ہوں، ایک پھول کا میں تذکرہ کرنا چاہتا ہوں، ایک گارڈن اور ایک باغ کے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں... اس پھول کا نام لینے اور اس باغ

کا چرچا کرنے سے پہلے اے لوگو! اپنے سروں کو جھکالو۔ یہ امام احمد رضا کا مطالبہ ہے ع

بہ ادب جھکالو سرِ وِلا کہ میں نام لوں گل و باغ کا

اب وہ گل کیا ہے؟ باغ کیا ہے؟ پھول کیا ہے؟ باغیچہ کیا ہے؟ تو دوسرے مصرعے میں فرماتے ہیں ع

گلِ تر محمد مصطفیٰ چمن اُن کا پاک دِیار ہے

''گلِ تر محمد مصطفیٰ'' اس پورے جہان میں جو خوشبو پھیلی ہوئی ہے وہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مہکتی ہوئی ذات سے پھیلی ہے۔ ایک جگہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ۔

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے
بو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات مبارک ایسی خوشبودار تھی کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ: رات کے اندھیرے میں بھی ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کر لیتے تھے، جن جن راہوں سے خوشبو آتی تھی ہم سمجھ جاتے تھے کہ اسی راستے سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ہیں، اِدھر اُدھر بھٹکنے کی ضرورت نہیں کدھر گئے؟ کہاں گئے؟ خوشبو خود بتاتی ہے کہ ادھر گئے ۔

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے
بو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ۔

اُن کی مہک نے دِل کے غُنچے کِھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کُوچے بَسا دیے ہیں

وہی پھول جو باغِ عالم میں کھلا ہے اور اس کی خوشبوئے دل نواز نے پوری کائنات کو مہکا دیا ہے، جنہیں خوشبو پسند ہے ان کے دل و دماغ معطر ہو گئے اور کچھ ایسے ہیں کہ ان کو خوشبو پسند نہیں، بلبل سے آپ کہیئے تو وہ پھول پر پروانہ وار گھومتا ہے، اس لیے کہ بلبل پھول پر عاشق ہے، اس کی خوشبو اسے مست کر دیتی ہے؛ لیکن ایک کالا گوبریلا (Dung Beetle) جسے پھول پسند نہیں ہے وہ نجاست کی طرف جاتا ہے۔ جس باغ میں پھول کھلا ہوا ہو اور ایک طرف نجاست پڑی ہو تو بلبل جائے گا پھول کی

طرف اور یہ کالا، موٹا، بدصورت نجاست کو ڈھونڈے گا، اگر پھول اس کے پاس رکھ دو تو بھاگ جاتا ہے، اُڑ جاتا ہے۔ اِسی چمنستان میں خوشبو سونگھنے والوں کو گلِ ترمحمد مصطفیٰ ﷺ جن کی خوشبو صدیق سونگھ کر کے مست ہیں، عمر فاروق جھوم رہے ہیں، عثمان غنی پر وجد طاری ہے، مولائے کائنات کیف کے ساتھ سارے عالم میں خوشبوئے مصطفیٰ ﷺ کا اعلان کر رہے ہیں۔ اس لیے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں... گلِ ترمحمد مصطفیٰ اور ''چمن'' ان کا پاک دیار ہے۔ دو باتوں کا وعدہ دیا تھا کہ ایک پھول کا نام لوں گا اور ایک باغ کا نام لوں گا، اس لیے اے لوگو! اپنے سروں کو محبت سے جھکا دو۔ فرماتے ہیں ؎

بہ ادب جھکالو سرِ وِلا کہ میں نام لوں گل و باغ کا
گلِ تر محمد مصطفیٰ چمن اُن کا پاک دِیار ہے

یعنی مدینہ منورہ یہ باغ ہے اور اس باغ میں یہ گلِ تر جسے گلِ ابراہیمی کہتے ہیں؛ یہ پھولا پھلا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ع

سرور کہوں کہ مالک ومَولیٰ کہوں تجھے

یا رسول اللہ ﷺ! سرور کہوں کہ مالک ومولیٰ کہوں تجھے؛ سمجھ میں بات نہیں آرہی ہے کہ مالک کہوں کہ سرور کہوں؟ کیا کہوں؟ سرور کہوں کہ مالک ومولیٰ کہوں تجھے؟ ارے! باغِ خلیل کا گلِ زَیبا کہوں تجھے۔ یہی باغِ خلیل کا گل زیبا ہے، جس کے بارے میں اس شعر میں فرمایا ہے کہ ؎

بہ ادب جھکالو سرِ وِلا کہ میں نام لوں گل و باغ کا
گلِ تر محمد مصطفیٰ چمن اُن کا پاک دِیار ہے

یہ ادب والوں کی شان ہے کہ جب مدینہ کا بھی ذکر کرتے ہیں تو سر کو جھکا لیتے ہیں۔ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کرتے ہیں تو سر کو جھکا لیتے ہیں۔

☆☆☆

بہرِ تَسلیمِ علی میداں میں
سر جھکے رہتے ہیں تلواروں کے

(اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ) جہاں جنگ کا میدان ہوتا ہے وہاں حضرت علی اگر تشریف لائیں، تو منظر کیا (ہوتا) ہے... تسلیم کہتے ہیں ''سلام کرنا'' اور بہر کے معنیٰ ''لئے'' (ہوتے ہیں)، ''بہرِ

تسلیم علی'' اس کا ترجمہ یہ ہے حضرت علی مرتضیٰ کو سلام کرنے کے لیے میدانوں میں... ''سر جھکے رہتے ہیں تلواروں کے''... سمجھا دوں؟ دیکھو سامنے دُشمن ہے، تصور کرنا اور ہمارے مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی یہ کھڑے ہیں اور بہت سے دُشمن تلوار لے کر کے ان پر حملہ کرتے ہیں؛ تو صورت کیا ہوتی ہے؟ (جب وہ) حملہ کرتے ہیں (تو) ان کی تلوار جھکتی ہے کہ نہیں؟ جھکتی ہے۔ اب یہ کھڑے ہیں ساری تلواریں یوں (اوپر سے نیچے آرہی ہیں)؛ اعلیٰ حضرت اس منظر کو پیش کر رہے ہیں کہ جب مولائے کائنات رضی اللہ عنہ میدانِ کارزار میں کھڑے رہتے تھے اور دُشمن تلوار لے کر حملہ کرتے تھے تو دُشمن تو یہ سمجھتا ہے حملہ کر رہے ہیں؛ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ یہ حملہ نہیں ہو رہا ہے، تلوار حضرت مولائے کائنات کو جھک جھک کر سلام کر رہی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں حملہ کر رہے ہیں، ارے بے ایمانو! تم علی مرتضیٰ پر حملہ کیا کر سکتے ہو؟ تم یہ کہہ رہے ہو کہ ''ہم حملہ کر رہے ہیں''، ہم عاشقانِ علی کہتے ہیں کہ تمہاری تلوار جھک جھک کر علی کو سلام کر رہی ہے ؎

بہرِ تَسلیمِ علی میداں میں
سر جھکے رہتے ہیں تلواروں کے

☆☆☆

برستا نہیں دیکھ کر اَبرِ رَحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ کی رحمت نیکوں پر اُترتی ہے؛ یہ تو سمجھ میں آیا لیکن بروں پر اللہ کی رحمت کیوں اُترتی ہے؟ اس وقت بارش ہو رہی تھی، آپ نے کہا دو برتن لاؤ، ایک صاف ستھرا اور ایک گندا، برتن لایا گیا، حضرت علی نے کہا موسلا دھار بارش میں دونوں کو رکھ دو! دونوں برتن رکھ دیے گئے۔ لوگ دیکھ رہے ہیں... برتن بھر گئے... ارشاد فرمایا: دیکھو بارش یہ نہیں دیکھتی کہ یہ گندا ہے کہ صاف ہے۔ اسی بات کی طرف اشارہ امام احمد رضا نے کیا ؎

برستا نہیں دیکھ کر اَبرِ رَحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

تو حضرت علی مرتضیٰ کے اس جواب کی طرف اس شعر میں اشارہ ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ فرماتے ہیں: دیکھو دونوں بھر گئے؟ کہا: ہاں۔ اب اس سلسلے میں آپ یہ نقطہ بھی یاد رکھیں، حضرت علی فرماتے ہیں: جب اللہ کی رحمت کی بارش ہوتی ہے تو اللہ یہ نہیں دیکھتا کہ میرا بندہ نیک کون ہے اور برا کون ہے، (اللہ کی رحمت) برس رہی ہے، تو سب اس میں نہاتے ہیں... جیسے دونوں برتن بھر گئے تھے لیکن فرق کیا ہے؟ صاف ستھرے برتن میں جو پانی جمع ہوا اس کو آپ پی بھی سکتے ہیں، وضو بھی کر سکتے ہیں، کھانا بھی پکا سکتے ہیں، کپڑا بھی دھو سکتے ہیں یعنی وہ پانی فیض والا ہوتا ہے۔ صاف ستھرے پر وہ رحمت برسی ہے؛ ایسے اولیاء اللہ اور عارفین کا دل اس رحمت سے جب لبالب ہوتا ہے تو ان کے جو قریب ہوتا ہے (وہ) فیض پاتا چلا جاتا ہے۔ لیکن برے پر جو رحمت برسی تو اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ برتن میں جو گندگی چپکی ہوئی تھی بارش کی وجہ سے وہ نرم ہو جاتی ہے اور تھوڑی دیر بعد وہ گندگی اس برتن سے نکلنا شروع ہوتی ہے، اسی طرح جب اللہ کی رحمت جب برے پر برستی ہے تو اندر جو گندگی ہوتی ہے وہ گندگی رحمت دور کر دیتی ہے، لیکن وہ آدمی لوگوں کے لیے فیض والا نہیں بنتا، اسے رحمت کا فیض خود ملتا ہے، اور صاف برتن کو جو فیض ملا ہے، وہ خود بھی فیض پاتا ہے اور دوسروں کو اس کا پانی فیض دیتا ہے۔ اسی لیے (جو) اولیائے کرام کی بارگاہ میں جاتے ہیں، رحمت ان کے لیے برستی ہے اور فیض جانے والے کو ملتا ہے۔

☆☆☆

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دِل بھی چمکا دے چمکانے والے

جب کوئی چیز چمکتی ہے تو کوئی نہ کوئی اسے چمکانے والا ہوتا ہے اور ''چمکنے چمکانے'' کا محاورہ... ایک تو یہ ہے کہ وہ چیز روشن ہو جاتی ہے، جیسے یہ (بلب) روشن ہے اور ایک چمک یہ ہے کہ آدمی Famous ہو جائے، اس کا نام سب جاننے لگیں، تو لوگ کہتے ہیں اس کا نام تو آج کل چمک رہا ہے، اس کا نام روشن ہو گیا ہے، حالاں کہ وہاں نہ اس (بلب) کے جیسی کوئی چمک نہ Reflection نہ Light ہے۔ لیکن مشہور ہو جانا (اور) نامور ہو جانا یہ (جملہ) بھی چمک کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ ایسے ہی جس کا دھندہ بیوپار مارکیٹ میں زیادہ زور سے چلتا ہے تو لوگ کہتے ہیں: بھائی اس کا تو کاروبار چمک اُٹھا ہے۔ حالاں کہ کاروبار میں کوئی لائٹ نہیں ہے کوئی روشنی نہیں ہے، لیکن چمک کا مطلب یہ ہے کہ اس کو بہت فائدہ ہو رہا ہے، کاروبار زوروں سے چل رہا ہے تو یہ بھی محاورہ ہے کہ: یہ اس کا ''کاروبار چمک

اُٹھا ہے''، یعنی زوروں سے چل رہا ہے۔

اسی طرح سے (کسی کے پاس) اگر علم ہے، جیسے اعلیٰ حضرت کا علم، تو کہیں گے ''اعلیٰ حضرت کا علم تو چمک رہا ہے، اعلیٰ حضرت کا علم سب پر روشن ہے'' تو علم ہو وہاں بھی چمک، کاروبار ہو وہاں بھی چمک، ناموری ہو وہاں بھی چمک، لائٹ ہو وہاں بھی چمک، چمک ایک ہی معنی میں نہیں بولا جاتا ہے (بلکہ) کئی معنوں میں چمک کا استعمال ہوتا ہے۔ امام احمد رضا نے کسی ایک چمک کا تذکرہ نہیں فرمایا بلکہ فرماتے ہیں؛ ''چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے'' یہ لفظِ ''سب'' اس بات کی طرف اشارہ ہے... آپ شعر تو ضرور پڑھتے ہیں لیکن سمجھ کر کے آپ پڑھیں گے تو بہت مزا آئے گا ع

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے

یارسول اللہ ﷺ! آپ کی ذات ایسی ہے کہ دُنیا میں اگر کسی کا نام چمکا ہے تو آپ کی وجہ سے چمکا ہے، یارسول اللہ ﷺ! اگر کاروبار چمکا ہے تو آپ کی وجہ سے چمکا ہے، یارسول اللہ ﷺ! سورج چمکا ہے تو آپ کی وجہ سے چمکا ہے، چاند چمکا ہے تو آپ کی وجہ سے چمکا ہے، علم اگر کسی کا چمکا ہے تو آپ کی وجہ سے چمکا ہے۔ جس طرف چمک دمک دیکھیے مصطفیٰ (ﷺ) کی چمک دمک ہے اور یہ کوئی شاعرانہ تخیل نہیں ہے؛ یہی حقیقت ہے کہ جس کے ذریعے سے لوگوں کا نام روشن ہو، کام چمکے، علم بڑھے وہی سب کو چمکانے والا ہے، جیسے ذرّہ ہوتا ہے۔ ذرّہ جانتے ہیں نا؟ ریت میں چھوٹے چھوٹے شکر کے دانے جیسے جو آپ کو ملتے ہیں اس کو ذرّہ کہتے ہیں۔ بہت معمولی ذرۂ ناچیز لیکن جب سورج چمکتا ہے تو جہاں پر ریتیلی جگہ ہو، آپ دیکھیں گے کہ چھوٹے چھوٹے ذرّوں سے Light نکلتا ہے، وہ چھوٹے ذرّے چمک دار ہو جاتے ہیں، شعائیں نکلتی ہیں، حالاں کہ ذرّوں میں چمکنے کی طاقت نہیں ہے، چمکانے والا سورج ہے۔ جب سورج کی کرن پڑتی ہے تو فرق اتنا ہے کہ یہ چھوٹے ذرّے ہیں لیکن ان کا دل صاف ستھرا ہے۔ اگر اس پر کالک لگا دیا جائے، کیچڑ ڈال دیا جائے تو وہ ذرّہ گندہ ہو جائے گا، اس کا سینہ مکدر ہو جائے گا، تو سورج کا عکس (اس پر) پڑے گا، لیکن ذرّے کا کلیجہ چمکے گا نہیں۔ (جب کہ) یہ ذرّہ جس کو آپ دیکھیں گے چھوٹا ہے دل بڑا صاف ہے، اس لیے جیسے ہی سورج نکلا تو یہ ذرّوں کے دل چمک دار ہو گئے۔

اسی طرح سے دوستو! مصطفیٰ ﷺ نے ہر ایک کو اپنی روشنی عطا فرمائی؛ لیکن جن کا دل نورِ ایمان سے صاف تھا وہ چمک اُٹھا، وہ اویس قرنی بن گیا، کوئی عمر فاروق بن گیا، کوئی عثمان غنی بن گیا، کوئی

عمر ابن عبدالعزیز بن گیا، کوئی امام ابوحنیفہ بن گیا، کوئی امام شافعی بن کر چمکا، کوئی امام احمد بن حنبل بن کر کے روشن ہوا، کوئی امام مالک کے نام سے روشن ہوا۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دِل بھی چمکا دے چمکانے والے

☆☆☆

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیے ہیں ''دُر'' بے بہا دیے ہیں

تشریح اول:

دریا تو سب جانتے ہیں لیکن دُر کے معنی ''موتی'' کے ہیں۔ موتی (مروارید) بہت بیش قیمت ہوتا ہے۔ اس کے خریدار راجہ مہاراجہ، بڑے بڑے بادشاہ ہوتے ہیں، لیکن موتی پیدا کیسے ہوتا ہے اور کہاں ہوتا ہے؟ اس کی تھوڑی سی تشریح آپ سن لیں... موتی اصل میں موتی نہیں ہوتا ہے (بلکہ) ایک پانی کا قطرہ ہوتا ہے۔ بہت سے نچھتر ہیں، ہر نچھتر میں الگ الگ بارش ہوتی ہے، (ان میں سے) ایک نچھتر ہے؛ جس کا نام ہے سواتی اور اس کو فارسی زبان میں نیساں کہتے ہیں۔ جب اس نچھتر کا موسم آتا ہے تو سمندر کی سطح میں چپکی ہوئی، بیٹھی ہوئی سیپ جس کی شکل ایک کشتی جیسی ہوتی ہے اور اس کے دو پارٹس ہوتے ہیں، وہ یوں چپکے رہتے ہیں، ملے رہتے ہیں، جب سواتی کا موسم اور نچھتر آتا ہے اور اس کا پانی برسنے کے قریب ہوتا ہے تو یہ سیپ سمندر کے اوپر آتی ہے اور اپنا منہ کھول کر کے انتظار کرتی ہے، جب ابر نیساں چھاتا ہے اور بارش ہوتی ہے تو ایک دو قطرے ان کھلے ہوئے منہ کے اندر ٹپک جاتے ہیں، جیسے ہی ایک قطرہ سیپ کے اندر گیا، وہ اپنا منہ بند کر کے (موتی) کی حفاظت کے لیے ایسی جگہ جا کر بیٹھتی ہے، جہاں کسی کی رسائی نہیں ہوتی ہے۔ اب وہ قطرہ جو اس کے پیٹ میں گیا ہے اب وہاں پرورش پاتا ہے، آہستہ آہستہ وہ قطرہ گاڑھا بنتا ہے، گاڑھا بننے کے بعد اس میں صلابت اور سختی آتی ہے، سختی کے بعد اس کے اندر حجریت کا مادہ پیدا ہوتا ہے، یعنی وہ پتھر جیسے ہو جاتا ہے۔ اور اس کا Shape گول ہوتا ہے۔ کوئی موتی چھوٹا ہوتا ہے، کوئی موتی بڑا ہوتا ہے۔ بہرحال یہ ہے موتی کے Production اور پیدائش کا قدرتی System، قدرتی Procedure۔

یہ موتی سیپ کے پیٹ میں بنتا ہے، ایک پانی کے قطرے سے، اللہ تعالیٰ نے اس سیپ کے اندر یہ صلاحیت دی ہے، جیسے ماں کے پیٹ میں پانی کا قطرہ جاتا ہے، اس کے رحم میں رب نے صلاحیت دی ہے کہ جیتا جاگتا سمجھدار سمیع وبصیر آدمی نکلتا ہے۔ رب ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا (سورۃ الدھر:۲)

ماں کے پیٹ میں پانی کا ایک قطرہ پہنچتا ہے، رب کا اعلان ہے کہ ہم اس پانی کے قطرے سے انسان بناتے ہیں، جو سنتا بھی ہے، دیکھتا بھی ہے، سمجھتا بھی ہے، چلتا بھی ہے۔ یہ رب کی قدرت ہے: اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (سورۃ البقرہ:۲۰)... بیشک پروردگار ہر چاہے پر قادر ہے۔ یہ پانی کا قطرہ سیپ جو بے وقعت چیز ہے اس میں گیا، اس سیپ کے اندر وہ خاموشی سے بیٹھ گیا، (پھر) سیپ نے اس کی پرورش کی، وہ آہستہ آہستہ موتی بن گیا۔ اب اس موتی کو حاصل کرنے کے لیے بڑی Practice کی ضرورت پڑتی ہے۔ دریا کے اندر غوطہ کھانا پڑتا ہے۔ ایسے غوطہ خوروں کو غواص کہتے ہیں، جن کی لمبی لمبی سانس ہوتی ہے۔ آدھے آدھے گھنٹے تک بغیر سانس لیے ہوئے سمندر کے نیچے اُترتے چلے جاتے ہیں۔ آنکھ بند جسم حرکت میں ہے، یوں (ہاتھوں سے) ٹٹولتا ہے، سیپ ہاتھ میں آیا تو اس کو ایک جھولی میں رکھ لیا۔ کئی سیپ لے کر کے وہ دریا میں سے اوپر آتا ہے۔ کنارے آ کر سیپ کا منہ کھولتا ہے تو کچھ سیپ خالی ہوتی ہے اور کچھ سیپ میں موتی ہوتا ہے۔ وہ موتی اصلی موتی ہوتا ہے۔ آجکل نقلی موتی بھی بنایا جاتا ہے۔ اس کا Procedure یہ ہے کہ سیپ کو سمندر سے لاتے ہیں اور چاقو سے اس کا منہ کھولتے ہیں، جو بڑا Tight ہوتا ہے اور چھوٹے چھوٹے کچھ پتھر اور کنکر ہیں جو (سائنس دانوں) نے تلاش کیا ہے، اس کنکر کو سیپ کے اندر ڈال دیتے ہیں، وہ منہ بند کرتی ہے، اس کو حوض میں ڈال دیتے ہیں، پھر کچھ مہینوں اور سال کے بعد جب اس سیپ کا منہ کھولتے ہیں تو وہ پتھر موتی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ نقلی موتی ہے لیکن ہے موتی، لیکن اُس (اصلی) موتی کا معاملہ الگ ہے۔ وہ موتی بادشاہوں کے تاج کی زینت بنتا ہے۔ وہ موتی ان کے گلے کے ہار کی رونق ہوتا ہے اور وہ لاکھوں نہیں کروڑوں میں ایک ایک موتی بکتا ہے اور اس موتی کو جو پرانے زمانے میں حکیم تھے وہ خمیرۂ آبریشم حکیم ارشد والا، خمیرۂ گاؤزباں عنبری جواہر والا، خمیرۂ شباب آور، اور بڑے بڑے طاقت والے جو خمیرے بنتے تھے اس کے اندر ایک جزء موتی کا بھی ہوتا تھا۔

اب وہ موتی کہاں ہے اور اس کی تاثیر کہاں ہے، تو یہ کنکر سے بنائے ہوئے موتی میں بھی کچھ تاثیر اس سیپ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، اور اب دواؤں میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ وہ موتی جو سیپ سے نکلتا ہے وہ دریا میں پایا جاتا ہے اور قطرہ بھی دریا ہی سے پایا جاتا ہے۔ اب اعلیٰ حضرت کا شعر سنو ؎

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیے ہیں ''دُر'' بے بہا دیے ہیں

[دُر=موتی، بے بہا=بیش قیمت/گراں قدر]

ایسے موتی جو بیش قیمت ہوتے ہیں بلکہ اس کی قیمت نہیں لگائی جاسکتی ہے۔ صرف پانی نہیں دیتے ہیں دریا بھی بہاتے ہیں، دریا کا خزانہ بھی عطا فرمادیا کرتے ہیں۔

تشریح ثانی:

سیدنا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں ؎

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیے ہیں ''دُر'' بے بہا دیے ہیں

یہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت تھی۔ سائل اگر قطرہ مانگتا ہے تو گلاس دو گلاس، گڑھا دو گڑھا، حوض دو حوض بھر کر نہیں دیتے ہیں، بلکہ سخاوت کا دریا بہا دیتے ہیں اور صرف دریا ہی نہیں، دُر بے بہا دیے ہیں۔ دُر کہتے ہیں سچے قیمتی موتی کو، یہ موتی دریا میں ملتا ہے۔ دریا جو سخاوت کرتا ہے کہ ہر ایک کو پانی پلاتا ہے تو صرف پانی ہی دیتا ہے یہ دریا کی سخاوت ہے۔ آپ نہانا چاہو تو بدن کا میل چھڑا دیتا ہے۔ کپڑا دھونا چاہو تو دریا کا پانی آپ کا کپڑا دھو دیتا ہے۔ ہوتا ہے کہ نہیں؟ لیکن اس کے پیٹ میں جو موتی ہے وہ نہیں دیتا ہے۔ تو دریا کی سخاوت بہت مشہور ہے۔ جو سیٹھ بہت زیادہ لوگوں کو نوازتا ہے، بانٹتا ہے تو آپ کہتے ہیں (کہ وہ) دریا دل ہے۔ اس کو آپ بہت دریا دل ہے بہت سخی ہے (کہتے ہیں)، لیکن دریا دل بھی اپنا خزانہ نہیں دیتا ہے، لیکن جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے تم نے قطرہ مانگا تو امام احمد رضا فرماتے ہیں ؎

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیے ہیں ''دُر'' بے بہا دیے ہیں

بے قیمت جس کی کوئی قیمت نہیں ہوسکتی ہے وہ بھی عطا فرمادیا اور ایسا دُر، ایسا موتی کہ بے بہا جس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ وہ کیا ہے؟ علم ہے، ایمان ہے وہ قیمتی چیز۔ حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار ﷺ کی بارگاہ میں، میرے کریم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ میں نے بھی میرے کریم سے ایک شعر کہا ہے، ابھی جو میرا اس کے پہلے سال حج ہوا میں نے عرض کیا ہے ؎

میرے کریم کا ایسا کرم ہوا مجھ پر
پچیس سال مسلسل بلا لیا در پر

ہم نے ایک حج مانگا تھا تو سرکار نے پچیس کروادیا۔ اس سال چھبیس، ان شاء اللہ زندگی رہی تو آئندہ ستائیس، جتنی مرتبہ سرکار ﷺ نوازیں گے؛ انکار ہم کیوں کریں گے۔ ہم نے تو دُعا کی تھی ؎

دکھا دے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

اس بستی میں جانے کی ایک مرتبہ دُعا کی تو جہاں رحمت ہی رحمت برستی ہے۔ ارے! رحمت تو اپنی جگہ پر وہاں پر تو رحمۃ للعالمین ﷺ خود ہیں۔ اللہ فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (سورۃ الانبیاء:۱۰۷)

اے محبوب! ہم نے آپ کو سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

تو ہم نے ایک حج مانگا تو چھبیس دے دیا۔ اور یہ ایسے موتی ہیں کہ جس کی کوئی قیمت نہیں۔ لیکن چھبیس ستائیس پر غرور مت کرنا، اے نفس! یہ تیرا اپنا حوصلہ نہیں ہے بلانے والے کا کرم ہے، ورنہ ہماری بساط کہاں۔

☆☆☆

دِل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دُزدِ رَجیم
اُلٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

کسی کے دروازے پر کوئی نام کی تختی لگادی جائے (یعنی Name Plate) تو آنے والا فوراً دیکھ لے گا کہ کمشنر صاحب کا بنگلہ ہے، یہ PI صاحب کا مکان ہے، یہ فلاں شیخ صاحب کا (مکان ہے)، Name Plate دیکھ کر کے جس کا مکان ہے اس کا پتہ چلتا ہے۔ نیم پلیٹ کا بہت بڑا اثر ہوتا

ہے۔اعلیٰ حضرت دُعا کرتے ہیں، ہمارا دل بھی ایمان کی کوٹھری ہے اور اسی دل کے اوپر شیطان کا حملہ ہوتا ہے۔اور اس دل کے اندر محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت اور Currency ہے، وہ اسے چرانا چاہتا ہے۔تو (اعلیٰ حضرت) دُعا کرتے ہیں۔اے غوث ایسی دُعا کر دیجئے کہ آپ کا نام ہمارے دل کے دروازے پر لکھ جائے۔دل ہمارا ہے لیکن ہم اپنے دل کو اپنا نہیں کہتے ، یہ غوث کا دل ہے، یہ ان کی محبت کے رہنے کا ٹھکانہ ہے۔اے غوث ! اپنے نام کی پلیٹ (تختی) لگا دیجئے۔''دِل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دُزدِ رَجیم''... دُزد کہتے ہیں''چور'' کو، رجیم کے معنیٰ''مردود، نکما''، یہ کس کی طرف اشارہ کیا ہے؟ شیطان دزدِ رجیم ہے، بڑا مردود ہے۔یہ ایمان کی کرنسی کو لوٹ لیتا ہے۔تو (اعلیٰ حضرت) فرماتے ہیں ۔

دِل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دُزدِ رَجیم
اُلٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

(جب شیطان) دیکھے کہ اس دل میں چرانے کی دولت موجود ہے، تو اس میں وسوسے ڈالتا ہے، لیکن دیکھے Name Plate تو ہے شیخ عبدالقادر جیلانی کی، تو دیکھ کے ہی بھاگ جائے گا، وہ کبھی ہمت نہیں کرے گا، تو بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ حضور غوث پاک کے نام کی برکت کا ایک 'نیم پلیٹ' لگا دو، تو وہ Name Plate کیا ہے؟ یہ نہیں کہ کوئی جا کر کے کمپیوٹر سے Name Plate بنا لے۔یہ نیم پلیٹ کیا ہے؟ اسی کا نام ہے 'عقیدت'....

اولیا کے نام کی عقیدت کا 'نیم پلیٹ' اپنے دل کے اوپر لگا لو، شیطان خود ہی بھاگ جائے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورۃ التوبۃ:۱۱۹) اے اللہ کے بندوں اگر اپنے تقویٰ کی پونجی (اور) سمپتی (संपत्ति) کو بچانا چاہتے ہو تو كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ، اللہ والوں کے ساتھ چلو۔کرفیو میں بھی تجھے کوئی گولی نہیں مارے گا، اگر پولیس والے کا ہاتھ پکڑ کر چلتا ہے۔(اسی طرح غوثِ پاک سے عقیدت کرے گا تو) یہاں بھی محفوظ رہے گا، آخرت میں بھی سرکشت (सुरक्षित) رہے گا، اس لیے وہاں غوثِ پاک کے ساتھ چلے گا تو عذاب کے فرشتے کبھی تجھے نہیں پکڑیں گے، (بلکہ کہیں گے) ارے! یہ تو غوث کا لاڈلا ہے (اور) چھوڑ دیں گے۔

☆☆☆

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دُھوم وَالنَّجم میں ہے آپ کی بینائی کی

اگر اس (شعر) کی تشریح کروں تو مزا آ جائے لیکن Time نہیں ہے، اس میں بہت Time لگے گا۔(اعلیٰ حضرت) فرماتے ہیں ۔

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دُھوم وَالنَّجم میں ہے آپ کی بینائی کی

یہ جو آیت میں نے بڑھی ہے"مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی"(سورۃ النجم:۱۷) یہ سورۂ نجم میں موجود ہے۔اعلیٰ حضرت تلمیحاً (کلام میں کسی واقعہ کی طرف اشارہ) فرماتے ہیں:"شش جہت" دنیا میں چھ Sides / طرف ہیں۔آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، نیچے اور اوپر، یہ چھ Side ہوئے؟ اس کو فارسی میں"شش جہت" کہتے ہیں۔ارشاد فرماتے ہیں:

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دُھوم وَالنَّجم میں ہے آپ کی بینائی کی

یہ چھ Sides حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایسی ہیں جیسے سامنے ہوں۔حضور اگر اوپر دیکھنا چاہتے ہیں تو ان کو سر نہیں اُٹھانا پڑتا ہے، نیچے دیکھنا چاہتے ہیں تو سر جھکانا نہیں پڑتا ہے، دائیں دیکھنا چاہتے ہیں تو سر پھیرنا نہیں پڑتا ہے، بائیں دیکھنا چاہتے ہیں تو بائیں مڑنا نہیں پڑتا ہے اور پیچھے دیکھنا چاہتے ہیں تو یوں (پیچھے) نہیں دیکھنا پڑتا ہے، آگے تو دیکھ رہے ہیں۔

نبی کا یہ معجزہ ہے کہ جس کو دیکھنا ہوتا تھا سامنے ہی دیکھ لیا کرتے تھے۔ بخاری شریف وغیرہ کی کتنی حدیثیں ہیں (کہ) نماز پڑھتے پڑھتے اگر کوئی رکوع، سجدہ میں تھوڑا بہت اِدھر اُدھر ہو جاتا تھا تو سلام پھیر کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے: اے فلاں! اپنے رکوع اور سجدے کو ٹھیک رکھو، جس طرح میں آگے دیکھتا ہوں ویسے ہی تم کو پیچھے دیکھتا ہوں۔تو یہ چھ دشائیں (جہت) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایسی ہیں جیسے سامنے ہوں۔آپ کہیں گے Impossible ہے۔(لیکن) آج Impossible نہیں ہے۔اس (محفل) میں ڈرائیور لوگ ہیں کہ نہیں؟ (گاڑی کے دونوں جانب) Mirror لگا رہتا ہے۔ کیا ڈرائیور پیچھے گھوم گھوم کر دیکھتا ہے کہ پیچھے کون کون سی گاڑی آ رہی ہے؟ اگر مڑ مڑ کر دیکھے تو کسی Poll

سے ٹکرا جائے گا، کسی گڑھے میں گرے گا، کسی کار اور ٹرک سے ٹکرا جائے گا۔ وہ مڑ کر دیکھتا نہیں (بلکہ Mirror کے ذریعے دیکھتا ہے) لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی Mirror اور آئینہ کی ضرورت نہیں ہے، اللہ کی تجلی کا آئینہ ہمہ وقت نبی ﷺ کی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے اور خدا کی تجلی کا آئینہ اوپر بھی دکھاتا ہے، نیچے بھی دکھاتا ہے، دائیں بھی دکھاتا ہے، بائیں بھی دکھاتا ہے، آگے بھی دکھاتا ہے، پیچھے بھی دکھاتا ہے، اسی عقیدے کو امام احمد رضا فرماتے ہیں: ''شش جہت سمت مقابل''... یہ بات سمجھ میں آگئی؟ اب آگے فرماتے ہیں: ''شب وروز ایک ہی حال''... شب کہتے ہیں رات کو اور روز کہتے ہیں دن کو۔

آپ بتایئے آپ کی آنکھ جتنا دن میں دیکھتی ہے اتنا ہی رات میں دیکھتی ہے؟ نہیں نا؟ رات میں دیکھنے کا عالم اور ہوتا ہے اور دن میں دیکھنے کا انداز اور ہوتا ہے، لیکن جناب مصطفیٰ ﷺ کی چشمان مبارک میں وہ پاور تھا کہ جیسے دن میں دیکھتے تھے ویسے ہی رات کے اندھیرے میں دیکھتے تھے۔ اگر سوئی گر جائے تو دن میں بھی آپ ٹٹولتے رہیں گے نظر نہیں آئے گی؛ لیکن مصطفیٰ (ﷺ) مسکرائیں تو عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو سوئی رات میں نظر آئے... جب تبسّم میں یہ روشنی ہے تو روشنی والی آنکھ میں کتنی روشنی ہوگی۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ۔

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دُھوم وَالنَّجم میں ہے آپ کی بینائی کی

حضور پاک کی روشنی کی دھوم قرآن میں ہے کہ مصطفیٰ ﷺ، اللہ کو کس طرح دیکھ رہے ہیں۔ اب آپ سُنیے! پروردگار عالم کسی ایک دشا (Side) میں نہیں ہے۔ جو چیز ایک Side (طرف) ہوتی ہے؛ وہ ہر طرف سے گھری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف آگے ہے، نہ صرف پیچھے ہے، نہ صرف دائیں ہے، نہ صرف بائیں ہے، نہ صرف نیچے ہے، نہ صرف اوپر ہے، اسی لیے اوپر والا کہنا یہ جائز نہیں ہے۔ کبھی مت بولنا! اللہ اوپر اور نیچے سے، دائیں اور بائیں سے پاک و منزہ ہے۔ پھر مصطفیٰ (ﷺ) نے دیکھا کیسے؟ دائیں دیکھا کہ بائیں دیکھا کہ اوپر دیکھا کہ نیچے دیکھا؟ تو (اعلیٰ حضرت) ارشاد فرماتے ہیں کہ ''دُھوم وَالنَّجم میں ہے آپ کی بینائی کی''، (جیسے) اللہ تعالیٰ ہر دشا (جہت) سے پاک ہے تو مصطفیٰ (ﷺ) کا دیکھنا بھی ہر دشا (جہت) سے پاک ہے۔

☆☆☆

حمد ونعت.....!

کلام رضاؔ ''وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا'' کی عام فہم تشریح

شکیل احمد سبحانی، رضا اکیڈمی مالیگاؤں

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا

تشریح: اس شعر میں اللہ رب العزت کی حمد بھی بیان کی گئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بھی بتائی گئی ہے، امام احمد رضا اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر رہے ہیں کہ:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

حمد ہے اس رب العالمین کے لیے جس نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا، اسی مہربان رب نے ہمیں آپ کا وہ در بتایا ہے، جہاں سے اس کی رحمت، نعمت، بخشش اور مغفرت کو طلب کیا جا سکتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۝ (پارہ ۵، سورۃ النساء آیت ۶۴)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

قرآن کے اس فرمان کو پڑھیے، ذہن نشین کیجیے، یہ اللہ کا حکم ہے، وہ چاہتا تو اپنے گناہ گار بندوں کو خود ہی معاف کر دیتا، لیکن اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ ایک اہم شرط مقرر فرما دی، کہ گناہ گاروں اور خطا کاروں کے لیے یہ ہدایت ہے کہ پہلے وہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دیں، میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے در سے جب ان کے حق میں سفارش ہوگی، تو پھر ضرور ان کے لیے اللہ کی رحمت اور بخشش و مغفرت کے دروازے کھلیں گے۔

تمہیں حاکم برایا، تمہیں قاسم عطایا
تمہیں دافع بلایا، تمہیں شافع خطایا
کوئی تم سا کون آیا

تشریح: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی شان بھی عجب شان ہے، آپ کو آپ کے رب نے کیسے کیسے عظیم انعامات اور اعزازات سے نوازا ہے؟

1..... تمہیں حاکم برایا، یعنی آپ ہی سب مسلمانوں کے حاکم بنائے گئے، اور آپ کا یہ حاکم ہونا بھی رب کی قسم کے ساتھ ہے، قرآن فرماتا ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (پارہ ۵ سورۃ النساء، آیت ۶۵)

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

2..... تمہیں قاسم عطایا، یعنی آپ ہی کے ذریعے اللہ عزوجل کی نعمتیں لوگوں کو ملتی ہیں، صحیح بخاری شریف میں ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

انما انا قاسم واللہ یعطی

بیشک اللہ دینے والا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ: کسی چیز کی تخصیص نہ فرمائی، یعنی کوئی نعمت ہو اللہ ہی دیتا ہے اور وہ حضور اکرم ﷺ کے ذریعے ہی ملتی ہے۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
انا اعطینٰک الکوثر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں

3..... تمہیں دافع بلایا، یعنی آپ ہی بلاؤں اور مصیبتوں کو دفع کرنے والے ہو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دافع بلا بنایا، اس عنوان پر تو امام احمد رضا نے ''**الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلا**'' اس نام سے ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی، جس میں 70 قرآنی آیات اور دوسو ساٹھ (260) احادیث کو پیش فرمایا ہے، قارئین کو اس ایمان افروز کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

4..... تمہیں شافع خطایا، یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہی شفاعت کا تاج عطا فرمایا، مسلم شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا

یرھب الی الخلق کلھم حتی ابراھیم۔ (مسلم شریف، صفحہ ۲۷۳)

تمام مخلوق میری طرف رجوع کرے گی یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی (ﷺ)

5..... کوئی تم سا کون آیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو آپ کے رب نے بے مثل و بے نظیر پیدا فرمایا۔

وہ کنواری پاک مریم وہ نفخت فیہ کا دَم
ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا
وہی سب سے افضل آیا

تشریح: یہاں حضرت مریم اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل بیان کرتے ہوئے امام احمد رضا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی تذکرہ فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ: حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ جیسا بیٹا نصیب ہوا تو حضرت آمنہ کا نصیبہ بھی کیا جگمگایا کہ آپ کے ''جایا'' یعنی شہزادے کو ان کے مہربان رب نے سب سے زیادہ افضل اور بزرگ و برتر بنایا.....

اس شعر میں امام احمد رضا قرآن پاک کی آیت کے حوالے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادتِ مبارکہ کا تذکرہ کر رہے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت حیرت انگیز ہے اور اللہ عزوجل کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک عظیم تر نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم

سے حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک پر ایک پھونک ماری اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی...... لیکن حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جایا یعنی اُن کے نورِ نظر حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبے کا کیا کہنا کہ وہ تو اللہ کی نشانیوں کے سب سے اعظم ترین نشان ہیں، ان کی شان تو یہ ہے کہ انہیں یک نے یک بنایا، وہ بے مثل و بے نظیر ہیں......

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر امام احمد رضا نے ایک نعت میں اس طرح بھی فرمایا ہے۔

دل کو ان سے خدا، جدا نہ کرے
بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے
دل میں روشن ہے شمع عشق حضور
کاش جوشِ ہوس ہوا نہ کرے
سب طبیبوں نے دے دیا ہے جواب
آہ عیسیٰ اگر دوا نہ کرے
حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے
منکر آج ان سے التجا نہ کرے
لے رضاؔ سب چلے مدینے کو
میں نہ جاؤں، ارے خدا نہ کرے

اس موضوع کو سمجھنے کے لیے امام احمد رضا محدث بریلوی کی تصنیف ''تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین ﷺ'' خوب ہے۔

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی اس کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: حضور اکرم ﷺ ''افضل الرسل'' ہیں اور سید الاولین وآخرین ہیں، ''قائد العالمین'' اور ''سید المرسلین'' بھی ہیں اور ''رحمۃ للعالمین'' بھی ہیں۔آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ''افضل المحبوبین'' اور ''خاتم النبیین'' ہیں، آپ ''امام الانبیاء'' بھی ہیں اور ''سالار الرسل'' بھی ہیں۔ان صفاتِ عالیہ اور خطاباتِ مقدسہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت

سارے القابات سے نوازا ہے اور ان خطابات اور القابات کی قرآن گواہی دیتا ہے اور احادیثِ نبویہ تفصیل بیان کرتی ہے۔

یہی بولے سدرہ والے، چمنِ جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے، ترے پائے کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

تشریح: یہاں حضرت جبریل علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے، سدرہ والے کہہ کر اشارے ہی اشاروں میں بہت کچھ واضح کر دیا گیا،

حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ولادتِ مبارکہ پر ظاہر ہونے والے واقعات کو ہی نہیں دیکھا، جب آپ کے نور سے ملک شام تک کے محلات روشن ہو گئے، کعبہ شریف میں رکھے بت گر گئے، فرشتوں کا ہجوم درود وسلام پیش کرتے حضرت آمنہ کے گھر پہنچ گیا، وغیرہ وغیرہ بلکہ حضرت جبریل تو اس وقت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وشان اور عظمت کا مشاہدہ فرما رہے ہیں، جب اس روئے زمین پر کچھ نہ تھا آسمان پر بس ایک تارا چمکتے رہتا تھا، حضرت جبریل تو وہ ہیں جنہوں نے تمام انبیا ورُسل کے فضائل وکمالات کا مشاہدہ کیا، اس وجہ سے آپ کی گواہی بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

شبِ معراج حضرت جبریل علیہ السلام مقامِ سدرہ تک پہنچ کر رُک جاتے ہیں، آپ کا یہ رُکنا اور پھر بارگاہِ رسالت میں یہ عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری پرواز کی حد تمام ہوئی، اب میں آگے نہیں جا سکتا، اس سے آگے اب آپ تشریف لے جائیں، اور اپنے رب سے ملاقات فرمائیں، اپنے اندر بہت کچھ بیان کر رہا ہے، گویا وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے سارے جہان کو کھنگالا، زمین کی سیر کی، آسمانوں کے گوشے گوشے اور چپّے چپّے کو دیکھا، تمام انبیا ورُسل کے فضائل وکمالات کو ملاحظہ کیا لیکن کوئی نہ ملا، جو حضرت آمنہ کے شہزادے کی مثل ہو، جو آپ کی طرح سدرہ تک پہنچا ہو، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صرف سدرہ تک ہی نہیں پہنچے، بلکہ اس سے آگے لا مکاں تک بھی آپ کی رسائی رہی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ تو وہ ہیں کہ آپ کے رب نے ایک بار نہیں بلکہ متعدد بار اپنی زیارت سے مشرف فرمایا، آپ کے رب نے جب پچاس نمازوں کا تحفہ دیا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

نمازوں کی تعداد کم کروانے کی غرض سے بارگاہِ الٰہی میں درخواست پیش کرنے کی صلاح دی، اس طرح آپ اپنے رب کے حضور جاتے رہے، آتے رہے، یہاں تک کہ صرف پانچ نمازیں رہ گئیں۔

قصرِ دنٰی تک کس کی رسائی
جاتے یہ ہیں، آتے یہ ہیں
انا اعطینٰك الکوثر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں

حق یہ ہے کہ آپ کو آپ کے رب نے جو نعمتیں عطا کیں اسے بس آپ جانتے ہیں اور آپ کا رب جانتا ہے۔

فاذا فرغت فانصب، یہ ملا ہے تم کو منصب
جو گدا بنا چکے اب، اُٹھو وقت بخشش آیا
کرو قسمتِ عطایا

تشریح: اس ایک شعر میں قرآن مقدس کی دو آیتوں کو بیان کیا گیا ہے، ایک آیت مبارکہ تو اپنے عربی متن کے ساتھ مصرعہ اولیٰ میں موجود ہے اور دوسری آیت مبارکہ کا مفہوم مصرعہ ثانی میں بیان کر دیا گیا، وہ آیت یہ ہے ''وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ''.....

سورۃ الانشراح کی آیت ''فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ''

ترجمہ کنزالایمان: تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دُعا میں محنت کرو..... اس کی تفسیر میں مفسرین کرام نے فرمایا کہ جب نماز سے فراغت پاؤ تو دُعا میں محنت کرو، یہ اعزاز سرورِ دوعالم ﷺ کو عطا ہوا کہ اللہ تعالیٰ خود ہی دُعا کا حکم فرما رہا ہے۔

اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں جو یہ کہا گیا کہ 'جو گدا بنا چکے اب'، تو یہ بھی قرآن مقدس کے ہی حوالے سے ہے کہ اللہ فرماتا ہے:

''وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ'' ترجمہ: اور منگتا کو نہ جھڑکو،

یہ تو ایک آیت بیان ہوئی، اب سورۂ مبارکہ کا مکمل ترجمہ دیکھیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے، تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ

جانا، اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے، اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے، کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی، اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی، اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا، تو تم یتیم پر دباؤ نہ ڈالو اور منگتا کو نہ جھڑکو اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو..... (سورۃ والضحیٰ، ترجمہ کنزالایمان)

اللہ اکبر! یہ بھی کیسا فضل ہے! کیسا اعزاز اور احسان ہے!! کہ اللہ رب العزت چمکتے دَمکتے بلند آفتاب کی قسم یاد کر کے اعلان فرما رہا ہے کہ مرے حبیب، مری رحمتیں ترے ساتھ ساتھ ہیں، سنو، سنو، تم پر مری نوازشوں کا سلسلہ تمام نہیں ہوا بلکہ یہ مسلسل دراز ہوتا رہے گا، آنے والی ہر آن تمہاری شان اور تمہارا مقام بلند ہوتا رہے گا، اے محبوب، تم حاجت مند تھے، میں نے اپنے فضل سے تمہیں غنی کر دیا.....،

ذرا بتائیں! جس کے علم کی شہادت قرآن میں ہو کہ جو تم نہیں جانتے وہ سب کچھ تمہارے رب نے تمہیں بتا دیا..... جس کے غنی ہونے کا اعلان قرآن میں ہو، اور اللہ عزوجل کے فضل سے اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کے خزانوں کی کنجیوں کے دیے جانے کا اعلان حدیث پاک میں ہو..... تو پھر اس کے علم پاک اور اس کے پاس موجود خزانوں اور اختیارات کا کیا عالم ہوگا.....؟ سچ بات یہی ہے ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ رب کریم نے کیسی کیسی نعمتیں اور اختیارات اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں..... امام احمد رضا نے کیا خوب فرمایا۔

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

اب شعر کے مفہوم کو سمجھتے ہیں، عرض کیا جا رہا ہے کہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو تو آپ کے رب نے وہ عظیم مقام اور مرتبہ عطا کیا کہ حکم ہوا، دُعا کرو، تا کہ وہ دُعائیں بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوتی رہیں، لوگوں پر اللہ کی رحمتیں ان دُعاؤں سے برستی رہیں، مصیبت زدوں کی مصیبتیں ٹلتی رہیں، غمزدوں کے غم دور ہوتے رہیں، پریشان حال لوگوں کی پریشانیاں ختم ہوتی رہیں.....

یارسول اللہ! جب اللہ کی بارگاہ میں آپ کو یہ مقام حاصل ہے تو ہم بھی آپ سے عرض کرتے ہیں کہ ہم پر بھی کرم کی نظر فرمائیں، ہماری بھی بخشش کروائیں، اور ہمیں بھی اپنی ایسی قسمتیں عطا فرمائیں

جوآپ کے احسانات سے بھری ہوئی ہوں۔

وَ اِلَی الْاِلٰہِ فَارْغَبْ کرو عرض سب کے مَطلب
کہ تمہیں کو تکتے ہیں سب کرو اُن پر اپنا سایا
بنو شافِعِ خطایا

تشریح: یہاں قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ کا ذکر ہورہا ہے:

وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ (سورۃ الانشراح:۸)

ترجمہ: اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت رکھو۔

اس شعر میں یہ بات عرض کی جارہی ہے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب اللہ رب العزت نے آپ کو اپنی طرف متوجہ فرمایا ہے تو پھر ہم گناہ گاروں پر کرم فرمایئے، ہمیں یاد فرمایئے، ہم سب کی مشکلات اور سب کی پریشانیوں کو بارگاہ الٰہی میں پیش کیجیے کہ قیامت کے اس سب سے زیادہ مشکلات اور پریشانیوں والے دن سبھی کی نظریں آپ پر لگی ہوئی ہیں، سب آپ سے رحم اور کرم کی اُمید کررہے ہیں، آخری سہارا آپ ہیں، سب جانتے ہیں، اور اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ آپ کی دُعائیں بارگاہِ الٰہی میں رد نہیں ہوتیں اور آپ کی عادتِ کریمہ یہ ہے کہ آپ سائلوں کو خالی دامن واپس جانے نہیں دیتے، بلکہ ان پر احسان فرماتے ہیں۔

مذکورہ اشعار قیامت کی منظر کشی بھی کرتے ہیں، روز محشر جب نفسی نفسی کا عالم ہوگا، کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہوگا، کوئی کسی کی مدد کرنے کو تیار نہیں ہوگا..... پریشان بیٹے کی جب باپ پر نظر پڑے گی تو وہ اس اُمید پر اس کی جانب قدم بڑھائے گا کہ میرا باپ ہمیشہ کی طرح آج مجھ پر احسان کرے گا، میرا سہارا بنے گا..... لیکن وہ باپ بھی نفسی نفسی کے عالم میں پڑا ہوگا.....

ایک ماں پر جب بیٹے کی نگاہ پڑے گی تو وہ سوچے گا کہ میری ماں مجھ پر مہربانی کر کے مجھے اس آفت سے بچالے گی، لیکن وہ ماں بھی اس کے لیے کچھ نہیں کر سکے گی.....

اس مصیبت سے اہل محشر کو اگر کوئی بچائے گا، اگر کوئی مددگار ہوگا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے..... امام احمد رضا نے اپنے مشہور زمانہ نعتیہ کلام 'سچی بات سکھاتے یہ ہیں' میں کچھ اس طرح اسے بیان کیا ہے۔

باپ جہاں بیٹے سے بھاگے
لطف، وہاں فرماتے یہ ہیں
ماں جب اکلوتے کو چھوڑے
آ آ کہہ کر بلاتے یہ ہیں

برادر اعلیٰ حضرت استاذ زمن علامہ حسنؔ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا۔

فقط اتنا سبب ہے، انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

اس کلام میں اب آگے تسلسل کے ساتھ جو اشعار آرہے ہیں، اسے سمجھنے کے لیے امام احمد رضا کے اس عشق کو سمجھنا ہوگا، جس عشق نے انہیں اتنا تڑپایا کہ دنیا انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے نام سے جاننے اور پکارنے لگی..... ہر بزمِ محبت میں ان کا تذکرہ ہے..... ان کے کلام وسلام کی دھوم مچی ہوئی ہے.....

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، ایمان کی سب سے اہم شرط ہے، اگر یہ محبت و عشق نہیں تو پھر سب کچھ بیکار اور مردود ہے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اس لیے ہر مسلمان کا عاشق رسول ہونا ضروری ہے، اُمت میں کچھ ایسے عشاق بھی گزرے ہیں، جن کا عشق بے مثال تھا، مثالی تھا، امام احمد رضا کا شمار بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے ہی عاشقوں میں ہوتا ہے، کیا عرب کیا عجم! سارے جہان میں امام احمد رضا کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گونج سنائی دیتی ہے، یہ کیا کم ہے کہ آپ سے اختلاف رکھنے والے علما نے بھی آپ کے عاشق رسول ہونے کا انکار نہیں کیا، بلکہ نسبت عشق کا اعتراف کیا..... عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے آپ کے نعتیہ کلام کو پڑھنے اور سننے سے جو ایمانی اور روحانی سکون میسر آتا ہے، اس کا مزا ہی کچھ اور ہے..... یہ آپ کے عشق کی معراج تھی کہ آپ کو حالتِ بیداری میں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ بے ساختہ پکار اُٹھے۔

اللہ کی، سر تا بقدم، شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان، وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے، مری جان ہیں یہ

شان ہیں یہ، وہ انسان ہیں یہ، مری جان ہیں یہ، مخاطبت کا یہ انداز بتا رہا ہے کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرتے ہوئے یہ ایمان افروز باتیں کہی گئی ہیں ..... لذتِ دیدار کا پاکیزہ اظہار ہے ..... ایک ایسا عاشق جس نے اپنی زندگی کا مقصد صرف اور صرف اپنے محبوب سے محبت کو ہی بنا لیا ہو تو پھر اس کے دلی جذبات کو سمجھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں رہ جاتی ..... دلِ وارفتہ اور سوزِ دروں چاہیے۔

جان ودل ہوش وخرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضاؔ سارا تو سامان گیا

زیرِ تبصرہ نعت لکھتے لکھتے! امام احمد رضا پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوتی ہے اور وہ تصورات کی دُنیا میں کھو جاتے ہیں، انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ان کا دل ان کے پاس نہیں رہا بلکہ انہیں چھوڑ کر کہیں چلا گیا ہے، جس کے بعد وہ اللہ کے نیک بندوں کو آواز دیتے ہوئے انہیں اپنے حال سے آگاہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ خدارا! میری مدد کرو۔

ارے اے خدا کے بندو کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
مِرے پاس تھا ابھی تو، ابھی کیا ہوا، خدایا
نہ کوئی گیا، نہ آیا

تشریح: آپ فرماتے ہیں کہ میرے اس دل کو تلاش کیجیے جو ابھی ابھی تو میرے پاس تھا، لیکن نہیں معلوم کہ کہاں چلا گیا، پھر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہاں تو میرے پاس کوئی آیا بھی نہیں اور گیا بھی نہیں پھر کیسے ایسا ممکن ہوسکا۔

ہمیں اے رضاؔ ترے دل کا پتہ چلا بہ مشکل
درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا

تشریح: امام احمد رضا کی اس صدا کو سن کر ڈھونڈنے والے جمع ہوتے ہیں، اِدھر اُدھر سب جگہ اس دل کو

تلاش کرتے ہیں، جس کے گم ہوجانے کی خبر دی گئی تھی، جب انہیں کہیں کامیابی نہیں ملتی تو پھر مدینہ منورہ میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسے تلاش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، انہیں اس گمشدہ دل کو تلاش کرنے میں کامیابی ملتی ہے، پہلی خبر یہ دی جاتی ہے کہ اے احمد رضا! پریشان نہ ہو، ہم نے اس دل کا پتہ لگا لیا، اسے جہاں ہونا چاہیے تھا وہ وہیں گیا ہے، روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہمیں وہ دکھائی دیا مگر وہ کس حال میں ہے، اس تعلق سے ہم سے نہ پوچھ۔ پھر بتایا جاتا ہے کہ۔

کبھی خندہ زیرِ لب ہے، کبھی گریہ ساری شب ہے
کبھی غم کبھی طرب ہے، نہ سبب سمجھ میں آیا
نہ اسی نے کچھ بتایا

تشریح: اے احمد رضا، ترے دل کا حال تو ایسا ہے کہ اس نے ہمیں بڑے تجسس میں ڈال رکھا ہے، کبھی وہ بہت خوش رہتا ہے، اور زیرِ لب مسکراہٹ اس کے چہرے سے جھلکتی ہے، تو کبھی اس کی راتیں رونے اور بلکنے میں گزر جاتی ہیں، کبھی وہ مغموم ہوجاتا ہے تو کبھی مسرور رہتا ہے، ان کیفیات کا سبب کیا ہے، ہمیں یہ سمجھ میں نہیں آسکا۔

کبھی خاک پر پڑا ہے، سرِ چرخ زیرِ پا ہے
کبھی پیش در کھڑا ہے سرِ بندگی جھکایا
تو قدم میں عرش آیا

تشریح: کبھی وہ مٹی میں پڑا دکھائی دیتا ہے تو کبھی آسمان کی بلندیاں اس کے قدموں کے نیچے دکھائی دیتی ہیں، کبھی درِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی محبت اور غلامی والے سر کو جھکائے کھڑا ہے تو کبھی عرش کی بلندیاں اس کے قدموں کے نیچے ہیں۔

کبھی وہ تپک کہ آتش، کبھی وہ ٹپک کہ بارش
کبھی وہ ہجومِ نالش، کوئی جانے ابر چھایا
بڑی جوششوں سے آیا

تشریح: کبھی وہ درد اور محبت کی شدت سے ایسے تڑپتا ہے کہ جیسے وہ سلگ رہا ہے اور آگ جل رہی ہو، کبھی وہ اس قدر آہ وفغاں کرتا ہے کہ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگتی ہے، اور ایسا محسوس ہوتا

ہے جیسے بارش ہو رہی ہے اور وہ آگ کو بجھا رہی ہے، کبھی وہ اس قدر فریاد کرتا ہے اور غموں کا ہجوم اسے اس طرح گھیر لیتا ہے، اور پھر جب وہ افسردہ و غمزدہ ہوتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے؛ جیسے ابر چھایا ہوا ہے، یہ حالت اس کی بڑی پرجوش اور ولولہ انگیز ہوتی ہے۔

کبھی وہ چہک کہ بلبل، کبھی وہ مہک کہ خود گل
کبھی وہ لہک کہ بالکل چمنِ جناں کھلایا
گلِ قدس لہلہایا

تشریح: ڈھونڈنے والے بتا رہے ہیں کہ؛ اے احمد رضا، ترے دل کا حال سن، کبھی وہ جب اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں ڈوب کر مدح کرتا ہے تو بلبل کے چہکنے کا گمان ہوتا ہے، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لذت جب بڑھتی ہے تو وہ پھول بن جاتا ہے، اور یہ عشق جب شباب پر پہنچتا ہے تو وہ پھول کچھ اس طرح کھل جاتا ہے کہ جنت کے باغات یاد آتے ہیں، اور ایسا لگتا ہے جیسے کوئی مقدس پھول اپنے بے پناہ حسن اور اپنی تمام تر رعنائیوں، خوبیوں اور نزاکتوں کے ساتھ لوگوں کو دعوتِ نظارہ دے رہا ہے۔

کبھی زندگی کے ارماں، کبھی مرگِ نو کا خواہاں
وہ جِیا کہ مرگ قرباں، وہ موا کہ زیست لایا
کہے روح ہاں جِلایا

تشریح: اس دل کا حال کیا ہی بتائیں؟ کبھی وہ دل زندہ رہنے کی خوب تمنا کرتا ہے تو کبھی پھر اک بار موت کی آرزو رکھتا ہے، اس کی زندگی ایسی ہے کہ موت اس پر قربان ہونے کی تمنا کرتی ہے، اور اس کی موت ایسی ہے کہ وہ اسے پھر نئی زندگی دیتی ہے، اور بار بار یہی ہوتا ہے، وہ یادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کبھی اپنے آپ کو فنا کر لیتا ہے تو پھر اسے دوبارہ زندگی مل جاتی ہے، یہ محبت ایسی محبت ہے جو اسے مرنے نہیں دیتی، مٹنے نہیں دیتی، وہ جب فنا ہوتا ہے تو روح کہتی ہے کہ تجھے پھر اللہ کے حکم سے نئی زندگی عطا کی جاتی ہے۔

قرآن کریم میں جو ارشاد ہوا کہ اللہ کی راہ میں جو شہید ہوں انہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، اور حدیث پاک میں جو بیان ہوا کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے تمنا کریں گے کہ، یا اللہ ہمیں اور زندگی دے کہ ہم تیرے لیے اپنی جان نچھاور کر سکیں، ان باتوں کو ذہن میں رکھ کر جب اس شعر کو سمجھنے

کی کوشش کی جائے تو لطف ہی کچھ اور ملے۔

کبھی گم، کبھی عیاں ہے، کبھی سرد گہ تپاں ہے
کبھی زیرِ لب فغاں ہے، کبھی چپ کہ دم نہ تھایا
رُخ کام جاں دکھایا

تشریح: اے احمد رضا، اس دل کی کیا پوچھتے ہو.....؟ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ تو ایسا کھویا کھویا سا رہتا ہے کہ کبھی لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے، ڈھونڈنے والے ڈھونڈتے رہتے ہیں، مگر وہ کہاں نظر آتا ہے؟ اور پھر کبھی اچانک وہ ظاہر بھی ہو جاتا ہے، اس کی کیفیات بدلتی رہتی ہیں، کبھی بالکل ٹھنڈا اور برف جیسا سرد ہو جاتا ہے تو کبھی بلا کا جوش اس میں دکھائی دیتا ہے، کبھی زیر لب آہ و زاری کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے تو کبھی ایسا لگتا ہے جیسے اس کی سانسیں اس کا ساتھ چھوڑ کر رُخصت ہوا چاہتی ہیں، اور اب اس میں زندگی کی کوئی اُمید باقی نہیں رہ گئی، اس کی جان کو قرار آنے کو ہے اور وہ اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عزت و ناموس پر فدا ہونے کو ہے۔

یہ تصوراتِ باطل، ترے آگے کیا ہیں مشکل
تری قدرتیں ہیں کامل، انھیں راست کر خدایا
میں انہیں شفیع لایا

تشریح: امام احمد رضا نے اپنے دل کے گم ہو جانے، اور پھر ڈھونڈنے والوں کو اس دل کے نظر آنے اور پھر اس کی دیوانگی کی جو داستان اپنے اس کلام میں بیان کی، اس کی حقیقت کیا تھی؟ اب اس کا اعتراف کرتے ہوئے یہاں وہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کر رہے ہیں کہ:

اے رب العالمین! تجھ سے کون سی چیز پوشیدہ ہے؟ تو بہتر جانتا ہے کہ میں نے جو کچھ بھی کہا وہ باطل تصورات تھے، جو حقیقت سے دور تھے، لیکن تیرے نزدیک میرے ان تصورات کو حقیقت میں بدل دینا کون سا مشکل کام ہے.....؟ تو بڑی قدرتوں والا ہے..... تیرے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جس عشق کا میں طلب گار ہوں، اپنے فضل و کرم سے مجھے عشق کی اُس منزل تک پہنچا دے.....اے میرے مہربان رب! مجھ پر رحم فرما! میں تری بارگاہ میں! تیرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا شفیع بنا کر تجھ سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھیک مانگ رہا ہوں.....!

☆☆☆

رضا اکیڈمی ممبئی کی خدمات 24-2023ء

(سالانہ اجمالی رپورٹ اگست 2023ء تا اگست 2024ء)

رضا اکیڈمی ممبئی استقامت وانہماک کے ساتھ فروغ دین وسنیت کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔
سربراہ رضا اکیڈمی الحاج محمد سعید نوری بڑے متحرک وفعال ہیں۔ان کا دماغ ہمہ وقت اشاعت دین و سنیت کے لیے نئی نئی راہیں تلاش کرتے رہتا ہے۔اس رپورٹ میں رضا اکیڈمی کی ایک سالہ سرگرمیوں کا مختصراً احاطہ کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ رضا اکیڈمی کو مسلکِ اعلیٰ حضرت کے فروغ کے لیے مزید عزم وحوصلہ اور استحکام عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔(ادارہ)

اگست 2023ء

25/اگست 2023ء: چندریان تین کی چاند پر کامیاب لینڈنگ پر رضا اکیڈمی نے ترنگا لہرا کر خوشی کا اظہار کیا، خواجہ کا ہندوستان زندہ باد، بھارت زندہ باد کے نعروں سے ممبئی گونج اُٹھا۔

29/اگست 2023ء: مظفر نگر سانحہ دو قوموں کے درمیان نفرت پیدا کرنے کی کوشش، دفتر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء اور رضا اکیڈمی نے علمائے کرام کی میٹنگ لے کر ملعونہ ٹیچر پر سخت قانونی کارروائی کا مطالبہ کیا۔

29/اگست 2023ء: محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری کی علالت پر رضا اکیڈمی نے دُعائے صحت و شفا کا اہتمام کیا۔

31/اگست 2023ء: رضا اکیڈمی نے بارگاہِ حضرت مخدوم مہائمی علیہ الرحمۃ سے 1498/سالہ جشن ولادت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انعقاد کا آغاز کیا۔ربیع الاول کی پہلی تاریخ سے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی پر ہر گھر ہر مسجد ہر خانقاہ پر پرچم رسالت لہرایا جائے: الحاج محمد سعید نوری

1/ستمبر 2023ء: فتنۂ قادیانیت سے اُمتِ مسلمہ کو محفوظ رکھنے کے لیے سنی جمعیۃ العلماء اور رضا اکیڈمی نے یکم ستمبر سے سات ستمبر تک ہفتہ عقیدۂ ختم نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منانے کا اعلان کیا۔

ستمبر 2023ء

2/ستمبر 2023ء: سنی بلال مسجد سے ہفتہ عقیدۂ ختم نبوت مہم کا آغاز۔ایمان کے تحفظ کے لیے ایسی مہم کی سخت ضرورت ہے: مولانا سید معین میاں

3/ستمبر 2023ء: ہفتہ عقیدۂ ختم نبوت کا دوسرا اجلاس چندر پور مہاراشٹر میں، عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے کوشش ایمانی تقاضا اور آخرت میں شفاعت رسول ﷺ کا ذریعہ: محمد سعید نوری

6/ستمبر 2023ء: جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تعلق سے رضا اکیڈمی کا مکتوب۔

12/ستمبر 2023ء: بریلی شریف میں 105/واں سالانہ عرس اعلیٰ حضرت۔رضا اکیڈمی نے عرسِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کے موقع پر گھر گھر پرچم رسالت لہرانے کا اعلان کیا

11/ستمبر 2023ء: مراکش زلزلہ متاثرین کے لیے رضا اکیڈمی کی دُعائیہ محفل

ستمبر: عرس رضوی کی نسبت سے رضا اکیڈمی کی روایت کے مطابق رعایتی کتابوں کی اسکیم جاری کی گئی۔

17/ستمبر 2023ء: عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں امور خیر پر توجہ مرکوز کرنے پر اتفاق۔سنی جمعیۃ العلماء اور رضا اکیڈمی کی جانب سے یکم سے 12/ربیع الاول تک خصوصی طور پر ایسے کام کیے جائیں جو رضائے الٰہی وانسانی فلاح کے زمرے میں آتے ہیں۔

18/ستمبر 2023ء: حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ پر عمل اور اسے عام کرنا وقت کی ضرورت، 12/ربیع الاول تک رضا اکیڈمی اور سنی جمعیۃ العلماء کے ذریعے الگ الگ امورِ خیر کی انجام دہی کی تیاری۔

18/ستمبر 2023ء: 1498/واں جشن آمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ماہم درگاہ پر پرچم رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پرچم کشائی، عاشقان رسول! جشن عید میلاد النبی خوب دھوم دھام سے منائیں: الحاج محمد سعید نوری

21/ستمبر 2023ء: عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موقع پر رضا اکیڈمی کی جانب سے جے جے اور صابو صدیق ہسپتالوں میں پھل تقسیم کیے گئے۔

25/ستمبر 2023ء: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کے انہدام پر علمائے کرام کا احتجاج، علما کے نشست۔حکومتِ مصر فوراً مزار پاک کی تعمیر کرے: رضا اکیڈمی

27/ستمبر 2023ء: جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ڈی جے کی مخالفت۔ڈی جے میں ملوث افراد پر پولیس کارروائی کا مطالبہ: رضا اکیڈمی

28/ستمبر 2023ء: مسلم مسائل کو لے کر نائب وزیر اعلیٰ دیوندر فڑنویس سے علمائے اہل سنت کی ملاقات۔جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہایت ہی احترام کے ساتھ نکالا جائے: محمد سعید نوری

اکتوبر 2023ء

9/اکتوبر 2023ء: ہر سال کی طرح امسال بھی جلوس نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ نکالا جائے:

12/اکتوبر 2023ء: فلسطین میں جنگ بندی کے لیے جمعہ کو یوم دُعا منانے کا اعلان: الحاج محمد سعید نوری

13/اکتوبر 2023ء: رضا اکیڈمی نے فلسطین کے مظلوم مسلمانوں اور بیت المقدس کی حفاظت کے لیے خلد آباد میں پیرہن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے دُعا کا اہتمام کیا۔

14/اکتوبر 2023ء: ممبئی میں مظلوم فلسطینیوں کے لیے جمعہ میں دُعاؤں کا اہتمام۔ ارضِ فلسطین اور بیت المقدس مسلمانوں کا ہے اور رہے گا، ہماری حمایت فلسطینیوں کے ساتھ ہے: رضا اکیڈمی

21/اکتوبر 2023ء: مظلوم فلسطینیوں کے لیے مدن پورہ سنی بڑی مسجد میں دُعاؤں کا اہتمام: الحاج محمد سعید نوری

28/اکتوبر 2023ء: جلوسِ غوثیہ میں مسجد اقصیٰ کی بازیابی کے لیے خصوصی دُعا۔ قائدین جلوس نے وزیر اعظم سے جنگ بندی میں پہل اور فلسطین میں مزید ریلیف بھیجنے کی اپیل کی۔

نومبر 2023ء

2/نومبر 2023ء: غزہ میں نہتے فلسطینیوں کی شہادت پر کیا سعودی حکومت فیسٹیول کے نام پر دارالحکومت ریاض میں خوشی منا رہی ہے، مسلمان احتجاج کریں گے: حضرت سید معین میاں اور الحاج محمد سعید نوری رضا اکیڈمی

4/نومبر 2023ء: مظلوم فلسطینیوں کی حمایت میں اہتمام دُعا اور ظالم اسرائیل کے خلاف احتجاج۔ یہود کے ساتھ ساتھ سعود کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے، حماس کا بہانہ بنا کر عام شہریوں کو نشانہ بنانا عالمی قوانین کی کھلی خلاف ورزی ہے: الحاج محمد سعید نوری

11/نومبر 2023ء: مظلوم فلسطینیوں کی حمایت میں جنگ بندی کے لیے سنی مسجد بلال میں پروگرام۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ ہندوستانی حکومت جنگ بندی کے لیے مداخلت کرے: الحاج محمد سعید نوری

14/نومبر 2023ء: مسلم ممالک کے اجلاس میں جو تجاویز پیش کی گئیں اس پر فوراً عمل کیا جائے۔ اسرائیل سے سفارتی تعلقات منقطع کر کے تیل کی ترسیل بند کر دینا چاہیے: الحاج محمد سعید نوری

17/نومبر 2023ء: تمام مسلم ممالک انفرادی طور پر اسرائیل کا بائیکاٹ کریں: رضا اکیڈمی

18/نومبر 2023ء: فلسطین میں ظلم کی انتہا، بچوں کا قتل عام۔ اسرائیل نسل کشی کر رہا ہے، عالمی برادری صرف بیان بازی تک محدود: رضا اکیڈمی

25/نومبر 2023ء: مظلوموں کے حق میں آواز اُٹھانا ہم سب کا ایمانی فریضہ ہے۔ سنی مسجد بلال میں

نمازِ جمعہ کے موقع پر فلسطینی مظلوم مسلمانوں کے لیے دُعائیں کی گئیں۔

27/نومبر 2023ء: پرکاش امبیڈکر نے 8/دسمبر کو فلسطین کی حمایت میں ہونے والی امن ریلی کی علمائے کرام کو دعوت دی۔

27/نومبر 2023ء: پرکاش امبیڈکر کا رضا اکیڈمی کے دفتر کا دورہ۔ 8/دسمبر امن ریلی میں شرکت کی دعوت پیش کی۔

دسمبر 2023ء

6/دسمبر 2023ء: بابری مسجد کی شہادت کی برسی پر شہر میں اذان دی جائے۔ رضا اکیڈمی سربراہ نے کہا کہ اہتمامِ اذان جاری رہے گا، کیوں کہ اس کے ذریعے نئی نسلوں کو پیغام دینا ہے اور اس عظیم سانحہ کو یاد رکھنا ہے۔

7/دسمبر 2023ء: بابری مسجد کی شہادت کی 31/ویں برسی کے موقع پر ممبئی، تھانہ، بھیونڈی، مالیگاؤں سمیت پورے مہاراشٹر میں اذان دی گئی۔ جہاں ایک بار مسجد بن جاتی ہے وہ جگہ قیامت تک مسجد ہی رہتی ہے: الحاج محمد سعید نوری

9/دسمبر 2023ء: حضرت خواجہ غریب نواز کی شان میں گستاخی کے جرم میں نپور جے شرما کو فوراً گرفتار کیا جائے: الحاج محمد سعید نوری

13/دسمبر 2023ء: حضرت خواجہ غریب نواز کی شان میں گستاخی نپور جے شرما کے خلاف ایف آئی آر درج کی جائے۔ رضا اکیڈمی نے ممبئی کے پولیس کمشنر کو مکتوب روانہ کیا۔

19/دسمبر 2023ء: وقف بورڈ کو ختم کرنے کے منصوبہ کی تائید کی جائے یا مخالفت کی جائے اس پر غور و خوض کے لیے نشست: الحاج محمد سعید نوری

19/دسمبر 2023ء: لنگر رسول ﷺ ہر پیر کو رضا اکیڈمی کی جانب سے تقسیم کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

20/دسمبر 2023ء: رضا اکیڈمی کی جانب سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے 1500/سالہ جشن ولادت تک ہر پیر کو لنگر رسول کی تقسیم نیز سیرتِ طیبہ کے حوالے ماحول سازی کی جائے گی: رضا اکیڈمی

26/دسمبر 2023ء: رضا اکیڈمی کی جانب سے یوم وصال حضور سید العلماء کے موقع پر لنگر رسول ﷺ کی تقسیم اور علمائے اہل سنت کا خراج عقیدت۔

27/دسمبر 2023ء: 1500/سالہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو 21/ماہ باقی۔ سید عبدالرحمٰن شاہ بابا درگاہ پر لنگر رسول ﷺ تقسیم کیا گیا: رضا اکیڈمی

28ر دسمبر 2023ء: سنہری مسجد کو ہٹانا ملک میں فساد برپا کرنے کی سازش۔ این ڈی ایم سی کے چیف کو برخاست کیا جائے۔ اس سے امن کو خطرہ: الحاج محمد سعید نوری

جنوری 2024ء

2ر جنوری 2024ء: 1500ر سالہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کی نسبت سے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب لنگر مینارہ مسجد کارنر پہ تقسیم کیا گیا۔

3ر جنوری 2024ء: رضا اکیڈمی کی جانب سے شائع ہونے والا سنی رضوی کیلنڈر 2024ء کا اجرا۔

4ر جنوری 2024ء: ممبئی میں عرس حضور احسن العلماء مارہروی علیہ الرحمۃ جس میں خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے سجادہ نشیں حضرت امین ملت سید محمد امین میاں صاحب کی آمد۔

6ر جنوری 2024ء: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوم وصال پر رضا اکیڈمی کی طرف سے ممبئی کی مختلف مساجد میں نیاز کا اہتمام۔

5ر جنوری 2024ء: ائمہ مساجد جمعہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شانِ اقدس میں خصوصی خطاب کریں: الحاج محمد سعید نوری

8ر جنوری 2024ء: غزہ میں اسرائیلی دہشت گردی کے مقابل مسلمانانِ غزہ کا استقامت کے ساتھ ڈٹے رہنا اسرائیل کے لیے باعث ذلت: الحاج محمد سعید نوری

8ر جنوری 2024ء: آج رضا اکیڈمی کی جانب سے 1500ر سالہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منسوب لنگر مینارہ مسجد محمد علی روڈ پر تقسیم کیا گیا۔

11ر جنوری 2024ء: قومی کونسل برائے اردو کتاب میلہ میں رضا اکیڈمی کی جانب سے ترجمہ قرآن کنز الایمان (از اعلیٰ حضرت) رعایتی ہدیہ میں فراہم کیا گیا۔

15ر جنوری 2024ء: اردو کتاب میلہ میں رضا اکیڈمی کے اسٹال سے تقریباً پانچ لاکھ روپے کی کتابیں رعایتی قیمت میں فروخت۔ طلبہ، علما اور ائمہ نے زبردست دل چسپی دکھائی: الحاج محمد سعید نوری

16ر جنوری 2024ء: رضا اکیڈمی اور سنی جمعیۃ العلماء کے زیر اہتمام عظیم الشان جلوس غریب نواز نکالنے کی تیاری، اولیائے کرام کی تعلیمات سے پوری دنیا میں امن قائم کیا جاسکتا ہے: الحاج محمد سعید نوری

19ر جنوری 2024ء: رضا اکیڈمی اور سنی جمعیۃ العلماء کی جانب سے ممبئی میں جلوس غریب نواز کا اہتمام۔ فلسطین اور بیت المقدس کے لیے دُعا کی گئی۔ کثیر علمائے کرام شریک ہوئے۔

20ر جنوری 2024ء: 22ر جنوری کو مسلمان کلمہ طیبہ کا کثرت سے ورد کریں: رضا اکیڈمی

21ر جنوری 2024ء: بھارت کے مسلمان ملک کے وفادار ہیں: الحاج محمد سعید نوری

22ر جنوری 2024ء: رضا اکیڈمی کی اپیل پر آج ملک بھر میں گھروں، مساجد، مدارس، خانقاہوں اور جامعات میں اجتماعی طور پر کلمہ طیبہ کا ورد کیا گیا: الحاج محمد سعید نوری

23ر جنوری 2024ء: کفر وشرک کی وادیوں میں مسلمانوں نے ہر سمت توحید کی شمع روشن کی: الحاج محمد سعید نوری

26ر جنوری 2024ء: سعودی عرب میں شراب کی فروخت کی اجازت دینے پر ہم سخت مذمت کرتے ہیں: رضا اکیڈمی

28ر جنوری 2024ء: رضا اکیڈمی سربراہ الحاج محمد سعید نوری کے چھوٹے بھائی محمد رفیق رضوی عرف منا بھائی کا انتقال۔ ملک وبیرون ملک کے علما ومشائخ نے رنج وغم کا اظہار کیا اور تعزیت پیش کی۔

28ر جنوری 2024ء: الحاج محمد سعید نوری کے چھوٹے بھائی محمد رفیق رضوی کی تدفین بڑا قبرستان میں عمل میں آئی۔

30ر جنوری 2024ء: 1500ر سالہ جشن عید میلاد النبی ﷺ سے منسوب لنگر رسول مینارہ مسجد کارنر محمد علی روڈ پر تقسیم کیا گیا۔

فروری 2024ء

9ر فروری 2024ء: کورٹ نے مفتی سلمان ازہری کو مزید تین دن کے لیے پولیس تحویل میں دیا۔ الحاج محمد سعید نوری کی قیادت میں وفد نے گجرات آئی جی کو میمورنڈم دے کر ایذا رسانی سے گریز کی اپیل کی۔

14ر فروری 2024ء: 1500ر سالہ جشن عید میلاد النبی ﷺ سے منسوب لنگر مینارہ مسجد محمد علی روڈ پر تقسیم کیا گیا۔ آج کا یہ لنگر گیارہواں تھا۔

مارچ 2024ء

5ر مارچ 2024ء: لنگر رسول ﷺ کا سلسلہ جاری: الحاج محمد سعید نوری

9ر مارچ 2024ء: امیزون کی شرانگیزی۔ انڈر ویئر پر کلمہ طیبہ لکھ کر دُنیا بھر کے مسلمانوں کو اذیت پہنچائی۔ رضا اکیڈمی نے مہاراشٹر ودھان سبھا کے اسپیکر سے شکایت کی۔

11ر مارچ 2024ء: نشہ سے صرف سماج نہیں پوری انسانیت تباہ ہوتی ہے۔ رضا اکیڈمی کی مہم میں اسمبلی اسپیکر راہل نارویکر کا بیان۔

11ر مارچ 2024ء: عین نماز کے دوران دہلی پولیس کی سخت دل آزار اور اشتعال انگیز حرکت کے

باوجود مسلمانوں کے صبر وتحمل نے دہلی کو فساد سے بچالیا: رضا اکیڈمی

11؍مارچ 2024ء: سنی بلال مسجد میں نشہ مخالف پروگرام کا انعقاد۔ سید معین میاں اور الحاج محمد سعید نوری کا خطاب

19؍مارچ 2024ء: سعودی حکومت کا رمضان میں صرف ایک عمرہ کی شرط لگانا شریعت کے منافی: رضا اکیڈمی

19؍مارچ 2024ء: 1500؍سالہ جشن عید میلاد النبی ﷺ سے منسوب لنگر رسول مینارہ مسجد کارنر محمد علی روڈ ممبئی میں تقسیم کیا گیا۔ الحمد للہ! آج لنگر کا 16؍ہفتہ تھا۔ اس لنگر میں اراکین رضا اکیڈمی نے شرکت کی۔

21؍مارچ 2024ء: غزہ میں ہزاروں بچوں کی شہادت پر رضا اکیڈمی کا جمعہ 22؍مارچ کو ''یوم اطفال فلسطین'' منانے کا اعلان۔

23؍مارچ 2024ء: رضا اکیڈمی کے اعلان پر جمعہ کو ''یوم اطفال فلسطین'' مناتے ہوئے خصوصی دُعا کا اہتمام کیا گیا۔

اپریل 2024ء

5؍اپریل 2024ء: جملہ عاشقان رسول سے رضا اکیڈمی کی پرخلوص گزارش، مسلمان ائمہ مساجد کو نذرانہ پیش کرنے کی کوشش کریں: الحاج محمد سعید نوری

5؍اپریل 2024ء: مدارس عربیہ اتر پردیش کے خلاف ہائی کورٹ لکھنؤ بینچ کے فیصلے کو چیلنج، ٹیچرز ایسوسی ایشن مدارس عربیہ اتر پردیش نے سپریم کورٹ کا رخ کیا۔ رضا اکیڈمی بھی ساتھ۔

8؍اپریل 2024ء: تمام مسلمانانِ عالم عید سادگی سے منائیں اور فلسطینی بھائیوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں: رضا اکیڈمی کی اپیل

16؍اپریل 2024ء: رضا اکیڈمی نے شہزادۂ حضور محدث کبیر مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی کے وصال پر دُکھ کا اظہار کیا۔ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی جماعت اہل سنت کے ایک نمایاں عالم دین تھے، ان کے لیے لنگر رسول ﷺ میں ایصالِ ثواب کیا گیا: الحاج محمد سعید نوری

19؍اپریل 2024ء: ''عالمی یوم درود'' کے حوالے سے رضا اکیڈمی کا تاریخی اقدام۔ 20؍اپریل 2024ء کو یوم درود پاک منانے کی تیاری۔

19؍اپریل 2024ء: صحابۂ کرام، اہل بیت، بزرگان دین کے مزارات کو سعودی حکومت ازسرنو تعمیر

کرے: سربراہ رضا اکیڈمی الحاج محمد سعید نوری کا مطالبہ۔ ممبئی میں رضا اکیڈمی دفتر میں دُعا کا اہتمام۔

21؍اپریل 2024ء: رضا اکیڈمی نے سمندر میں عالم یوم درود کا اہتمام کیا، علما اور ائمہ کرام کے علاوہ عاشقانِ رسول کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

21؍اپریل 2024ء: 20؍اپریل کو رضا اکیڈمی کے اعلان پر چار ارب سے زائد مرتبہ درود پاک کا ورد کیا گیا۔ عاشقان رسول نے ممبئی کے علاوہ بیرونی مقامات سے بھی اس مبارک عمل میں حصہ لیا۔

29؍اپریل 2024ء: آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء اور رضا اکیڈمی نے اجمیر شریف کے امام کے قتل کی مذمت کی۔ راجستھان حکومت امام کے قاتلوں کو گرفتار کر کے سخت سے سخت سزا دے: حضرت سید معین میاں..... علما و ائمہ مساجد کا قتل بہت ہی افسوس ناک ہے: الحاج محمد سعید نوری

30؍اپریل 2024ء: الحمد للہ! میلاد کونسل کے زیر اہتمام 23؍ویں ہفتے بھی لنگر رسول جاری رہا۔ یہ لنگر رسول، محمد عارف رضوی اور محمد خالد رضا عرف شیخو بھائی کے ہاتھوں تقسیم کیا گیا۔

مئی 2024ء

6؍مئی 2024ء: آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء اور رضا اکیڈمی کی جانب سے مقتول مولانا ماہر کے ورثا کو ایک لاکھ روپیہ دیا گیا: الحاج محمد سعید نوری

7؍مئی 2024ء: 1500؍سالہ جشن عید میلاد النبی ﷺ سے منسوب لنگر رسول آج مینارہ مسجد محمد علی روڈ پر محمد عارف رضوی، محمد شاہنواز رضوی کے ہاتھوں تقسیم کیا گیا۔

8؍مئی 2024ء: شہید امام مولانا ماہر کے اہل خانہ سے تعزیت کر کے رضا اکیڈمی کا وفد ممبئی پہنچا۔

10؍مئی 2024ء: ووٹ دے کر اپنے دستوری حق کا استعمال ضرور کیجیے، ووٹ کی اہمیت پر ائمہ مساجد جمعہ میں ترغیب دیں: الحاج محمد سعید نوری کی اپیل

12؍مئی 2024ء: رضا اکیڈمی نے عام ووٹر میں بیداری لانے کے لیے اہم ترین ریلی نکالی۔ آپ کا ایک ایک ووٹ قیمتی ہے۔ اس کا صحیح استعمال ہی ایک ذمہ دار شہری ہونے کی علامت ہے: الحاج محمد سعید نوری

14؍مئی 2024ء: الحمد للہ! 25؍ویں ہفتے بھی جاری رہا لنگر رسول۔ 1500؍سالہ جشن عید میلاد النبی ﷺ سے منسوب آج کا یہ لنگر رسول مینارہ مسجد محمد علی روڈ پر الحاج محمد سعید نوری اور محمد عارف رضوی کے ہاتھوں تقسیم کیا گیا۔

19؍مئی 2024ء: رضا اکیڈمی ممبئی کے سربراہ کی جامعہ انیس العلوم میں آمد۔ علما نے استقبال کیا۔ جامعہ انیس العلوم میں منعقد تقریب میں الحاج محمد سعید نوری نے کہا کہ 1500؍سالہ جشن عید میلاد النبی

ﷺ جوش وخروش کے ساتھ منایا جائے۔

19رمئی 2024ء: 1500رسالہ جشن میلاد پاک کی تیاریاں زوروں پر۔ اسیر حضور مفتی اعظم الحاج محمد سعید نوری کا دورۂ مراد آباد۔

21رمئی 2024ء: رضا اکیڈمی کے کارکنان نے معذور اور بزرگ لوگوں کو گھر سے وہیل چیئر کے ذریعے پولنگ بوتھ پہنچایا۔ ہماری کوشش ہے کہ ووٹ فیصد زیادہ سے زیادہ بڑھے: الحاج محمد سعید نوری

24رمئی 2024ء: ہم دو ہمارے 12رجیسی اسلام مخالف اور توہین آمیز فلم پر پابندی لگائی جائے: الحاج محمد سعید نوری

25رمئی 2024ء: اسلام مخالف ہم دو ہمارے 12رفلم پر پابندی عائد کی جائے۔ الحاج محمد سعید نوری کی قیادت میں وفد کا سینسر بورڈ دفتر میں پرزور مطالبہ

24رمئی 2024ء: الحاج محمد سعید نوری نے احمد رضا ابن شرجیل رضا بھیونڈی کی انجینئرنگ کے انٹرنس امتحان میں نمایاں کامیابی پر مبارک باد دی۔

28رمئی 2024ء: بہترین صدقہ یہ ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلایا جائے۔ الحمدللہ! آج 27رویں ہفتے بھی لنگر رسول ﷺ جاری رہا۔

29رمئی 2024ء: قرآن مجید کی بے حرمتی ناقابل برداشت: سید معین میاں... اسلام مخالف فلم بنا کر مسلمانوں کے جذبات سے کھلواڑ کیا جارہا ہے: الحاج محمد سعید نوری

31رمئی 2024ء: رفع شہر پر اسرائیل کا شیطانی حملہ پوری انسانیت پر حملہ ہے: الحاج محمد سعید نوری

جون 2024ء

3رجون 2024ء: 1500رسالہ جشن عید میلاد النبی ﷺ سے منسوب لنگر رسول بینارہ مسجد محمد علی روڈ پر الحاج محمد سعید نوری اور محمد عارف رضوی کے ہاتھوں تقسیم کیا گیا۔ الحمدللہ! آج لنگر رسول کا 28رواں ہفتہ تھا۔

8رجون 2024ء: مظلوم فلسطینیوں کی آہ کبھی رائیگاں نہیں جائے گی۔ ان کی قربانی رنگ لائے گی: الحاج محمد سعید نوری... مظلوم فلسطینیوں کے لیے جمعہ کو سنی بلال مسجد میں خصوصی دُعا کا اہتمام۔

11رجون 2024ء: 1500رسالہ جشن عید میلاد النبی ﷺ سے منسوب لنگر رسول بینارہ مسجد محمد علی روڈ پر محمد حسن رضوی اور عبدالکریم رضوی کے ہاتھوں تقسیم کیا گیا۔ یہ لنگر رسول الحمدللہ 29رویں ہفتے کا تھا۔

20رجون 2024ء: 1500رسالہ جشن میلاد النبی ﷺ منانے کے لیے میلاد کونسل کا قیام: رضا اکیڈمی

25رجون 2024ء: میلاد کونسل کے زیر اہتمام 31رویں ہفتے بھی لنگر رسول جاری رہا۔ 1500رسالہ جشن میلاد النبی ﷺ سے منسوب یہ لنگر محمد عارف رضوی و محمد رفیق رضوی کے ہاتھوں تقسیم کیا گیا۔

27رجون 2024ء: رضا اکیڈمی کے سربراہ الحاج محمد سعید نوری کا اکبر نگر لکھنؤ کا دورہ۔ فرمایا: اپنے ہی وطن کے لوگوں کو بے گھر کرنا ہٹلر شاہی ہے: الحاج محمد سعید نوری

29رجون 2024ء: مدارس کو غیر آئینی کہنا دستورِ ہند کے منافی۔ سپریم کورٹ نے مدارس کو جائز مانا، حکومت تنازعہ نہ کھڑا کرے: الحاج محمد سعید نوری

جولائی 2024ء

1رجولائی 2024ء: مسلمانوں کو دینی اور دنیوی تعلیم کے ساتھ ہنر اور تجارت میں ترقی کرنی چاہیے۔ 135رویں جشن حضور مفتی اعظم ہند کے انعقاد پر الحاج محمد سعید نوری کا خطاب۔ دینی کتابیں تقسیم کی گئیں۔

4رجولائی 2024ء: امام مسجد کی ماب لنچنگ لمحۂ فکر: سید معین میاں..... قاتلوں کو جلد از جلد سزا دی جائے: الحاج محمد سعید نوری

6رجولائی 2024ء: غزہ میں مسجد عثمان بن عفان کی شہادت پر دُعا کا اہتمام اور اظہارِ رنج۔ تاریخی مسجد کو شہید کرنا عالم اسلام کے ایمانی جذبات کو ٹھیس پہنچانا ہے: سید معین میاں... مساجد اور عبادت گاہوں کو منہدم کرنا ظالم اسرائیلی حکومت نے اپنا مقصد بنالیا: محمد سعید نوری

12رجولائی 2024ء: حکومت ہند اسرائیل سے فوراً سفارتی تعلقات منقطع کرے: علماے اہل سنت کا مطالبہ

16رجولائی 2024ء: رواں سال میں ہر بچے کا نام محمد رکھیں۔ اور مدرسہ وعمارت کا نام مصطفیٰ رکھیں: محمد سعید نوری..... 1500رسالہ جشن میلاد النبی ﷺ 2025ء کے متعلق مشاورتی اجلاس میں علماے کرام نے مفید مشورے دیے۔

17رجولائی 2024ء: وشال گڑھ کے مسلمانوں کے مکانات اور مسجد پر شرپسندوں کا حملہ ناقابل برداشت: الحاج محمد سعید نوری

19رجولائی 2024ء: 44رواں عرس نوری بریلی شریف کے سلسلے میں رضا اکیڈمی کے سربراہ الحاج محمد سعید نوری کی مختلف مقامات پر میٹنگ۔ عقیدت مندوں میں جوش وخروش، کثیر تعداد میں شرکت کی یقین دہانی۔

22رجولائی 2024ء: الحمدللہ! میلاد کونسل کے زیر اہتمام 35رویں ہفتے بھی جاری رہا لنگر رسول ﷺ

25/جولائی 2024ء: رضا اکیڈمی وہ میلاد کونسل ممبئی کی جانب سے 1500/سالہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم 2025ء کو تاریخ ساز بنانے کا عزم۔

19/جولائی 2024ء: گلدستۂ درود اور میلاد کونسل کے زیر اہتمام 27/جولائی کو اسلام جم خانہ میں ایک تاریخ ساز ''درود شریف طغرا نمائش'' کا پروگرام۔

28/جولائی 2024ء: رضا اکیڈمی اور میلاد کونسل کے زیر اہتمام 1500/سالہ جشن میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم 2025ء کی افتتاحی تقریب؛ اسلام جم خانہ ممبئی نغمۂ درود وسلام سے گونج اُٹھا، سیکڑوں طلبہ وطالبات کے درود شریف کے خوب صورت انداز میں تحریر کردہ طغراجات توجہ کا مرکز بنے رہے۔

30/جولائی 2024ء: میلاد کونسل کے زیر اہتمام لنگر رسول ﷺ کی تقسیم کا 36/واں ہفتہ، 1500/سالہ جشن میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریبات کا سلسلہ جاری۔

30/جولائی 2024ء: مسلمان 7/ستمبر کو ''ردِ یوم قادیانیت'' کے بطور منائیں اور عقیدۂ ختم نبوت کی تبلیغ کریں۔ الحاج محمد سعید نوری کا مالیگاؤں میں منعقدہ میٹنگ میں اظہارِ خیال۔ رضا اکیڈمی کے 1500/سالہ جشن میلاد النبی ﷺ پروگرام کی تفصیلات اُجاگر کی گئیں۔

اگست 2024ء

1/اگست 2024ء: عقیدۂ ختم نبوت جزوِ ایمان ہے، علما و مشائخ اور ائمہ کرام مساجد میں جمعہ کا خطاب عقیدۂ ختم نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موضوع پر کریں: الحاج محمد سعید نوری .... پاکستان میں قادیانیوں کو تبلیغ کی اجازت سے ممبئی کے سنی مسلمان مضطرب، پاکستانی سپریم کورٹ نے قادیانیوں کے مفاد میں بدترین فیصلہ دیا جو مسلمانوں کے ایمانی جذبات کو مجروح کرتا ہے۔

1/اگست 2024ء: قادیانیوں کو تبلیغ کی اجازت دینا پاکستانی سپریم کورٹ کا افسوس ناک فیصلہ۔ ہانڈی والی مسجد میں میٹنگ میں علما کا اظہار ناراضی۔

5/اگست 2024ء: قادیانیوں کو تبلیغ کی اجازت دینا اسلامی روح کے منافی، یہ فیصلہ فوراً واپس لیا جائے۔ حکومت پاکستان فوراً یہ فیصلہ واپس لے: رضا اکیڈمی اور سنی جمعیۃ العلماء کی پریس کانفرنس میں اظہارِ خیال۔

اگست: رضا اکیڈمی کی جانب سے ویکلی اخبار مسلم ٹائمز کی پابندی سے ترسیل جاری۔ یہ اخبار ہر ہفتے آن لائن اپ لوڈ کیا جاتا ہے۔ جس میں اہم دینی عناوین کے علاوہ اہل سنت وجماعت سے منسلک سرگرمیاں شامل کی جاتی ہیں۔

☆☆☆

سرپرست

علامہ قمرالزماں خان اعظمی، علامہ محمد ارشد مصباحی، اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن انٹرنیشنل یو کے

صحت منداقدار .... تاباں افکار

مالیگاؤں میں فروغِ مسلک اعلیٰ حضرت کا تحقیقی وعلمی مرکز

اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر

اعلیٰ حضرت روڈ، نورباغ، مالیگاؤں مہاراشٹر

- لائبریری واسٹڈی سینٹر
- تصنیف واشاعت
- درس گاہ وتربیت گاہ
- طبی وفلاحی خدمات

سینٹر کا تعمیری کام مکمل ہو چکا ہے، عنقریب شعبہ جات متحرک ہوں گے۔

فروغِ رضویات کے کئی شعبے اپنی خدمات سے گلشنِ سنیت کو مہکائیں گے۔

خوش گوار ماحول میں اشاعت دین وسنیت کے کئی پروگرام روبعمل لائے جائیں گے۔

رابطہ: غلام مصطفیٰ رضوی: 9325028586

فرید رضوی: 9273574090

معین پٹھان رضوی: 7588815888

تصانیف رضا کے تراجم

مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری، چریا کوٹ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کی دینی، فقہی و علمی خدمات کا چرچا سمتوں میں ہے۔ آپ کی کتابوں کو اہلِ علم ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں۔ بزمِ علم و دانش میں تحقیق و تدقیق کا سفر طے کیا جا رہا ہے۔ یوں ہی تصانیف رضا کے تراجم بھی تیزی سے ہو رہے ہیں۔ عربی، انگریزی، ہندی، ڈچ اور دیگر زبانوں میں اعلیٰ حضرت کی کتابیں لگاتار ترجمہ ہو رہی ہیں۔ اشاعت کا زیور بھی پہنایا جا رہا ہے۔ اس طرح کے کاموں کی فہرست طویل ہے جنھیں اگر سمیٹا جائے تو ایک جامع اشاریہ مرتب ہو۔ اس میں ترجمہ قرآن کنزالایمان پر دیگر زبانوں میں جو کام انجام دیے گئے وہ بھی بڑا وسیع اور اہم عنوان ہے۔ تاہم اس اجمالی فہرست میں محض کچھ ہی کتابوں کا تذکرہ ہے، جسے مدتوں پہلے علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری (مہتمم دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ) نے مرتب فرمایا۔ راقم نے چند ایک اضافے کیے۔ ضرورت ہے کہ اس رُخ سے بھی فہرست سازی ہو۔ (مدیر)

شمار	اسمائے کتب مع زبان	زبان ترجمہ	مترجم	ناشر/مطبع
۱	کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن (اردو)	انگریزی	ڈاکٹر حنیف اختر فاطمی	اسلامک ورلڈ مشن، انگلینڈ
۲	″	″	پروفیسر شاہ فرید الحق	زیر طبع مکتبہ رضویہ کراچی
۳	″	ہندی	مولانا محمد علی فاروقی مصباحی	زیر طبع
۴	″	سندھی	مولانا عزیز اللہ لاڑکانہ	″
۵	سلام رضا (لاکھوں سلام) (اردو)	انگریزی	محمد الیاس قادری	ورلڈ اسلامک مشن مانچسٹر، انگلینڈ
۶	الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ (عربی)	اردو	حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں	مطبع اہلسنت بریلی وغیرہ

۷	الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ	انگریزی	ڈاکٹر حنیف اختر فاطمی	مجلس رضا (رضا اکیڈمی) انگلینڈ
۸	حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین (عربی)	اردو	مولانا محمد حسنین رضا خاں بریلوی	مطبع اہلسنت بریلی
۹	فتاوی الحرمین (عربی)	″	حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں	″
۱۰	الاجازات المتینہ (عربی)	″	″	ادارہ تصنیفات رضا بریلی
۱۱	کفل الفقیہ الفاہم (عربی)	″	″	مطبع اہلسنت بریلی شریف
۱۲	الفضل الموہبی (اردو)	عربی	مولانا افتخار احمد اعظمی، المجمع الاسلامی	مرکزی مجلس رضا لاہور
۱۳	وصاف الرجیح (اردو)	″	مولانا محمد احمد مصباحی المجمع الاسلامی	زیر طبع
۱۴	حاشیہ معالم التنزیل (عربی)	اردو	مولانا محمد صدیق ہزاروی	مرکزی مجلس رضا لاہور
۱۵	حاشیہ طحطاوی علی المراقی (عربی)	″	″	″
۱۶	حاشیہ الاصابہ فی تمییز الصحابہ (عربی)	″	مولانا احمد علی سندیلوی	زیر طبع
۱۷	جمل النور (مزارات پر عورتوں کی حاضری) (اردو)	ہندی		شرکت رضویہ بریلی
۱۸	الحجۃ الفاتحۃ فارسی	اردو	مولانا عبدالحکیم شرف قادری	مکتبہ قادریہ لاہور
۱۹	کنزالایمان	ڈچ	مولانا غلام رسول	ہالینڈ

۲۰	〃	سندھی	عبدالوحید سرہندی	کراچی
۲۱	〃	سندھی	مفتی محمد رحیم سکندری، پیر جو گوٹھ سندھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۲ء
۲۲	〃	انگریزی	سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمیؔ	غیر مطبوعہ
۲۳	〃	ہندی	〃 〃	برکاتی پبلشرز ممبئی
۲۴	〃 مع تفسیر	〃	مولانا نورالدین نظامی الہ آباد	غیر مطبوعہ
۲۵	لاکھوں سلام بنام المنظومۃ السلامیۃ	عربی	شیخ محمد حازم محفوظ	مصر
۲۶	کنزالایمان	انگریزی	ڈاکٹر سید جمال الدین اسلم مارہروی	غیر مطبوعہ
۲۷	〃	گجراتی	مولانا حسن آدم گجراتی	دارالعلوم معین الاسلام تھام گجرات
۲۸	〃	انگریزی	ڈاکٹر اے مجید اے اولک	لاہور ۱۹۹۵ء
۲۹	〃	انگریزی	عاقب فرید قادری	سراج ملت فاؤنڈیشن ممبئی
۳۰	کنزالایمان مع تفسیر	ہندی	مولانا نورالدین نظامی	
۳۱	〃	ہندی	مفتی عبدالقدیر	رضوی کتاب گھر دہلی
۳۲	〃	ہندی	حاجی توفیق رضوی	فاروقیہ بکڈپو دہلی
۳۳	〃	بنگلہ	مولانا عبدالمنان	چٹاگانگ بنگلہ دیش
۳۴	〃	پشتو	قاری نورالہدیٰ نعیمی	
۳۵	〃	گوجری	مفتی نظیر احمد قادری	نشان اختر ممبئی فاطمۃ الزہراء سوسائٹی کشمیر

۳۶	〃	کرول	مولانا نجیب ضیائی مصباحی	مطبوعہ ماریشس
۳۷	〃	رومن	زبیر قادری	ممبئی
۳۸	جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ	عربی	مولانا منظر الاسلام ازہری مولانا نعمان اعظمی ازہری	ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
۳۹	القادیانیۃ [۱]السوء والعقاب علی المسیح الکذاب [۲]الجراز الدیانی علی المرتد بقادیانی [۳]المبین ختم النبیین	عربی	مولانا محمد جلال رضا ازہری مولانا منظر الاسلام ازہری	الدار الثقافیۃ للنشر قاہرہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
۴۰	الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحیۃ	عربی	محمد سعید الازہری محمد اکرم الازہری	مؤسسۃ الشرف لاہور
۴۱	الفلسفۃ الاسلام (متعدد رسائل رضویہ)	عربی	مولانا محمد جلال رضا ازہری مولانا غلام محمد بٹ ازہری	مطبوعہ قاہرہ
۴۲	تمہید ایمان	انگریزی	ابوحسن	نوری مشن مالیگاؤں اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن یوکے
۴۴	بساتین الغفران (عربی کلام رضا)	عربی	ڈاکٹر حازم محمد احمد المحفوظ	قاہرہ مصر
۴۵	حدائق بخشش	انگریزی	مولانا آفتاب قاسم رضوی	ڈربن

☆☆☆